خدا کی باتیں

از

سحبان الہند حضرت مولانا احمد سعید مدظلہٗ

ی بک ڈپو۔ اُردو بازار۔ دہلی

سحبان الہند حضرت مولانا احمد سعید صاحب سابق ناظم جمعیۃ علماء ہند کی

نئی تصنیف مشکل کشا

حضرت مولانا نے تمام مصروفیتوں اور طویل علالت کے باوجود......
...... سیکڑوں کتابوں کے مطالعہ کے بعد قلم اٹھایا۔ اور ایک بہت بڑا ذخیرہ عربی سے اُردو میں منتقل کردیا۔ یعنی اُوپر عربی میں دعا ہے اور نیچے اس کا عام فہم با محاورہ ترجمہ ہے۔ وظیفہ پڑھنے کے اوقات اور شمار وغیرہ کو بھی شامل کردیا ہے کتاب کا نام مشکل کشا۔

قیمت دو روپے چار آنہ (عہ؎)

چوتھا ایڈیشن

قیمت

دو روپے بارہ آنے

سنہ ۱۹۵۱ء

مطبوعہ فاروقی پریس دہلی

ہماری کتابیں

جنت کی کنجی۔ دوزخ کا کھٹکا۔ خدا کی باتیں۔ رسول کی باتیں۔ پہلی تقریر سیرت۔ دوسری تقریر سیرت۔ مضامین احمد سعید۔ تقاریر۔ مشکل کشا۔ پردہ کی باتیں۔ رسول اللہ صلوٰۃ وسلام۔ شوکت آرا بیگم۔ مکمل مدلل ہفت سورہ۔ تعلیم الدین۔ از بلا۔ حیات المسلمین۔ اصلاح الرسوم۔ سفرنامہ اسیر مالٹا۔ علماء حق اور ان کی مظلومیت کی داستانیں۔ غدر کے چند علماء۔ ایسٹ انڈیا کمپنی اور باغی علماء۔ اسلامی معاشرت۔ نماز مترجم۔ اعمال قرآنی مترجم۔

ان کے علاوہ اور بہت سی کتابیں

دینی بک ڈپو۔ اردو بازار۔ دہلی

سحبان الہند حضرت مولانا احمد سعید صاحب

کے

عام فہم ترجمہ کا

مکمل مدلل ہفت سورہ!

آپ نے نظامت سے سبکدوشی حاصل کرنے کے بعد قرآن شریف کا عام فہم با محاورہ ترجمہ کا کام شروع کر رکھا تھا خدا کا شکر ہے۔ کہ قرآن کا ترجمہ تو پورا ہو گیا۔ اور تفسیر بھی سات پاروں کی ہو گئی ہے۔

چونکہ احباب کا تقاضہ تھا ترجمہ کسی نہ کسی شکل میں تھوڑا بہت ضرور شائع کیا جائے۔ چنانچہ اب **ھفت سورہ** کی شکل میں حضرت مولانا کا ترجمہ شائع کیا ہے۔ اور سورتوں کے اخیر میں قربات عند اللہ وصلوٰۃ الرسول کو بھی شامل کر دیا ہے جس میں قرآن اور حدیث کی دعائیں ہیں اور ہر ایک سورہ کے خواص اسکے پڑھنے کا طریقہ ہر سورت کا نقش و تعبیر خواب بھی اس ہفت سورہ میں شامل کر دیئے ہیں تاکہ زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل ہو سکے ہم نے اس ہفت سورہ میں وہ چیزیں شامل کی ہیں جس کے متعلق یہ کہا جا سکتا ہے وہ آپکو انشاء اللہ اور کسی ہفت سورہ میں نہیں مل سکیں گی۔ قیمت مجلد (عہ)

ملنے کا پتہ:- دینی بک ڈپو اردو بازار۔ دہلی

فہرست مضامین

ضروری گذارش

جنت کی کنجی اور دوزخ کے کھٹکے کی ترتیب کے بعد ایک عرصہ سے میں یہ خیال کر رہا تھا کہ احادیث قدسیہ کا ترجمہ بھی سہل اردو زبان میں کر دیا جائے تاکہ مسلمانوں کے لئے مفید اور نافع ہو اور میرے لئے نجات آخرت کا سبب اور باقیات الصالحات کا موجب ہو احادیث قدسیہ کے سلسلے میں میں نے کتابوں کی تلاش شروع کی اور حسن اتفاق سے مجھے ایک کتاب حظیرۃ التقدیس و ذخیرۃ التانیس دستیاب ہوئی یہ کتاب ابو النصر میر علی حسن خاں صاحب کی تالیف ہے اور سنہ ۱۳۰۰ھ میں مطبع شاہجہانیہ میں طبع ہوئی ہے، کتاب نہایت محنت سے مرتب کی گئی ہے اور احادیث صحیحہ پر مشتمل ہے، دوسری کتاب اسی سلسلے میں احادیث قدسیہ دستیاب ہوئی یہ کتاب غالباً حظیرۃ التقدیس کا ترجمہ ہے جس کو سنہ ۱۳۲۵ھ میں مولانا عبدالاحد صاحب مالک مطبع مجتبائی نے اپنے اہتمام سے طبع کرایا ہے۔

حظیرۃ التقدیس کے علاوہ بعض اور احادیث کا بھی اس میں اضافہ کیا گیا ہے ابھی میری جستجو کا سلسلہ جاری تھا کہ سنہ ۱۹۳۸ء میں برما کا سفر پیش آگیا اور رنگون میں تقریباً دو ماہ سے زائد رہنے کا اتفاق ہوا میں نے اپنے مخلص دوست حضرت مولانا مفتی مرغوب احمد صاحب امام و خطیب سورتی جامع مسجد سے اپنے ارادے کا اظہار کیا انہوں نے مجھے ایک اور کتاب کی جانب توجہ دلائی جو حیدر آباد کی مجلس دائرۃ المعارف سے شائع ہوئی ہے اور علامہ محمد مدنی کی تصنیف ہے، کتاب کا نام الاتحافات السنیہ بالاحادیث القدسیہ ہے۔ میں نے برما کی واپسی پر

ہندوستان آکر اس کتاب کو حاصل کیا، اس کتاب کو احادیث قدسیہ کے سلسلے میں جامع اور مکمل پایا، مولانا عبدالرؤف مناوی نے اس کتاب کی تلخیص کی ہے اور اس کا نام بھی الاتحاف السنیہ رکھا ہے) یہ کتاب دمشق کے مطبع منیریہ میں طبع ہوئی ہے یہ کتاب بھی مجھے مل گئی اور انتہائی جستجو کے بعد میں نے چار کتابیں حاصل کر لیں حظیرۃ التقدیس و ذخیرۃ التانیس مصنفہ نواب میر حسن علی خانصاحب احادیث قدسیہ مترجمہ مولانا محمد خلیل الرحمٰن صاحب ہاپوری مطبع مجتبائی، الاتحاف السنیہ بالاحادیث القدسیہ مصنفہ علامہ محمد مدنی مطبوعہ دائرۃ المعارف حیدرآباد الاتحاف السنیہ بالاحادیث القدسیہ مصنفہ الشیخ عبدالرؤف مناوی مطبع منیریہ دمشق۔ الحمد للہ ترجمہ کے وقت یہ چاروں کتابیں میرے مطالعہ میں رہیں اور توکلاً علی اللہ میں نے ترجمہ شروع کر دیا، لیکن سیاسی مشاغل کے باعث ترجمہ میں خلاف توقع بہت تاخیر ہو گئی، میں اس فکر میں تھا کہ کوئی صورت فرصت کی میسر آئے تو اس کام کی تکمیل کی جائے۔

اعظم گڈھ کا مقدمہ

جون ۱۹۴۸ء میں مجھے مبارک پور کی ایک مسجد کا سنگ بنیاد رکھنے کے لئے دعوت دی گئی، سنگ بنیاد کے سلسلے میں میں نے ایک تقریر کی، اس تقریر کے بعض فقرے گورنمنٹ یوپی کے نزدیک قابل اعتراض قرار دئے گئے اور میرے خلاف ڈیفنس آف انڈیا ایکٹ کے ماتحت مقدمہ چلایا گیا۔

دوران مقدمہ میں مجھے شبلی منزل میں قیام کا اتفاق ہوا، اور علامہ سید سلیمان

ندوی اور ان کے رفقا سے استفادہ کا موقعہ میسر آیا۔ سید صاحب موصوف نے ہر قسم کی ہمدردی اور اعانت کا وعدہ فرمایا اور ترجمہ کی تکمیل پر زور دیا۔ سید صاحب کی خواہش یہ تھی کہ میں دوران مقدمہ میں ہی اس کام کو پورا کر لوں۔ دار المصنفین میں ہر قسم کی سہولت اور جملہ آسانیاں مجھے میسر تھیں سید صاحب اور مولانا مسعود علی صاحب کی توجہات خصوصی نے اور بھی زیادہ آمادہ کیا کہ میں دوران مقدمہ میں ہی کام شروع کر دوں لیکن باربار دہلی کے آنے جانے نے طبیعت کو یکسو نہ ہونے دیا با لآخر ۲ر جنوری سالکہ ء کو مقدمہ کا فیصلہ ہوا اور ایک ماہ کی قید کا حکم دیا گیا قید چونکہ محض تھی اس لئے میں نے اس فرصت کو غنیمت سمجھا اور اعظم گڈھ جیل میں خدا کے فضل و کرم سے اس کام کو پورا کر لیا جو عرصہ سے عدیم الفرصتی کے باعث قابو میں نہ آتا تھا۔ والحمد للہ علیٰ ذٰلک

میری سابقہ تصانیف کی طرح یہ کتاب بھی دینی بکڈپو کی جانب سے شائع کی جارہی ہے اس کے جملہ حقوق اشاعت اور طباعت کا حق دینی بکڈپو کو دے دیا گیا ہے کتاب کا اصل نام تو الھدیۃ السنیہ فی الاحادیث القدسیہ ہے۔ لیکن عوام کی رعایت سے کتاب کا نام "خدا کی باتیں" رکھا ہے۔

خداتعالےٰ سے دعا ہے کہ یہ کتاب مسلمانوں کے لئے مفید اور نافع ہو اور مسلمانوں کو اس کے پڑھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا ہو اور اس فقیر کے لئے اللہ تعالیٰ اس کتاب کو آخرت کا ذخیرہ بنائے۔ آمین

احادیث قدسیہ

حدیث قدسی محدثین کی ایک خاص اصطلاح ہے، قدس کے معنی پاکیزہ اور طاہر کے ہیں، اسی معنی میں ارض مقدسہ اور بیت المقدس بھی بولا جاتا ہے قرآن شریف میں ہے۔ یٰقوم ادخلوا الارض المقدسۃ التی کتب اللہ لکم[1]۔

اللہ تعالیٰ چونکہ تمام عیوب سے پاک اور تمام نقائص سے مبرا و منزہ ہیں اس لئے ان کے ناموں میں سے ایک نام قدوس بھی ہے، احادیث کو قدس کی طرف منسوب کرنے کا مطلب بھی یہی ہے کہ یہ حدیث اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہے، اسی لئے احادیث قدسی کو احادیث الٰہی اور آثار الٰہی بھی کہا جاتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حدیث قدسی کو جب بیان فرماتے تھے تو کبھی بواسطہ جبریل بیان فرماتے تھے اور کبھی براہ راست حضرت حق جل مجدہٗ سے روایت کرتے تھے یعنی کبھی یوں فرماتے تھے کہ جبریل ؑ نے مجھ سے کہا اور جبریل ؑ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور کبھی یوں ارشاد فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

پس حدیث قدسی کی تعریف یہ ہے کہ حدیث قدسی وہ حدیث ہے جس کی اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو الہام یا خواب کے ذریعہ اطلاع دی ہو یا حضرت جبریل ؑ کے واسطے سے اطلاع دی ہو، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنی عبارت اور اپنے الفاظ میں بیان کیا ہو۔

حضرت مولانا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث قدسی کی حسب ذیل الفاظ

---

[1] حضرت موسیٰ نے فرمایا اے قوم داخل ہو زمین پاک میں جو مقرر کر دی ہے اللہ نے تمہارے واسطے۔

میں تعریف کی ہے۔ الحدیث القدسی مایرویہ صدر الرواۃ وبدر الثقات علیہ افضل الصلوٰۃ واکمل التحیات عن اللہ تبارک وتعالیٰ تارۃ بواسطہ جبرئیل علیہ السلام وتارۃ بالوحی والالہام والمنام مفوضا الیہ التعبیر بای عبارۃ شاء من انواع الکلام یعنی حدیث قدسی وہ ہے جس کو راویوں کے سردار اور ثقہ لوگوں کے چراغ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے روایت کریں، کبھی بواسطہ جبریلؑ اور کبھی بطریق الہام و وحی اور کبھی بذریعہ خواب اور اُس کے بیان کرنے میں آپ مختار ہوں کہ جن الفاظ اور عبارت کے ساتھ چاہیں بیان کریں۔

حدیث قدسی کو نقل کرنے میں رواۃ حدیث نے دو طریقے اختیار کئے ہیں ایک تو قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیما یروی عن ربہ اور دوسرا طریقہ نقل کا یہ ہے کہ قال اللہ تعالیٰ فیما رواہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں طریقوں کا مطلب ایک ہی ہے یعنی حدیث قدسی اللہ کا قول ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کو پہنچایا ہے۔

ایک شبہ اور اس کا جواب

حدیث قدسی کے سلسلے میں ایک عام شبہ کیا جاتا ہے جس کا جواب اصول کی کتابوں میں مذکور ہے وہ شبہ یہ ہے کہ حدیث قدسی اور قرآن جب دونوں اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہیں تو حدیث قدسی اور قرآن میں کیا فرق ہے اس کا جواب یہ ہے۔ کہ قرآن حضرت جبریل علیہ السلام ہی کے واسطے سے نازل ہوتا ہے اور

حدیث قدسی کبھی خواب میں کبھی الہام کے ذریعہ کبھی کسی فرشتے کے واسطے سے اور کبھی براہ راست نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب میں القا کی جاتی ہے قرآن شریف کے الفاظ وہی ہیں جو لوح محفوظ سے یقینی طور پر نازل کئے گئے ہیں اور حدیث قدسی کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار ہے کہ جن الفاظ میں چاہیں اس کے مفہوم کو بیان کر دیں آپ پر الفاظ کی پابندی نہیں ہے، قرآن شریف ہر زمانہ میں تواتر کے ساتھ قطعی طور پر نقل ہوا ہے اور حدیث قدسی کو یہ مرتبہ حاصل نہیں ہے اسی لئے حدیث قدسی کو اگر قرآن کی بجائے نماز میں پڑھا جائے تو نماز نہیں ہوگی، قرآن شریف کلام معجز ہے اور حدیث قدسی کلام معجز نہیں ہے، قرآن شریف کا منکر کافر ہے حدیث قدسی کا منکر کافر نہیں ہے۔

بعض حضرات اہل علم نے فرمایا ہے قرآن وہ الفاظ ہیں جن کو روح الامین کے واسطے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا گیا ہے اور حدیث قدسی وہ معنی ہیں جن کی اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو بطریق الہام خبر دی یا آپ کو خواب میں بتائے اور آپ کو اختیار دیا کہ آپ ان معنی کو اپنے الفاظ میں بیان کریں۔

ان تمام جوابوں کا خلاصہ یہ ہے کہ قرآن شریف کے تو الفاظ بھی منزل من اللہ ہیں اور حدیث قدسی کے الفاظ منزل من اللہ نہیں ہیں قرآن شریف معجز ہے اور حدیث قدسی معجز نہیں ہے، قرآن شریف کی نقل متواتر ہے اور حدیث قدسی کی نقل کو تواتر میسر نہیں ہے ایک بات اور بھی یاد رکھنی چاہئے جس طرح احادیث قدسی اور قرآن شریف میں فرق ہے اسی طرح حدیث قدسی اور دوسری احادیث میں بھی فرق ہے اور وہ فرق اس قدر ہے کہ احادیث قدسیہ وہ ہیں جو حضرت حق

جلّ مجدہٗ کی جانب منسوب کی جائیں باقی تمام احادیث نہ تو اللہ تعالیٰ کی جانب منسوب کی جاتی ہیں اور نہ اللہ تعالیٰ سے ان کو روایت کیا جاتا ہے۔

احادیث قدسیہ میں تعمیم

اگرچہ احادیث قدسیہ محض اُن حدیثوں کو کہا جاتا ہے جن کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی جانب منسوب کیا ہو، اور اللہ تعالیٰ سے روایت کیا ہو، اسی لئے متقدمین کے نزدیک احادیث قدسیہ کی تعداد بہت کم ہے لیکن متاخرین نے اس میں توسیع کی ہے۔

اور ہر وہ حدیث جس میں اللہ تعالیٰ کا قول مذکور ہو اس کو بھی حدیث قدسی میں داخل کیا ہے، شیخ علامہ مدنی نے اس طریقہ کو اختیار کیا ہے، اور اسی لئے انہوں نے الاتحاف السنیہ میں تقریباً آٹھ سو اٹھاون احادیث کو جمع کیا ہے ہم نے بھی ترجمہ میں حضرات متاخرین کے طریقے کو ترجیح دی ہے، تاکہ مسلمانوں تک زیادہ سے زیادہ احادیث کا ترجمہ پہنچایا جا سکے،

وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب

فقیر
احمد سعید کان اللہ لہٗ
یکم ربیع الاول ۱۳۰۰ھ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

توحید

۱- حضرت علی بن موسیٰ رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں مجھ کو میرے باپ موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ روایت اپنے باپ جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کی ہے اور حضرت جعفر صادق رض کو ان کے باپ حضرت زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ حدیث پہنچی ہے اور حضرت زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان کے باپ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کی ہے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے باپ، حضرت علی کرم اللہ وجہہ

نے فرمایا ہے کہ مجھ سے میرے حبیب اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھ سے جبریل علیہ السلام نے یہ حدیث بیان کی، حضرت جبریل ؑ فرماتے ہیں میں نے اللہ رب العزت جلّ جلالہٗ سے سُنا ہے کہ فرماتا ہے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ میرا قلعہ ہے جس شخص نے اس کلمہ کو پڑھا وہ میرے قلعہ میں داخل ہوگیا اور جو شخص میرے قلعہ میں داخل ہوگیا وہ میرے عذاب سے محفوظ ہوگیا۔ (صواعق محرقہ ابن حجر مکی)

۲۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے جامع صغیر میں روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے، بیشک میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود اور قابل پرستش نہیں جس شخص نے میری توحید کا اقرار کیا وہ میرے قلعہ میں داخل ہوگیا، اور جو شخص میرے قلعہ میں داخل ہوگیا وہ میرے عذاب سے محفوظ ہوگیا۔

۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، بے شک میں اللہ ہوں میرے علاوہ کوئی عبادت کا مستحق نہیں۔ میری رحمت کا میرے غضب اور غصہ کے مقابلہ میں اظہار زیادہ ہوتا ہے جس شخص نے اس بات کی گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں تو اس کے لئے جنت ہے۔ (دیلمی)

مطلب یہ ہے کہ میری صفات تو سب یکساں ہیں لیکن اپنے بندوں کے ساتھ رحمت کا معاملہ زیادہ کرتا ہوں عربی کے الفاظ یہ ہیں سبقت رحمتی غضبی ترجمے میں مفہوم کا خلاصہ ذکر کیا ہے۔

۴۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کی ایک اور روایت میں ہے کہ اللہ تعالےٰ

فرماتا ہے لا الٰہ الا اللہ میرا کلام ہے، اور میں ہی وہ ہوں بس جس شخص نے اس کلمہ کو پڑھا اور جو میرے قلعہ میں داخل ہو گیا وہ میری پکڑ اور گرفت سے محفوظ اور بے خوف ہو گیا۔ (ابن النجار)

میں ہی وہ ہوں کا مطلب یہ ہے کہ اس کلمہ میں جس کی توحید کا ذکر ہے میں وہی معبود ہوں۔

ان روایتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کے رسول کی رسالت پر ایمان لائیں گے۔ وہ دوزخ سے محفوظ رہیں گے، اگر اس عقیدے کے ساتھ اعمال بھی اچھے ہوئے تو دوزخ میں بھیجے ہی نہیں جائیں گے اور اگر اعمال اچھے نہ ہوئے اور فسق و فجور کرتے رہے تو اپنے گناہوں کی وجہ سے دوزخ میں جائیں گے لیکن سزا پوری کرنے کے بعد دوزخ سے نجات حاصل کر لیں گے اور جنت میں داخل کر دیئے جائیں گے۔

۵۔ حضرت انسؓ کی روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں میں اپنے رب سے برابر شفاعت کی درخواست کرتا رہا اور وہ میری شفاعت قبول کرتا رہا، یہاں تک کہ میں نے اس سے عرض کیا اے میرے رب! جس شخص نے لا الٰہ الا اللہ کہہ لیا، اس حق میں میری شفاعت قبول کر لے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا، جس شخص نے میری توحید کا اقرار کر لیا اور لا الٰہ الا اللہ پڑھ لیا اس کی شفاعت سے آپ کا کوئی تعلق نہیں اور آپ کا یہ منصب نہیں کہ آپ اس کی شفاعت کریں بلکہ اس کلمہ کا تو میری ذات سے تعلق ہے اور میں اپنے حلم اپنی عزت اور اپنی رحمت کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں کسی کلمہ پڑھنے والے

اور اپنی توحید کا اقرار کرنے والے کو آگ میں نہیں چھوڑوں گا۔ (ابو یعلیٰ)
مطلب یہ ہے کہ توحید و رسالت کے قائل ہمیشہ دوزخ میں نہیں رہیں گے۔

۶۔ جب کوئی مسلم لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہتا ہے تو یہ کلمہ آسمانوں کو طے کرتا ہوا حضرت حق کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کلمہ کو ٹھہرنے کا حکم دیتا ہے یہ کلمہ عرض کرتا ہے، الٰہی مجھے کس طرح سکون ہو۔ ابھی میرا پڑھنے والا بخشا تو گیا ہی نہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس وقت تجھکو اس کی زبان پر جاری کیا تھا میں نے اسی وقت پڑھنے والے کی مغفرت کر دی تھی۔ (ابن عساکر)

۷۔ جب کوئی بندہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے ملائکہ سے ارشاد فرماتا ہے، میرا بندہ اس بات کا اظہار کر رہا ہے کہ میرے سوا اس کا کوئی رب نہیں ہے، میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے اس بندہ کو بخشدیا۔ (ابن عساکر)

۸۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ تمہارا پروردگار فرماتا ہے، میں اس بات کا مستحق ہوں کہ مجھ ہی سے خوف کیا جائے اور میرے علاوہ کسی دوسرے کو معبود نہ بنایا جائے پس جو شخص کسی دوسرے کو معبود بنانے سے محفوظ رہا اور اس نے میرے سوا کسی کو معبود اور قابل پرستش نہ سمجھا تو مجھے یہ لائق ہے کہ میں اس کی مغفرت کر دوں۔ (احمد، ترمذی، نسائی)

۹۔ ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے، میرا اور جنات کا وانسان کا عجیب معاملہ ہے، میں ان کو پیدا کرتا ہوں اور یہ میرے علاوہ دوسروں کی عبادت کرتے ہیں، میں ان کو رزق دیتا ہوں اور یہ شکریہ دوسروں کا ادا کرتے ہیں۔ (جامع صغیر)

۱۰۔ ابو سعیدؓ کی روایت میں ہے، اللہ تعالیٰ نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا اے موسیٰ آسمان اور جو کچھ اس میں ہے، زمین اور جو کچھ اس میں ہے، سمندر اور جو کچھ اس میں ہے اگر یہ سب چیزیں کسی ترازو کے ایک پلڑے میں رکھدی جائیں اور کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ دوسرے پلڑے میں رکھدیا جائے تو یہ کلمہ ان تمام چیزوں سے بھاری ہوگا۔ (ابو یعلیٰ)

۱۱۔ حضرت انسؓ کی روایت میں ہے، اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ پر وحی نازل کی اے موسیٰ اُمت محمدؐ یہ میں کچھ ایسے حضرات ہوں گے جو سفر میں اونچی نیچی زمین پر چڑھتے اُترتے لا الٰہ الا اللہ کی شہادت دیں گے، ان کا ثواب اور بدلہ میرے ذمہ مثل انبیاء علیہ السلام کے ہے۔ (دیلمی)

یعنی وہ لوگ سفر میں خاص طور پر ہر نشیب و فراز کے موقعہ پر میری توحید کا اعلان کریں گے تو ان کو نبیوں کے مانند اجر دیا جائیگا۔

۱۲۔ حضرت اُم ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ قیامت کے دن ایک پُکارنے والا پکار کر کہے گا، یعنی اللہ تعالیٰ فرمائیگا اے توحید والو! تم آپس میں ایک دوسرے کی خطائیں معاف کردو اور تمہارا اجر و ثواب میرے ذمے ہے۔ (طبرانی)

یعنی دنیا میں جو کچھ ہوا تھا اور ایک نے دوسرے پر زیادتی کی تھی وہ ایک دوسرے کو معاف کردو، اور یہ جو فرمایا کہ ثواب ہمارے ذمے ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی پر ظلم ہوا یا زیادتی ہوئی اور وہ معاف کردے تو اس کا ثواب ہم دینگے۔

۱۳۔ ابن عباس کی ایک روایت میں ہے کہ عرش الٰہی پر یہ الفاظ لکھے ہوئے ہیں جس شخص نے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہا میں اس کو عذاب نہیں کرونگا

(اربعین لاسماعیل بن عبد الغافر الفارسی) یعنی کلمہ کا قائل ہمیشہ عذاب میں نہیں رہے گا۔

۱۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، کہ تمہارا رب فرماتا ہے اگر میرے بندے میری پوری اطاعت کریں تو میں رات کو ان پر بارش کیا کروں اور دن کو کاروبار کی غرض سے دھوپ نکالدیا کروں اور کڑک کی آواز سے ان کو محفوظ رکھوں۔ (احمد، حاکم)

یعنی رات کو جب گھروں میں سوتے ہوں تو مینھ برسا دوں اور دن کو کاروبار کیلئے بارش کھول دیا کروں اور بجلی کی کڑک سے بھی محفوظ رکھوں مطلب یہ ہے کہ بندے فرماں بردار بنجائیں تو بلا کسی تکلیف کے ان کی حاجتیں پوری کر دیا کروں۔

۱۵۔ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے، میں اللہ ہوں! میرے علاوہ کوئی دوسرا بندگی کے لائق نہیں، میں مالک ہوں ملک کا اور بادشاہ ہوں بادشاہوں کا۔ تمام بادشاہوں کے قلوب میرے ہاتھ میں ہیں، جب بندے میری اطاعت اور فرمانبرداری کرتے ہیں تو میں ان کے بادشاہوں کے دل ان کی طرف پھیر دیتا ہوں اور بادشاہ ان کے ساتھ نرمی اور شفقت کا برتاؤ کرتے ہیں اور جب بندے میری نافرمانی کرتے ہیں تو میں ان کے بادشاہوں کے قلوب ان کے خلاف کر دیتا ہوں اور بادشاہ ان پر ظلم کرتے ہیں اور ہر قسم کے عذاب میں ان کو مبتلا کرتے ہیں تو جب کبھی ایسا ہو کہ تمہارے بادشاہ ظالم ہو جائیں تو تم بجائے اس کے کہ بادشاہوں کو کوسو، اور ان کو بددعا دو اپنے نفسوں کی اصلاح کیا کرو۔ اور ذکر الٰہی میں مشغول ہو کر میرے سامنے تضرع

اور گریہ وزاری کیا کرو۔ تاکہ میں تمہارے بادشاہوں کے شر کو تم سے دور کردوں۔ (ابو نعیم فی الحلیۃ)

۱۶۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے میں نے تین سو دس سے کچھ زیادہ خصلتیں پیدا کی ہیں اگر کوئی شخص ان میں سے ایک عمل بھی لیکر میرے پاس آئے گا۔ بشرطیکہ لا الٰہ الا اللہ کی شہادت ہمراہ لائے تب بھی اس کو جنت میں داخل کرونگا۔ (طبرانی فی الاوسط)

یعنی اسلام کے اعمال میں سے کوئی ایک ہی عمل لے آئیگا، مگر توحید کا قائل ہو مشرک نہ ہو، تب بھی اس کو بخشدیا جائیگا اور کبھی نہ کبھی جنت میں داخل کردیا جائیگا حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں بجائے (۳۱۰) کے (۳۱۵) ہیں

۱۷۔ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو شخص میرے علاوہ کسی کو اپنی امیدوں کا مرکز بناتا ہے، تو میں اس کی امید کو ناامیدی سے بدل دیتا ہوں، اور اس کی امیدوں کو ناکام کردیتا ہوں اور ایسے شخص کو اپنے قرب اور وصل سے دور کردیتا ہوں، کیا سمجھتو، میں میرا بندہ میرے غیر سے امید قائم کرتا ہے، حالانکہ سختیاں میرے ہاتھ میں ہیں، میں زندہ ہوں اور کریم ہوں کیا میرے غیر سے امید کرتا ہے حالانکہ ہر قسم کے دروازوں کی کنجیاں میرے ہاتھ میں ہیں اور میرا دروازہ ہر وقت کھلا ہوا ہے وہ کون شخص ہے جس نے اپنی بڑی سے بڑی مصیبت میں مجھ سے امید قائم کی اور مجھکو پکارا۔ اور میں نے اس کی امید کو منقطع کردیا۔ کون ہے وہ شخص جس نے بڑے سے بڑے گناہ کی معافی کے متعلق مجھ سے امید قائم کی، اور میں نے اس کی امید کو منقطع کردیا؛ میں نے بندوں کی امیدوں کو اپنے سے قریب کر رکھا ہے، اور جو قوم میری

پائی بیان کرنے سے تھکتی نہیں، اس سے آسمانوں کو پُر کر رکھا ہے، وائے افسوس اُن پر جو مجھ سے نا اُمید ہوتے ہیں اور وائے بدبختی اُن کی جو میری نافرمانی کرتے ہیں اور میرے حقوق کی رعایت نہیں کرتے۔ (دیلمی)

— ۲

شرک اور الحاد

۱۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت میں اس بندے سے دریافت کریگا۔ جو کم سے کم عذاب میں مبتلا ہوگا کیا تو اس عذاب سے نجات حاصل کرنے کے لئے اگر تیرے ہاتھ میں دُنیا کی کوئی چیز ہوتی تو دیدیتا، یہ بندہ کہیگا بے شک! میرے پاس جو کچھ بھی ہوتا وہ دیکر اس عذاب سے نجات حاصل کرتا، اللہ تعالیٰ فرمائیگا میں نے تو تجھ سے جب تو آدم کی پشت میں تھا بہت ہی ہلکی چیز طلب کی تھی اور وہ یہ تھی کہ میرے ساتھ شرک نہ کیجیو، لیکن تو نے انکار کیا اور تو نے میرے ساتھ شرک کیا۔ (بخاری، مسلم)

یعنی آج سب دیکر عذاب سے بچنا چاہتا ہے لیکن دنیا میں صرف ایک چھوٹا سا مطالبہ پورا نہ کرسکا اور وہ مطالبہ اس قدر تھا کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کر یہ جو فرمایا کہ تو آدم کی پشت میں تھا اس سے اسی میثاق اور عہد کی طرف اشارہ ہے جو عام طور پر اولاد آدم سے لیا گیا تھا یعنی اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ کا عہد!

۲۔ حضرت انس رضؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے، اے ابن آدم تو جب تک مجھ کو پکارتا رہیگا اور مجھ سے

اُمید رکھیگا، میں تیری مغفرت کرتا رہونگا، خواہ تو کسی حالت میں ہو، اور مجھے کچھ پروا نہیں اے آدم کی اولاد تیرے گناہ اگر اس قدر زیادہ ہوں کہ آسمانوں تک پہنچ جائیں اور تو مجھ سے بخشش طلب کرے تو بھی میں ان گناہوں کو بخشدوں گا اور مجھے کچھ پروا نہیں، اے ابن آدم اگر تو مجھ سے ایسی حالت میں ملاقات کیے کہ تیرے پاس اتنی خطائیں ہوں جن سے زمین بھر جائے، مگر ان خطاؤں اور گناہوں میں شرک نہ ہو تو میں تجھ سے اتنی ہی مغفرت کے ساتھ ملاقات کروں گا۔ (ترمذی)

مطلب یہ ہے اگر گناہ زمین پر پھیلائے جائیں تو زمین کے کونے بھر جائیں اتنے وسیع گناہوں کا استقبال اتنی ہی وسیع رحمت سے کیا جائیگا بشرطیکہ ان گناہوں میں شرک نہ ہو۔

۳۔ حضرت ابن عباسؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو شخص یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ میں اس کے گناہ بخشدینے اور معاف کر دینے کی قدرت رکھتا ہوں تو میں اس کی خطائیں بخشدیتا ہوں اور کچھ پروا نہیں کرتا بشرطیکہ وہ میرے ساتھ کسی شے کو شریک نہ کرتا ہو۔ (شرح السنہ)

۴۔ حضرت ابوذرؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، اے آدم کے بیٹے جب تک تو میری عبادت کرتا رہیگا اور مجھ سے اُمید رکھیگا، اور میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کریگا۔ تو میں تیری مغفرت اور بخشش کرتا رہوں گا، تو اگر آسمان اور زمین سے لبریز خطائیں لیکر میرے سامنے آئیگا تو میں اسی مقدار میں بخشش اور مغفرت لے کر تیرا استقبال کروں گا، اور تیرے گناہ معاف کردونگا، اور کچھ پروا نہ کروں گا۔ (طبرانی)

مطلب یہ ہے کہ شرک نہ ہو تو تمام خطاؤں اور گناہوں کی بخشش و مغفرت کی اُمید ہے اور یہ جو فرمایا کچھ پرواہ نہ کروں گا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ میں بااختیار ہوں خواہ گناہ کتنے ہی زائد ہوں ان کے بخشدینے میں مجھے کسی کی پروا یا کسی کا خطرہ نہیں ہے۔"

۵۔ حضرت عیاض بن حمار المجاشعی رضؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن اپنے خطبے میں ارشاد فرمایا۔ لوگو! آگاہ ہو کہ میرے پروردگار نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ تم کو وہ باتیں بتا دوں، جن کی تم کو خبر نہیں، اور اللہ تعالیٰ نے مجھ کو وہ باتیں آج ہی بتائی ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو مال میں نے کسی بندے کو دیا ہے وہ اس کے لئے حلال ہے، اور بیشک میں نے اپنے تمام بندوں کو صحیح فطرۃ اور صحیح دین پر پیدا کیا ہے مگر ان کے پاس شیاطین آئے اور ان کو انکے دین سے جس پر میں نے پیدا کیا تھا بہکا دیا۔ اور جو چیزیں میں نے اپنے بندوں کے لئے حلال کی تھیں ان کو ان پر حرام کر دیا اور ان شیاطین نے ان کو حکم دیا کہ وہ میرے ساتھ شرک کریں، اور ایسی چیزوں کو میرا شریک ٹھہرائیں جن پر میں نے کوئی دلیل نہیں بھیجی، بیشک اللہ تعالیٰ نے زمین کی مخلوق پر ایک نظر ڈالی تو سوائے چند اہل کتاب کے جو اپنے دین پر قائم تھے تمام اہل عرب اور عجم پر غضبناک ہوا، اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا میں نے تجھ کو مبعوث کیا اور اسلئے نبی بنا کر بھیجا کہ تیرا بھی امتحان لوں اور تیری وجہ سے تیری قوم کا بھی امتحان کروں میں نے تجھ پر کتاب نازل کی ہے، ایسی کتاب جس کو کوئی پانی دھو نہیں سکتا جس کتاب کو تو سوتے اور جاگتے پڑھتا رہتا ہے اور بیشک میرے اللہ نے مجھ کو

حکم دیا کہ میں قریش کو فنا کردوں ان کو جلا کر خاک کردوں، تو میں نے عرض کیا، اے اللہ اگر میں ایسا کروں گا، تو قریش میرے سر کو کچل کر روٹی کی ایک ٹکیا بنا دیں گے اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو ان کو جلاوطن کردے جس طرح انہوں نے تجھے جلاوطن کیا تو اُن سے جہاد کر ہم تیری مدد کریں گے اور تو اپنے لشکر پر مال خرچ کر ہم تیری مال سے اعانت کریں گے اور اے محمدؐ تو ان پر لشکر کشی کر ہم تیرے لشکر کی پانچ گنی تعداد سے امداد کریں گے۔ اور اپنے فرماں برداروں کو ہمراہ لے کر ان لوگوں سے جنگ کر جو تیری نافرمانی کرتے ہیں۔ (مسلم)

میں نے کوئی دلیل نہیں اتاری کا مطلب یہ ہے کہ شیطان بے دلیل اور بے سروپا باتوں سے میرے بندوں کو گمراہ کرتے ہیں، عرب عجم پر غضبناک ہونے سے مراد یہ ہے کہ تھوڑے سے اہل کتاب کے علاوہ سب شرک و کفر میں مبتلا تھے۔ امتحان سے مراد یہ ہے کہ آپ کا امتحان تو اس اعتبار سے کہ آپ تبلیغ کا کام کس طرح انجام دیتے ہیں اور اپنی قوم کے مظالم پر کہاں تک صبر کرتے ہیں اور قوم کا امتحان یہ کہ وہ آپ کا اور آپ کے دین کا کس طرح استقبال کرتی ہے، کتاب سے مراد قرآن شریف ہے جو کسی کے مٹائے نہیں مٹ سکتا، سوتے جاگتے پڑھتے رہنے کا مطلب یہ ہے کہ آپ کو ہر وقت اس کی اشاعت کی فکر لگی ہوئی ہے، پانچ گنے لشکر سے مراد فرشتوں کا وہ لشکر ہے جو بدر اور حنین میں مسلمانوں کی امداد کے لئے بھیجا گیا تھا۔

۶۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ میں تمام شرکاء کے شرک کی

بے نیازی سے زیادہ بے پرواہوں۔ جس شخص نے کوئی عمل کیا اور اس عمل میں میرے غیر کو شریک کر لیا تو میں اسکو اور اس کے شرک کو چھوڑ دیتا ہوں"۔ (مسلم)

۷۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دوسری روایت میں ہے، جس شخص نے کسی عمل میں میرے غیر کو شریک کر لیا تو میں اس سے بیزار ہوں اور وہ عمل اُسی کیلئے ہے جس کے لئے کیا گیا، میرا اس سے کوئی تعلق نہیں'۔ (مسلم)

مطلب یہ ہے کہ شرک ایسی بُری چیز ہے کہ مخلوق میں سے بھی کوئی پسند نہیں کرتا اور جب مخلوق پسند نہیں کرتی تو میں تو خالق ہوں مجھ کو شرک سب سے زیادہ ناپسند ہے۔

۸۔ شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس کسی کو بھی میرے ساتھ شریک کیا جائے میں ان تمام شرکاء میں سے بہتر اور اعلیٰ ہوں، جس نے میرے ساتھ کسی کو شریک کیا تو اس کے تمام عمل خواہ قلیل ہوں یا کثیر سب اُس شریک کے لئے ہیں جس کو میرے ساتھ شریک کیا اور میں اُس شخص سے بے پروا اور بے نیاز ہوں'۔ (طبرانی۔ احمد)

یعنی اگر کسی کو میرے ساتھ شریک کیا تو وہ میری مخلوق سے ہوگا، اور لامحالہ میں اس سے بہتر اور برتر ہوں، بہتر کے ساتھ کمتر کو شریک بنانا کس قدر ظلم ہے"۔

۹۔ ضحاک سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں تمام شرکاء میں سے بہترین شریک ہوں، جس شخص نے میرے ساتھ کسی کو شریک کیا تو وہ شریک ہی کے لئے ہے اے لوگو! اپنے اعمال میں خلوص پیدا کرو، اللہ تعالیٰ وہی عمل قبول

کرتا ہے جو خالص اسی کے لئے کیا جائے، جب کوئی کام کیا کرو تو یہ نہ کہا کرو کہ یہ اللہ کے لئے ہے اور یہ ناتے کے لئے ہے، اگر ایسا کہو گے تو وہ عمل اللہ کیلئے نہ ہوگا۔ رشتے ناتے ہی کیلئے ہوگا اور نہ کسی عمل میں یہ کہا کرو کہ اتنا تو اللہ کے لئے اور اتنا ہماری خاندانی عزت کے لئے ہے اگر ایسی تقسیم کروگے تو وہ تمہاری عزت کے لئے ہوگا اور اللہ تعالیٰ کے لئے اس میں کچھ نہ ہوگا۔ (بزار)

رحم اصل تو بچہ دانی کو کہتے ہیں۔ لیکن اس سے گود پیٹ کی رشتہ داریاں مراد ہوتی ہیں، زمانہ جاہلیت میں خاندان اور برادری کا بہت پاس ہوتا تھا یہاں تک کہ نیک کاموں اور صدقہ خیرات میں انہوں نے یہ طریقہ اختیار کر لیا تھا کہ خیرات کی رقم کا ایک حصہ اللہ کے لئے اور ایک حصہ برادری اور خاندان کی عزت کیلئے مقرر کر لیا کرتے تھے اللہ تعالےٰ نے اس سے منع فرمایا اور یہ حکم دیا کہ اگر اللہ کے ساتھ رشتہ داروں اور خاندان کی عزت کو شریک کروگے تو یہ صدقہ خیرات برادری کے لئے ہو جائیگا اور اللہ تعالیٰ کا اس سے کوئی تعلق نہ ہوگا۔

۱۰۔ حضرت انس کی روایت میں ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے، میں صرف وہ چیز قبول کرتا ہوں جو میری ہی ذات کے لئے کیجائے۔ (بخاری فی تاریخہ)

۱۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ قیامت میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ آزر سے ایسی حالت میں ملاقات کریں گے کہ اُس کا چہرہ سیاہ اور خاک آلود ہوگا، حضرت ابراہیمؑ اُس سے فرمائیں گے میں تجھ سے نہ کہتا تھا کہ تو میری نافرمانی نہ کر، وہ جواب میں کہیگا آج سے میں تیری نافرمانی نہ کرونگا، حضرت ابراہیمؑ اللہ تعالےٰ سے عرض کریں گے تو نے وعدہ

کیا تھا کہ میں تجھ کو قیامت کے دن رسوا نہ کروں گا۔ اور اس سے بڑھ کر اور کیا رسوائی ہو گی کہ جو میرے اس باپ کی وجہ سے جو خدا کی رحمت سے محروم ہے ہو رہی ہے اللہ تعالیٰ فرمائیگا۔ اے ابراہیمؑ میں تو جنت کو کافروں کے لئے حرام کر چکا ہوں پھر ارشاد ہو گا اے ابراہیمؑ اپنے پاؤں کے نیچے دیکھو حضرت ابراہیمؑ جب دیکھیں گے تو ان کو معلوم ہو گا کہ ان کا باپ ایک کیچڑ میں لتھڑا ہوا بجو ہے جس کے پاؤں پکڑ کر دوزخ میں ڈالا جا رہا ہے۔ (بخاری)

شرک اور غیر اللہ کی پرستش ایسی بُری چیز ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد بھی دوزخ سے نہ بچ سکے۔

۱۲۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے مجھ سے فرمایا۔ تیری اُمت کے لوگ ہر ایک بات میں بحث مباحثہ کرتے رہیں گے کہ یہ کیوں ہوا اور یہ کیسے ہوا اور یہ کیونکر ہوا یہاں تک کہ یہ بھی کہا جائیگا کہ اچھا صاحب یہ اللہ تعالےٰ نے تو تمام خلق اور کائنات کو پیدا کیا تو اللہ تعالیٰ کو کس نے پیدا کیا۔ (مسلم)

مطلب یہ ہے کہ تیری اُمت میں ایسے بھی لوگ ہوں گے جو میری ذات کو اپنی بحث اور مناظرہ کا موضوع بنائیں گے اور میری ذات میں مختلف شکوک وشبہات پیدا کریں گے، جیسے ملحد، دہریئے اور خدا کے منکر۔

۱۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، ابن آدم نے مجھ کو جھٹلایا، حالانکہ اس کو یہ لائق نہیں، اور مجھ کو بُرا کہا حالانکہ آدم کی اولاد کو یہ لائق نہیں میری تکذیب تو یہ ہے

کہ ابن آدم کہتا ہے کہ میں نے جس طرح پہلی مرتبہ اس کو پیدا کیا ہے، دوبارہ ہرگز نہ پیدا کروں گا، حالانکہ دوسری مرتبہ پیدا کرنا پہلی مرتبہ کے پیدا کرنے سے مجھ پر زیادہ مشکل نہیں، اور اس کا بُرا کہنا یہ ہے کہ وہ میرے لئے اولاد ثابت کرتا ہے حالانکہ میں ایسا یکتا اور بے نیاز ہوں کہ نہ مجھ سے کوئی پیدا ہوا اور نہ مجھ کو کسی نے جنا اور نہ میرا کوئی ہمسر ہے اور نہ کفو ہے۔ (بخاری)

۱۴- ابن عباسؓ کی روایت میں اس طرح ہے کہ ابن آدم کو بُرا کہنا یہ ہے کہ میرے لئے اولاد ثابت کرتا ہے، حالانکہ میں اس بات سے پاک ہوں کہ کسی کو بیوی یا بیٹا بناؤں۔ (بخاری)

مطلب یہ ہے کہ جس نے تمام کائنات کو پہلی مرتبہ بدون کسی دشواری کے پیدا کر لیا اس کو دوبارہ پیدا کرنے میں کیا دشواری ہو سکتی ہے، یہ ان لوگوں کا جواب ہے جو مُردوں کے قیامت میں زندہ ہونے کے قائل نہیں ہیں، یعنی قیامت کے منکر، حشر کے منکر، حساب کے منکر اور عذاب ثواب کے منکر، اولاد کا قصّہ یہ ہے کہ یہود حضرت عزیر علیہ السلام کو اور نصاریٰ حضرت مسیح علیہ السلام کو خدا بیٹا کہتے ہیں اور کفار مکہ فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں کہا کرتے تھے اس حدیث میں انکار ہے کہ اللہ تعالیٰ ان تمام عیوب سے پاک ہے جو اس کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ط

۱۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے، آدم کی اولاد زمانے کو گالی دیتی ہے، زمانے کو بُرا کہتی ہے حالانکہ زمانہ تو میں ہوں، رات دن کی گردش میرے

ہاتھ میں ہے۔ ایک دوسری روایت میں ہے رات دن کو میں بدلتا ہوں اور جب
چاہوں گا تو اس الٹ پلٹ کو ختم کر دوں گا۔ (بخاری و مسلم وغیرہما)

۱۶۔ ابن آدم زمانے کو گالی دیکر مجھے تکلیف پہنچاتا ہے میں ہی تو زمانہ ہوں
میرے ہاتھ میں تمام امور کی باگ ہے میں ہی رات اور دن کو اُلٹتا پلٹتا ہوں۔ (احمد)

۱۷۔ حضرت ابوہریرہ رضی کی ایک اور روایت میں ہے ابن آدم یا خیبۃ الدھر
کہہ کر مجھے اذیت پہنچاتا ہے کوئی شخص یا خیبۃ الدھر نہ کہا کرے میں ہی زمانہ
ہوں اور زمانے کے رات دن کا الٹ پھیر میرے ہاتھ میں ہے۔ (ابو داؤد و حاکم)

یعنی ہائے زمانہ یا اے کمبخت زمانے، ایسے الفاظ نہ کہا کیجئے جس سے
زمانے کی برائی ہوتی ہو۔

۱۸۔ ایک اور روایت میں ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے بندے سے
قرض مانگا تو اس نے مجھ کو قرض نہیں دیا، بندہ مجھ کو برا کہتا ہے اور میری برائی
کرتا ہے اور وہ سمجھتا نہیں، ہائے زمانہ، وائے زمانہ، کیا کرتا ہے اور یہ نہیں جانتا
کہ زمانہ تو میں ہوں۔ (حاکم)

۱۹۔ ایک اور روایت میں اس طرح ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد
فرماتے ہیں زمانے کو گالی نہ دیا کرو، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں زمانہ ہوں، رات دن
کا نیا کرتا اور پرانا کرنا میرے ہاتھ میں ہے اور میں ہی ایک قوم کی بادشاہت کے
بعد دوسری قوم کو بادشاہ بنایا کرتا ہوں۔ (بیہقی)

مطلب یہ ہے کہ بعض لوگ حوادثات زمانہ سے متاثر ہو کر زمانے کو برا بھلا
کہنے لگتے ہیں، حالانکہ زمانہ کوئی کام نہیں کرتا زمانے میں جو واقعات اور حوادثات،

رونما ہوتے ہیں اور جو انقلاب ہوتے رہتے ہیں وہ تمام حضرت حق تعالیٰ کی مشیت اور ان کے حکم سے ہوتے ہیں لوگ اپنی بیوقوفی سے یا ایمان بوجھ کر زمانے کو بُرا کہتے ہیں گالیاں دیتے ہیں زمانے کو بُرا کہنا درحقیقت اللہ تعالیٰ کو بُرا کہنا ہے کیونکہ اصل فاعل تو وہ ہیں اس لئے اس فعل سے منع فرمایا۔

۲۰- زید بن خالدؓ سے روایت ہے کہ جس سال صلح حدیبیہ کا واقعہ پیش آیا ہے، اسی سال کا ذکر ہے کہ ایک رات کو کچھ بارش ہوئی صبح کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے بعد اصحاب کی جانب متوجہ ہو کر فرمایا تمہیں معلوم ہے تمہارے پروردگار نے کیا فرمایا، صحابہ نے عرض کیا، اللہ اور اُس کا رسول زیادہ جاننے والا ہے ہمیں تو معلوم نہیں آپ نے فرمایا اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے میرے بندوں نے اس حال میں صبح کی کہ بعض ان میں سے مجھ پر ایمان رکھتے تھے اور بعض میرے ساتھ کفر کرتے تھے جنہوں نے صبح اُٹھ کر یہ کہا کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل وکرم اور رحمت سے بارش کی وہ تو میرے مومن ہیں اور تاروں کے کافر ہیں اور جنہوں نے صبح اُٹھ کر یہ کہا کہ فلاں تارے کی گردش اور اس کے طلوع سے بارش ہوئی وہ تارے پر ایمان لائے اور اُنہوں نے میرے ساتھ کفر کیا۔ (بخاری)

یعنی جو لوگ بارش کو کسی تارے کی جانب منسوب کرتے ہیں جیسے کاہن یا نجومی، تو یہ لوگ تاروں کے مومن اور خدا کے کافر ہیں اور جو لوگ بارش کو خدا کی طرف منسوب کرتے ہیں وہ خدا کے مومن اور تاروں کے کافر ہیں، یہ واقعہ چونکہ حدیبیہ کے سال میں پیش آیا تھا اس لئے حضرت زید بن خالدؓ نے حدیبیہ کے سال کا ذکر کیا، حدیبیہ وہ مقام ہے جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

کفار سے صلح کی تھی۔

۲۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے، جب میں نے اپنے بندوں پر کوئی نعمت نازل کی تب ہی ان میں دو فریق ہو گئے۔ ایک فریق مجھ پر ایمان لایا اور تاروں سے کفر کیا اور ایک فریق نے تاروں کو مؤثر بالذات سمجھا اور میرے ساتھ کفر کیا۔ (نسائی)

یعنی بعض لوگ تو ہر نعمت کو میرا احسان سمجھتے ہیں اور میری ہی طرف منسوب کرتے ہیں اور تاروں کی گردش کو مؤثر بالذات سمجھتے ہیں، سو یہ لوگ میرے منکر اور تاروں کے مومن ہوتے ہیں۔

یعنی بعض تاروں کے طلوع اور غروب کے ساتھ منسوب کرتے ہیں۔

۲۲۔ ایک اور روایت میں ہے کہ جس رات کو بارش ہوئی تھی، اُس کی صبح کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کچھ تم سنتے ہو تمہارے پروردگار نے آج کی رات کیا فرمایا، وہ فرماتا ہے جب کوئی نعمت اور احسان اپنے بندوں پر کرتا ہوں تو ایک فریق اس نعمت کا کفر کرتا ہے، وہ ناشکر و نافرمان طائفہ کہتا ہے فلاں فلاں تارے کی وجہ سے ہم پر بارش کی گئی پس یہ گروہ میرے ساتھ کفر کرتا ہے اور تاروں پر ایمان لاتا ہے۔ (نسائی)

۲۳۔ حضرت سلیمان فارسی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے، اے ابن آدم تین باتیں ایسی ہیں جن میں سے ایک کا تعلق تو صرف میرے ساتھ ہے اور ایک کا تعلق صرف تیرے ساتھ ہے اور ایک بات ایسی ہے جو میرے تیرے درمیان مشترک ہے، جس بات کا تعلق میرے ساتھ ہے وہ تو یہ ہے کہ میری عبادت اور پوجا کیا کر، میرے ساتھ کسی

چیز کو شریک نہ کیا کر اور جس بات کا تعلق صرف تیرے ساتھ ہے وہ یہ ہے کہ تو جو عمل کرے اس کا میں تجھکو بدلہ دوں اور اگر میں بخشدوں تو میں غفور رحیم ہوں اور جو بات میرے اور تیرے درمیان مشترک ہے وہ یہ ہے کہ تیرا کام دعا کرنا اور مانگنا ہے اور میرا کام دعا کو قبول کرنا اور سوال کا پورا کردینا ہے۔ (طبرانی)

۲۴۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، چار باتیں ایسی ہیں جن میں ایک بات تو میرے اور تیرے درمیان مشترک ہے، اور ایک بات ایسی ہے جو تیرے اور میرے بندوں کے درمیان مشترک ہے اور ایک بات صرف میرے لئے ہے اور ایک بات صرف تیرے لئے ہے جو میری بات ہے وہ تو یہ ہے کہ تو میری ہی عبادت کیا کر اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا کر اور جو تیری بات ہے وہ یہ ہے کہ تو جو بھلا اور نیک کام کرے میں تجھکو اس کا بدلہ اور ثواب دوں، اور جو میرے تیرے درمیان مشترک ہے وہ یہ ہے کہ تیرا کام دعا کرنا اور میرا کام قبول کرنا ہے اور جو بات تیرے اور میرے بندوں کے درمیان مشترک ہے وہ یہ ہے کہ جو چیز تو اپنے لئے پسند کرتا ہے وہی چیز ان کے لئے بھی پسند کیا کر۔ (ابو نعیم)

یعنی جو چیز تجھکو اور تیرے نفس کو پسند ہو وہی دوسرے انسانوں کیلئے بھی پسند کیا کر، یہ نہ ہو کہ اپنے لئے تو اچھی چیز اختیار کرے اور دوسروں کو بری چیز دے۔

۲۵۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، میرے اس بندہ کو مبارک ہو اور وہ بندہ خوش حال ہو جو اسلام میں بوڑھا ہوا اور اس نے شرک نہیں کیا۔ (دیلمی)

یعنی بڑھاپے اور عمر کے آخری حصے تک پہنچ گیا اور شرک سے محفوظ رہا۔

۲۶- حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرسلاً روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھ پر اللہ تعالیٰ نے چند ایسے کلمے وحی کئے جو میرے کانوں میں داخل ہو گئے اور میرے دل میں بیٹھ گئے مجھے حکم دیا گیا کہ جو شخص شرک پر مرا ہو اس کے لئے بخشش کی دعا نہ کروں یعنی مشرک کے لئے مغفرت طلب نہ کروں، اور جس شخص نے اپنی ضرورت و حاجت سے زائد مال کو صدقہ کر دیا تو یہ کام اس کے لئے بہتر ہے اور جس نے زائد از ضرورت کو روک کر رکھا تھا تو یہ کام اس کے لئے برا ہے اور بقدر ضرورت و حاجت روک رکھنے پر اللہ کی جانب سے کوئی ملامت نہیں ہے۔ (ابن جریر)

۲۶- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے ابن آدم میں نے تجھکو حکم دیا تو نے منہ موڑا میں نے تجھ کو برے کاموں سے منع کیا تو نے سرکشی کی میں نے تیری پردہ پوشی کی تو جری ہو گیا۔ میں نے تجھ کو چھوڑ دیا تو بے پروا ہو گیا، اے وہ شخص جب بیمار ہو جائے تو شکایت کرے اور روئے اور جب صحت پا جائے تو سرکشی اور نافرمانی کرے اے وہ شخص جب کوئی انسان بلائے تو خدمت کے لئے دوڑے، اور جب اللہ تعالیٰ بلائے تو اعراض کرے اور بھاگے، اگر تو مجھ سے مانگے تو میں تجھ کو دونگا اور اگر تو مجھے پکارے تو میں قبول کر دونگا، اگر تو بیمار ہو گا تو میں شفا دونگا، اگر تو تندرست ہو گا تو تجھ کو رزق دونگا، اگر تو متوجہ ہو گا تو میں تیری جانب متوجہ ہونگا اور اگر تو توبہ کرے تو تیری مغفرت کر دونگا، میں تواب اور رحیم ہوں۔ (دیلمی)

۳ —

شرک اصغر یعنی ریا!

۱۔ حضرت محمود بن لبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے، مجھے سب سے زیادہ خوف تم پر شرک اصغر کا ہے لوگوں نے کہا یا رسول اللہ شرک اصغر کیا ہے آپ نے فرمایا ریا اور حضورؐ نے فرمایا کہ قیامت میں اللہ تعالیٰ ریاکاروں کو حکم دیگا کہ جاؤ ان کے پاس جاؤ جن کے دکھانے کو تم نے دنیا میں اعمال کئے تھے سو جاؤ دیکھو اُن کے پاس کوئی اعمال کا بدلہ یا کوئی بھلائی موجود ہے (احمد بیہقی)

چھوٹا شرک یعنی شرک اصغر فرمایا ریا کو۔ لوگوں کے دکھانے کو جو عمل کیا جائے اس کے متعلق قیامت میں ارشاد ہوگا، جاؤ اُن سے ہی ثواب حاصل کرو۔ جن کے دکھانے کو عمل کئے تھے۔

۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کوئی بندہ علانیہ نماز پڑھتا ہے اور اچھی طرح پڑھتا ہے، اور جب پوشیدہ پڑھتا ہے تو بھی اچھی طرح پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے یہ میرا بندہ راستباز اور سچا ہے۔ (ابن ماجہ)

یعنی کوئی دیکھے یا نہ دیکھے وہ بہرحال عبادت اچھی طرح دل لگا کر کرتا ہے اور اس کو صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی مقصود ہوتی ہے۔

۳۔ مہاجر بن جبیب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے میں ہر حکیم اور سمجھدار آدمی کا کلام قبول نہیں کر لیتا بلکہ میں تو

اس کے قصد اور خواہش کو قبول کیا کرتا ہوں، پس اگر اس کا قصد اور اس کی خواہش میری طاعت کے لئے ہے تو میں اس کی خاموشی کو بھی اپنی حمد اور بزرگی کر دیتا ہوں اگرچہ وہ کلام نہ کرے۔ (دارمی)

مطلب یہ ہے کہ جس کی نیت صحیح ہو اور لوگوں کو دکھانا اور محض شہرت مقصود نہ ہو تو ایسے بندے کا ہر عمل موجب اجر و ثواب ہے، حتیٰ کہ اگر وہ چپکا بھی بیٹھا رہے تب بھی سبحان اللہ اور الحمد للہ کا ثواب ملتا ہے۔

۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت میں سب سے پیشتر شہید کا فیصلہ کیا جائیگا اللہ تعالیٰ شہید کو بلا کر اپنی نعمتیں اور اپنے احسانات کا اظہار فرمائیگا یہ شہید ان سب کا اعتراف کریگا، حضرت حق ارشاد فرمائیں گے تو نے ان نعمتوں کے بدلے میں کیا عمل کیا، یہ عرض کریگا میں نے تیرے راستے میں اور تیرے نام پر جنگ کی یہاں تک کہ شہید ہوگیا ارشاد ہوگا تو جھوٹا ہے تو نے اس لئے یہ سب کچھ کیا تھا کہ تو بہادر اور جری مشہور ہو چنانچہ جس غرض کے لئے تو نے یہ کیا تھا۔ وہ تجھ کو حاصل ہو گئی، پھر اس شہید کو دوزخ کا حکم ہوگا، چنانچہ اس کو منہ کے بل گھسیٹتے ہوئے دوزخ میں ڈال دیا جائیگا۔

اس کے بعد وہ شخص جس نے علم سیکھا اور سکھایا اور قرآن پڑھا یا اس کو پیش کیا جائیگا اللہ تعالیٰ اس کے سامنے اپنے احسانات اور اپنی نعمتیں ظاہر فرمائیگا جن کا یہ قاری صاحب اعتراف کریں گے، پھر ارشاد ہوگا تو نے ان نعمتوں کے جواب میں کیا عمل کیا یہ عرض کریگا۔ میں نے علم سیکھا لوگوں کو سکھایا تیری خوشنودی کیلئے قرآن پڑھا ارشاد ہوگا تو جھوٹا ہے تو نے تو یہ سب کچھ اس لئے کیا تھا کہ تجھ کو قاری

کہا جائے۔ چنانچہ تجھ کو قاری کہا گیا پھر اس قاری کو دوزخ کا حکم ہوگا چنانچہ اس کو بھی منہ کے بل گھسیٹ کر دوزخ میں ڈال دیا جائیگا۔ اس کے بعد اس شخص کا معاملہ پیش ہوگا، جس کو اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کا مال عطا فرمایا تھا اور اس پر دنیا میں کشادگی کی تھی، اس پر اپنے احسانات کا اظہار فرمائیں گے وہ بھی تمام نعمتوں کا اعتراف کریگا پھر اس سے دریافت کیا جائیگا تونے کیا عمل کیا وہ عرض کریگا، الٰہی میں نے کوئی ایسا موقعہ جہاں مال خرچ کرنا تجھ کو پسند تھا نہیں چھوڑا کہ اس جگہ میں نے تیرے لئے مال خرچ نہ کیا ہو ارشاد ہوگا، تو جھوٹ بولتا ہے تونے تو اس لئے مال خرچ کیا تھا کہ تو بہت بڑا سخی مشہور ہو اور تجھ کو سخی کہا جائے چنانچہ یہ کہا جا چکا اس کے بعد اس کو جہنم کا حکم دیا جائیگا، چنانچہ اس کو بھی منہ کے بل گھسیٹ کر دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔ (مسلم)

شہادت، قرآن کی تعلیم اور سخاوت بہترین اعمال ہیں لیکن چونکہ ان بہترین اعمال میں ریا کو دخل تھا اور شہرت کے لئے یہ عمل کئے تھے اس لئے بجائے ثواب کے دوزخ میں ان کو بھیجا گیا۔

۵۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آخر زمانے میں کچھ لوگ ایسے پیدا ہوں گے، جو دین کو دنیا حاصل کرنے اور دنیا کمانے کا ذریعہ بنائیں گے، لوگوں کے دکھانے کے لئے بھیڑ کی کھال اور صوف کے کپڑے پہنیں گے، ان کی زبانیں اور باتیں شکر سے زیادہ میٹھی ہوں گی مگر ان کے دل بھیڑیوں کی مانند سخت ہوں گے، ایسے لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کیا میری مہلت اور ڈھیل پر یہ لوگ دھوکہ کھاتے

ہیں، یا میری مخالفت کی جرأت کر رہے ہیں سو میں اپنی ذات کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان پر ایسے زبردست فتنے بھیجوں گا جن فتنوں کی وجہ سے بڑے سمجھدار اور بُردبار و متحمل مزاج بھی متحیر رہ جائیں گے۔ (ترمذی)

یعنی اس قسم کے ریاکاروں اور دُنیا سازوں کو ایسی بَلاؤں میں مبتلا کرونگا اور ایسے فتنوں میں اُلجھاؤنگا کہ ان کے بڑے بڑے سمجھدار حیران رہ جائیں گے۔

۶۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے بے شک میں نے ایک ایسی مخلوق پیدا کی ہے، جن کی زبانیں تو شکر سے زیادہ شیریں ہیں لیکن ان کے دل ایلوے سے زیادہ کڑوے ہیں میں اپنی ذات کی قسم کھا کر کہتا ہوں بیشک میں ان پر ایسا فتنہ نازل کروں گا، جس سے بڑے سے بڑے عقلمند اور حلیم الطبع بھی حیران رہ جائیں گے کیا یہ لوگ میری مہلت سے دھوکہ کھا رہے ہیں یا میرے مقابلے کی ان کو جرأت ہو گئی ہے۔ (ترمذی)

یعنی یہ ریاکار میرے ڈھیل دینے سے مطمئن ہو گئے ہیں یا میری نافرمانی پر جَری ہو گئے ہیں۔

۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ابن عساکر نے بھی یہ روایت تھوڑے سے فرق کے ساتھ نقل کی ہے اس روایت میں اتنا اور ہے کہ لوگوں کے مقابلہ میں اپنے دین پر فخر کریں گے۔ (ابن عساکر)

یعنی یہ ریاکار دوسرے لوگوں پر اپنے اعمال کی دھونس جمائیں گے۔

۸۔ قیامت کے دن ایک شخص کے نامۂ اعمال جن پر مہر لگی ہو گی، اللہ تعالیٰ

کے سامنے پیش کر دئے جائیں گے اللہ تعالیٰ فرمائیگا اس میں سے فلاں فلاں عمل نکال دو اور فلاں فلاں قبول کر لو فرشتے عرض کریں گے تیری عزت کی قسم ہم کو تو اس بندے کے اعمال میں سوائے خیر کے اور کچھ نہیں معلوم ہوتا اللہ تعالیٰ فرمائیگا، بیشک یہ اعمال جن کو میں نے رد کیا ہے یہ میرے لئے نہیں تھے اور میں تو صرف ان اعمال کو قبول کرتا ہوں جو میرے ہی لئے کئے جائیں۔ (بزاز، طبرانی)

فرشتے ظاہری اعمال کو جانتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ قلب کی نیت سے واقف ہے، یہ روایت حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی مروی ہے۔

تقدیر اور اس کے متعلقات

۱۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا اور قلم کو لکھنے کا حکم دیا۔ قلم نے دریافت کیا، کیا تحریر کروں، حضرت حق نے ارشاد فرمایا تقدیر لکھ یعنی جو ہونے والا ہے وہ لکھ، چنانچہ قلم نے جو کچھ ابد تک ہونیوالا تھا وہ سب لکھ دیا۔ (ترمذی)

بعض روایتوں میں قیامت تک کے الفاظ ہیں، یعنی قیامت تک جو ہونے والا ہے قلم نے وہ لکھا۔

۲۔ حضرت مسلم بن یسار کی روایت میں ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا گیا کہ قرآن کی آیت وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِيْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ کا کیا مطلب ہے۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ اس قسم کا سوال نبی کریم

لے اور جس وقت نکالی تیرے رب نے آدم کے بیٹوں کی پیٹھ میں سے ان کی اولاد۔

صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی کیا گیا تھا تو آپ نے فرمایا تھا، اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کو پیدا کیا اور آدم کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا تو آدم کی پیٹھ سے آدم کی اولاد کو نکال لیا اور فرمایا میں نے اس مخلوق کو جنت کے لئے پیدا کیا ہے اور یہ لوگ جنت کے عمل کریں گے۔

پھر آدم کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا اور اس کی ہونیوالی اولاد کو نکال لیا اور فرمایا اس کو میں نے دوزخ کے لئے پیدا کیا ہے، اور یہ دوزخیوں کے عمل کرینگے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس تفسیر کو سُنکر حاضرین میں سے کسی نے دریافت کیا، یارسول اللہ پھر یہ عمل کس اُمید پر کئے جائیں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے جواب دیا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو جنت کے لئے پیدا کرتا ہے تو اس کو نیک اعمال میں لگا دیتا ہے یہاں تک کہ وہ جنتیوں کے عمل کرتا رہتا ہے اور انہیں اعمال پر اس کو موت آتی ہے اللہ تعالیٰ اُسے جنت میں داخل کر دیتا ہے، اور جب کوئی بندہ دوزخ کے لئے پیدا کیا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی توفیق اس کا ساتھ نہیں دیتی وہ دوزخیوں کے عمل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کو موت آجاتی ہے اور اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ کی آگ میں داخل کر دیتا ہے۔ (مالک، ترمذی، ابوداؤد)

مطلب یہ ہے کہ انجام تو وہی ہوتا ہے جو تقدیر الٰہی میں لکھا ہوتا ہے لیکن اسکا تو ہمیں علم نہیں اس لئے عمل کو تقدیر کے بھروسہ پر ترک نہیں کرنا چاہئے عمل تو اصل معیار اور کسوٹی ہے اس لئے ہم کو عمل کرتے رہنا چاہئے جو حکم ہوا ہے اس کی تعمیل کرنی ضروری ہے۔

۳۔ حضرت ابو درداءؓ کی روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب آدم کو پیدا کیا تو اس کے دائیں کوٹھے پر ہاتھ مار کر اس کی اولاد کو نکالا جو چھوٹی چھوٹی

چیونٹیوں کی مانند تھی، اور سفید و چمکدار تھی۔ پھر بائیں کولھے پر ہاتھ مار کر اس کی ذریت اور اولاد کو نکالا جو کوئلے کی طرح کالی تھی، پھر دائیں کولھے سے نکلی ہوئی مخلوق کو فرمایا یہ جنتی ہیں اور ان کو جنت میں داخل کرنے پر مجھے کسی کی پروا نہیں، اور بائیں جانب کی مخلوق کو فرمایا یہ دوزخی ہیں اور مجھے کچھ پروا نہیں۔ (احمد)

مطلب یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السّلام کو ان کی اولاد دکھائی گئی اور یہ بھی بتا دیا گیا کہ یہ جنتی ہیں اور یہ دوزخی ہیں، اور یہ جو فرمایا میں پروا نہیں کرتا اس کا مطلب یہ ہے کہ جنت یا دوزخ میں داخل کرنا میرے اختیار کی چیز ہے کوئی مجھ کو روکنے والا نہیں۔

۴۔ حضرت ابو نضرہ سے روایت ہے کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ایک صحابی جن کا نام ابو عبداللہ ہے بیمار تھے، لوگ ان کی عیادت کو گئے تو دیکھا کہ وہ رو رہے ہیں۔ عیادت کرنے والے اصحاب نے ان سے کہا تم کیوں روتے ہو، تم کو تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت دی ہے اور قیامت میں اپنی ملاقات کی اُمید دلائی ہے، اُنہوں نے کہا بیشک یہ تو صحیح ہے لیکن میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی دائیں مٹھی میں ایک مخلوق کو اور دوسری مخلوق کو دوسری مٹھی میں لے کر فرمایا یہ جنت کے لئے اور یہ دوزخ کے لئے، اور میں کوئی پروا نہیں کرتا۔ یعنی دائیں مٹھی کی مخلوق جنت کے لئے اور دوسری مٹھی کی مخلوق دوزخ کیلئے، ابو عبداللہ کہتے ہیں میرے رونے کی وجہ یہ ہے کہ مجھے معلوم نہیں اللہ تعالیٰ کے اس اعلان کے وقت میں کونسی مٹھی اور کون سے گروہ میں تھا۔ (احمد)

۵۔ حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یوم میثاق میں تمام مخلوق کو ایک خاص شکل وصورت میں پیدا کیا اور سب کو گویائی کی طاقت دی، پھر ان کو خطاب کر کے فرمایا کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں سب نے جواب میں کہا بیشک تو ہی ہمارا پروردگار ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں تمہارے اس اقرار پر ساتوں آسمان اور ساتوں زمینوں کو گواہ بناتا ہوں اور تمہارے باپ آدم کو بھی تمہارے اقرار کا گواہ کرتا ہوں۔ کبھی تم قیامت کے دن یہ نہ کہو کہ ہم کو تیرے رب ہونیکا علم نہ تھا یاد رکھو، میرے علاوہ کوئی معبود اور قابل پرستش نہیں ہے۔ اور نہ میرے علاوہ کوئی رب ہے میرے ساتھ کسی شئے کو شریک نہ کرنا میں عنقریب تمہارے پاس اپنے رسول بھیجونگا جو تم کو میرا عہد وپیمان یاد دلائیں گے اور میں تم پر اپنی کتابیں بھی ان رسولوں کی معرفت نازل کرونگا، تمام ارواح نے یہ سنکر کہا۔ اے ہمارے رب ہم اس بات کا اعتراف کرتے ہیں اور گواہی دیتے ہیں کہ بے شک تو ہمارا رب ہے تو ہمارا معبود ہے تمام لوگوں نے اقرار کیا پھر اللہ تعالیٰ نے سب لوگوں کو حضرت آدمؑ کے سامنے پیش کیا۔ حضرت آدمؑ ان کو دیکھ رہے تھے تو بعض کو غنی اور مالدار دیکھا اور بعض کو فقیر اور تنگدست دیکھا، بعض کو خوبصورت اور بعض کو بدصورت پایا یہ تفاوت دیکھ کر حضرت آدمؑ نے کہا الٰہی تو نے سب کو یکساں کیوں نہ پیدا کیا، حضرت حق نے فرمایا یہ فرق اس لئے رکھا گیا ہے تاکہ میرا شکریہ ادا کیا جائے، حضرت آدمؑ نے انہی لوگوں میں انبیاء علیہم السلام کو روشن چراغوں کی طرح چمکتا ہوا دیکھا۔ (احمد بطولہ)

ابتدائے آفرینش میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں سے دو عہد لئے تھے، ایک عہد عام بندوں سے لیا تھا اور ایک انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام سے لیا گیا تھا' ہم نے حدیث کا صرف وہ حصہ بیان کیا ہے جس میں عام بندوں کے عہد کا ذکر ہے، اور یہ جو فرمایا میرا شکریہ ادا کیا جائے اس کا مطلب یہ ہے کہ جب مخلوق میں تفاوت ہوگا، کوئی امیر کوئی فقیر، کوئی بیمار کوئی تندرست، کوئی عالم کوئی جاہل کوئی کالا کوئی گورا تو ایک دوسرے کو دیکھ کر میرا شکریہ ادا کریں گے اور میرے احسانات کے شکر گذار رہوں گے۔ یہ حدیث طویل تھی صرف اس حصے پر اکتفا کیا گیا، جس کا تعلق تقدیر کے مسئلہ سے ہے۔

۶۔ حضرت انس اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، جو میری قضا و قدر میرے فیصلے اور میری مقرر کی ہوئی قسمت سے راضی نہیں ہے اس کو چاہئے کہ میرے سوا کوئی دوسرا رب تلاش کرلے۔ (طبرانی۔ ابن حبان، بیہقی، ابن النجار)

۷۔ ابو ہند الدارمی کے الفاظ یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے جو میرے فیصلے اور حکم سے خوش نہ ہو اور میری بھیجی ہوئی بلا اور مصیبت پر صبر نہ کرے اس کو چاہئے کہ میرے علاوہ کوئی دوسرا رب تلاش کرلے۔ (ابن حبان' طبرانی، ابو داؤد، ابن عساکر)

۸۔ ابوامامہ کی روایت میں ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے ہی خیر کو پیدا کیا ہے اور میں ہی شر کا خالق ہوں، پس مبارک ہے وہ شخص جس کو میں نے خیر کے لئے پیدا کیا اور اس کی ذات سے خیر کو جاری کیا اور بدبخت ہے وہ شخص جس کو میں نے شر کے لئے پیدا کیا اور اس کی ذات کو شر کیلئے مخصوص کردیا۔ (ابن شاہین)

۹- ابن عباسؓ کی روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے لوح محفوظ میں یہ الفاظ لکھے، شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے بیشک جس شخص نے اپنے آپ کو میرے حکم اور فیصلے کے سپرد کر دیا اور میرے حکم پر راضی رہا اور میری بھیجی ہوئی بلا اور مصیبت پر صبر کیا اُس کو میں قیامت کے دن صدیقوں کے ساتھ اٹھاؤں گا۔ (دیلمی)

مطلب یہ ہے کہ جو ہماری قضا و قدر پر راضی رہتا ہے اور اپنے کو ہمارے سپرد کر دیتا ہے تو ہم ایسے بندہ کا حشر صدیقوں کے ساتھ کریں گے۔

۱۰- حضرت ابوہریرہ کی روایت میں ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے، ابن آدم کو نذر دینے سے وہ شے حاصل نہیں ہو سکتی جس کو میں نے اُس کے لئے مقدر نہ کیا ہو اور اس کی تقدیر میں نہ لکھا ہو، ہاں اس کا نذر دینا اس کو اُس تقدیر سے ملا دیتا ہے جو نذر کے ساتھ میں نے معلق کر رکھی ہے اور جس کی وجہ سے میں نے بخیل کے ہاتھ سے مال نکلوانا مقدر کیا ہوتا ہے پس بخیل مجکو اس کی وجہ سے مال دیتا ہے جو اس سے پہلے نہ دیتا۔ (احمد، بخاری، نسائی)

مطلب یہ ہے کہ تقدیر کی دو قسمیں ہیں ایک مبرم جو کسی حالت میں نہیں بدلتی، دوسری معلق جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ نیک کام کرنے یا صدقہ دینے سے بدلجاتی ہے۔ حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ کسی شخص کے صدقہ خیرات کرنے سے مبرم تو نہیں بدلتی البتہ صدقہ خیرات سے تقدیر معلق پر اثر پڑتا ہے اور اس طرح بخیل کے ہاتھ سے کچھ نکلجاتا ہے ورنہ بخیل مصیبت میں مبتلا ہونے سے پہلے مال نہیں نکالتا، تقدیر معلق کی مثال یوں سمجھنی چاہے کہ فلاں شخص

کی عمر مثلاً پچاس سال کی ہوگی، اور اگر اس نے ماں باپ کی خدمت کی تو اس کی عمر ساٹھ سال کی ہوگی۔

اب اگر وہ ماں باپ کی خدمت کرتا ہے تو اس کی عمر زیادہ کر دی جاتی ہے اسی طرح یوں سمجھنا چاہئے کہ فلاں بیمار اگر خیرات کریگا تو اس کو صحت ہو جائیگی اور اگر خیرات نہ کریگا تو مر جائیگا۔ اب اگر اس نے خیرات کی تو مرض سے اچھا ہو جائے گا یہ ایک طریقہ حضرت حق فرماتے ہیں، بخیل سے مال نکلنے کا ہے جو کنجوس صحت و عافیت میں کچھ نہیں دیتا وہ بیماری میں مبتلا ہو کر دیدیتا ہے۔ یہ مبرم اور معلق ہمارے اعتبار سے ہے ورنہ علم الٰہی کے اعتبار سے ہر شئے متعین ہے اسے یہ معلوم ہے کہ بیمار خیرات کریگا یا نہیں اور وہ صحت یاب ہو گا یا نہیں، حضرت حق کے علم میں کوئی شے معلق نہیں ہے۔

۱۱۔ ابو امامہ کی روایت میں ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں، شر کا خالق اور اس کو مقدر کرنیوالا میں ہی ہوں خرابی ہو اس شخص کے لئے جس نے شر کو پیدا کیا اور اسکی ذات سے شر کو جاری کیا۔ (قضاعی)

۱۲۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں مجھ سے جبریلؑ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے محمدؐ جو شخص مجھ پر ایمان لایا اور اس بات پر ایمان نہ لایا کہ خیر اور شر کا پیدا کرنے والا اور اس کا اندازہ لگانے والا میں ہی ہوں تو ایسے شخص کو چاہئے کہ میرے علاوہ کوئی دوسرا رب ڈھونڈلے۔ (شیرازی عن علی کرم اللہ وجہہ)

یہ روایت صحیح نہیں ہے۔

۱۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے، اللہ تعالےٰ

فرماتا ہے میں اللہ ہوں میں نے اپنے بندوں کو اپنے علم کے موافق پیدا کیا ہے جس شخص کے ساتھ میں بھلائی اور خیر کا ارادہ کرتا ہوں اس کو خلق حسن عطا کرتا ہوں اور اچھے اخلاق کی نعمت سے نوازتا ہوں، اور جس کے ساتھ برائی کا قصد کرتا ہوں تو اس کے اخلاق برے ہو جاتے ہیں۔ (ابو الشیخ)

۱۴۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ نوجوان جو میری قدر پر ایمان رکھتا ہے میرے فیصلے سے راضی ہے، اور میری دی ہوئی روزی پر قانع ہے اور میری وجہ سے اپنی خواہشات کو ترک کرتا ہے، وہ میرے نزدیک بعض ملائکہ سے افضل ہے۔ (دیلمی)

۱۵۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ میرے پاس جبریل ع آئے اور انہوں نے کہا اے محمدؐ آپ کا رب آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے میرے بعض بندے ایسے ہیں کہ ان کا ایمان غنا اور مالداری ہی سے درست رہ سکتا ہے اگر میں ان کو فقیر بنا دوں تو وہ کافر ہو جائیں اور میرے بعض بندے ایسے ہیں کہ ان کے ایمان کی اصلاح اسی میں ہے کہ وہ فقیر رہیں اگر میں ان کو غنی بنا دوں تو وہ کفر کرنے لگیں، اور میرے بعض بندے ایسے ہیں کہ ان کے ایمان کی اصلاح اور درستی بیماری ہی سے ہے اگر میں ان کو تندرست کر دوں تو وہ کافر ہو جائیں اور میرے بعض بندے ایسے ہیں کہ ان کے ایمان کی اصلاح کے لئے ان کی صحت ضروری ہے، اگر میں ان کو بیماری میں مبتلا کر دوں تو وہ کافر ہو جائیں۔

یعنی ہر شخص کو جس حالت میں رکھا ہے وہ خاص مصلحت کے ماتحت رکھا ہے۔

۱۶۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا اور ہر ایک کا فیصلہ کر دیا اور انبیا علیہم السّلام سے عہد لیا اور اس کا عرش پانی پر تھا، پس اہل یمین کو دائیں ہاتھ میں اور اہل شمال کو بائیں ہاتھ میں لیا اور دونوں ہاتھ رحمٰن کے دائیں ہی ہیں، پس فرمایا اے اہل یمین انہوں نے جواب دیا لَبَّیْکَ وَسَعْدَیْکَ حضرت حق نے فرمایا کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں انہوں نے کہا بیشک آپ ہمارے رب ہیں پھر فرمایا اے اصحاب شمال! انہوں نے جواب دیا لبیک ربنا وسعدیک حضرت حق نے فرمایا کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں انہوں نے جواب دیا بیشک پھر دونوں کو ملا دیا کسی کہنے والے نے کہا اے رب تو نے ہم کو کیوں ملا دیا فرمایا، ان کیلئے دوسرے اعمال ہیں اس کے سوا جو وہ کر رہے ہیں، کبھی قیامت کے دن یہ نہ کہیں کہ ہم اس بات سے غافل تھے پھر سب کو آدم کی پیٹھ میں لوٹا دیا، کسی نے کہا یا رسول اللہ اعمال کیا ہیں آپ نے فرمایا ہر قوم اپنے مرتبہ کے موافق عمل کرتی ہے۔ (حکیم ترمذی، عقیلی، طبرانی، ابو الشیخ، ابن مردویہ)

دونوں کو ملاتے وقت فرمایا، کہ اس وقت صرف ربوبیت کا اقرار مقصود تھا، وہ کام جو ان کو کرنے ہیں وہ اور ہیں۔

۵

اللہ تعالیٰ کیساتھ اچھا گمان رکھنا

۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں اور جب وہ مجھے یاد کرے میں اس کے پاس ہوتا ہوں اگر وہ میرا ذکر اپنے دل میں کرتا ہے تو میں بھی خاموشی کے ساتھ اس کو یاد کرتا ہوں اور اگر کسی جماعت میں بیٹھ کر مجھے یاد کرتا ہے تو میں بھی ایک ایسی جماعت میں اس کا تذکرہ کرتا ہوں جو جماعت اس بندے کی جماعت سے بہتر اور برتر ہوتی ہے اور اگر کوئی بندہ مجھ سے ایک بالشت قُرب حاصل کرتا ہے تو میں ایک ہاتھ اس سے قریب ہو جاتا ہوں اور جب کوئی بندہ مجھ سے ایک ہاتھ قریب ہوتا ہے تو میں دو ہاتھ اس سے قریب ہو جاتا ہوں، اور اگر کوئی بندہ میری طرف آہستہ آہستہ چل کر آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑ کر چلتا ہوں۔ (بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

مطلب یہ ہے کہ جو بندہ ہم سے اچھی اُمید رکھتا ہے ہم بھی اس کیساتھ اچھا معاملہ کرتے ہیں۔

۲۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ساتھ ہوں، بندے کو اختیار ہے جیسا چاہے مجھ سے گمان قائم کرلے۔ (مسلم، حاکم)

۳۔ حضرت انسؓ کی روایت میں ہے کہ خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں اور جب وہ مجھ کو پکارے تو میں اس کے پاس ہوتا ہوں۔ (احمد)

۴۔ حضرت واثلہ بن اسقعؓ کی روایت میں ہے میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں اگر اچھا گمان رکھتا ہے تو میں بھی اچھا معاملہ کرتا ہوں اور اگر بُری توقعات قائم کرتا ہے تو میں بھی وہی سلوک کرتا ہوں۔ (طبرانی)

۵۔ حضرت ابوہریرہؓ کی روایت میں ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے میں اپنے بندے کے گمان اور خیالات کے ساتھ ہوں اگر مجھ سے اچھی اُمید رکھے تو اس کیلئے اچھا ہے اور اگر بُری امید رکھے تو اس کے لئے بُرا ہے۔ (احمد، مسلم، طبرانی)

۶۔ ایک صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے ابن آدم تو میری طرف آنے کے لئے کھڑا ہو تاکہ میں تیری طرف روانہ ہو جاؤں اور تو میری طرف روانہ ہو تاکہ میں تیری طرف دوڑ کر چلوں۔ (احمد)

۷۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا اگر تم چاہو تو میں تم کو بتادوں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سب سے پہلے اپنے مسلمان بندوں سے کیا بات کریگا، حاضرین نے کہا یا رسول اللہ فرمائیے وہ کیا بات ہے جو اللہ تعالیٰ سب سے پہلے مومنین سے کہیگا، آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ دریافت کریگا، کیا تم میری ملاقات کو دوست رکھتے تھے، بندے عرض کریں گے ہاں ہم کو تیری ملاقات کا بہت شوق تھا، اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیگا تم کیوں میری ملاقات کی خواہش رکھتے تھے بندے عرض کریں گے ہم کو تیری مغفرت اور معافی کی امید تھی، ارشاد ہو گا میری مغفرت

تمہارے لئے واجب ہو گئی۔ (شرح السنۃ ابو نعیم)

مطلب یہ ہے کہ تم مجھ سے اچھا گمان رکھتے تھے تو میں تمہارے ساتھ اچھا ہی معاملہ کروں گا۔

۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ قیامت میں دو شخصوں کو جو دوزخ میں بہت چیخ رہے ہوں گے اللہ تعالیٰ ان کو نکالنے کا حکم دیگا، جب وہ دونوں شخص دوزخ سے نکالے جائیں گے تو ان سے اللہ تعالیٰ دریافت کریگا کہ تم کیوں اس قدر چیخ رہے تھے یہ دونوں عرض کریں گے الٰہی ہم تیرے رحم کی توقع پر چیخ رہے تھے اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیگا میری رحمت تمہارے لئے ہے جاؤ جہاں سے نکالے گئے ہو وہیں آگ میں پھر اپنے کو ڈال دو اس حکم کو سنکر ایک تو اسی وقت دوزخ میں جاگریگا اس پر اللہ تعالیٰ آگ کو ٹھنڈا اور سلامتی کا سبب کر دے گا اور دوسرا وہیں کھڑا رہیگا، وہ دوزخ میں واپس نہیں جائیگا، اس سے اللہ تعالیٰ دریافت کریگا تو نے اپنے کو دوزخ میں کیوں نہیں ڈالا جس طرح تیرے ساتھی نے اپنے کو دوزخ میں ڈال دیا، یہ عرض کریگا اے میرے پروردگار مجھ کو تو تجھ سے یہ اُمید تھی کہ تو مجھکو دوزخ سے نکالنے کے بعد پھر دوزخ میں نہیں داخل کریگا۔ پھر یہ دونوں اللہ تعالےٰ کی رحمت سے جنت میں داخل ہو جائینگے۔ (ترمذی)

یعنی ایک تو فوراً حکم کی تعمیل کریگا اور ایک رحمت کی اُمید پر کھڑا رہیگا اللہ تعالیٰ دونوں کی مغفرت اور بخشش فرمائیں گے۔

۹۔ حضرت ابو ہریرہ کی روایت میں ہے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے جب کوئی بندہ میری ملاقات کا شوق رکھتا ہے،

تو میں بھی اُس کی ملاقات کو دوست رکھتا ہوں اور جب کوئی بندہ میری ملاقات کو ناپسند کرتا ہے تو میں بھی اُس کی ملاقات کو ناپسند سمجھتا ہوں۔ (بخاری نسائی)

۱۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے، میں اپنے بندے کے حق میں کسی رعایت کا ذمہ دار نہیں ہوتا جب تک وہ میرے حقوق کی رعایت نہ کرے۔ (طبرانی)

یعنی جو بندہ میری عبادت اور میرے احکام بجالانیکا خیال رکھتا ہے، تو میں بھی اس کی حاجت اور ضرورت پوری کرنیکا خیال رکھتا ہوں۔

۱۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے اپنی جان پر بہت زیادتی کی تھی، یعنی بڑا گنہگار تھا، جب اُس کی موت کا وقت آیا تو اس نے اپنے بیٹوں سے کہا جب میں مرجاؤں تو تم مجھکو جلادینا اور پیس ڈالنا پھر میری نصف راکھ کو دریا میں ڈال دینا اور نصف کو ہوا میں اُڑا دینا، خدا کی قسم اگر اللہ تعالیٰ نے مجھ پر قابو پالیا اور قدرت حاصل کرلی تو مجھکو ایسا عذاب کریگا جو اپنی مخلوق میں سے اُس نے کسی پر بھی نہ کیا ہوگا۔ اس شخص کے مرنے کے بعد اُس کے متعلقین نے ایسا ہی کیا اور اس کی وصیت پر عمل کیا، اللہ تعالیٰ نے ان تمام چیزوں کو جنہوں نے اُس کے جسم سے کچھ حاصل کیا تھا حکم دیا کہ اس کے بدن اور جسم کے تمام ذرات حاضر کرو۔ چنانچہ وہ بندہ حضرت حق کے روبرو حاضر ہوگیا ارشاد ہوا اس حرکت پر تجھ کو کس شے نے آمادہ کیا تھا، اُس نے عرض کیا الٰہی تو جانتا ہے الٰہی تیرے خوف نے مجھ کو اس کارروائی پر مجبور کیا، پس اللہ تعالیٰ نے اس کی

بخشش کردی۔ (بخاری مسلم)

مطلب یہ ہے کہ گناہوں کی وجہ سے خوف کا غلبہ ہوا دل میں خیال آیا کہ اپنے اجزاء کو منتشر کردوں تاکہ اجزاء کے جمع کرنے میں دشواری ہو اور جب اجزاء جسم کے جمع نہ ہو سکیں گے تو دوبارہ زندہ نہ ہوں گا، خدا کے عذاب سے بچ جاؤنگا، اللہ تعالیٰ نے آگ پانی ہوا کو حکم دیا کہ اس بندے کے جو اجزاء تمہارے پاس ہیں وہ حاضر کرو، دوبارہ زندہ کرکے سوال کیا اگرچہ اس کی حرکت تو بہت ہی نازیبا اور نامناسب تھی، لیکن چونکہ خدا کے خوف اور ڈر سے یہ حرکت ہوئی تھی اس لئے مغفرت کردی گئی۔

۱۱۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے پرہیزگاری اور تقویٰ سے بڑھ کر کوئی چیز ایسی نہیں جس کے ذریعہ مجھ سے قریب ہونیوالے میرا قرب حاصل کریں۔ (ابن حبان)

یعنی یوں تو ہر نیک عمل کے ذریعہ خدا کا قرب حاصل ہو سکتا ہے، مگر تقویٰ اس معاملہ میں سب سے بہتر عمل ہے۔

۱۲۔ حضرت عبادہ بن صامت اور فضالہ بن عُبید رضی اللہ تعالیٰ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ قیامت میں تمام مخلوق کا فیصلہ کر دیگا تو دو شخص باقی رہجائیں گے ارشاد ہوگا، ان دونوں کو آگ میں لیجاؤ۔ ان میں سے ایک شخص پلٹ پلٹ کر دیکھنے لگیگا اللہ تعالیٰ اس کے لوٹانے کا حکم دیں گے ملائکہ اس کو لوٹا کر لائیں گے ارشاد ہوگا اس کو جنت میں داخل کردو۔ جب جنت میں داخل ہونے کا حکم ہو جائیگا تو کہے گا مجھ کو اللہ تعالیٰ نے اس قدر ملک دیا ہے کہ اگر میں تمام اہل جنت کی دعوت کردوں اور ان کو کھانا کھلادوں تب بھی میری دولت میں کمی نہ

آئے گی۔ (احمد)

حدیث میں لفظ التفات ہے ہم نے اس کا ترجمہ پلٹ پلٹ کے دیکھنا کر دیا ہے اصل یعنی گوشہ چشم سے ادھر اُدھر دیکھنا ہے۔

۱۴۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ ایک بندہ جہنم میں ہزار سال تک یا حنّان یا حنّان کہہ کر پکارتا رہے گا، اللہ تعالیٰ جبریلؑ سے ارشاد فرمائیگا اس بندے کو حاضر کرو، حضرت جبریلؑ جہنم میں جاکر دیکھیں گے کہ اہل جہنم منہ کے بل پڑے ہوئے رو رہے ہیں، حضرت جبریلؑ عرض کریں گے اے رب یہ بندہ کہاں ہے ارشاد ہو گا وہ فلاں مقام پر ہے اس کو حاضر کرو پس یہ بندہ حاضر کیا جائیگا، اللہ تعالیٰ فرمائیگا اے بندے تو نے اپنی جگہ کو کیسا پایا یہ عرض کریگا، الٰہی بدترین مکان اور بدترین جگہ، اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیگا میرے بندہ کو اسی مقام پر لوٹا دو، یہ بندہ عرض کریگا الٰہی جب مجھ کو جہنم سے نکالا تھا تو مجھ کو آپ سے یہ امید نہ تھی کہ آپ مجھ کو اس میں دوبارہ داخل کریں گے، اللہ تعالیٰ فرمائیگا میرے بندہ کو چھوڑ دو۔ (بیہقی)

مطلب یہ ہے کہ جس قسم کی توقع قائم تھی وہی سلوک کیا گیا۔

۱۵۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ ایک بندے کو دوزخ میں جانیکا اللہ تعالیٰ حکم کریگا جب وہ دوزخ کے کنارے پر پہنچے گا تو پلٹ کر دیکھے گا اور عرض کریگا اے رب خدا کی قسم میں تو تجھ سے اچھا گمان رکھتا تھا، اللہ تعالیٰ فرمائیگا اسے لوٹا دو میں اپنے بندہ کے گمان کے قریب ہوں پھر اس کی مغفرت کر دی جائیگی۔ (بیہقی)

۶

ذکرِ الٰہی

۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اے ابن آدم فجر کی نماز اور عصر کی نماز کے بعد تھوڑی سی دیر کے لئے میرا ذکر کر لیا کر تو میں دونوں نمازوں کے درمیانی وقت کے لئے تجھ کو کفایت کر دونگا۔ (ابونعیم، جامع صغیر)

دونوں نمازوں کے درمیان کا وقت یعنی دن بھر، اور یہ جو فرمایا کفایت کروں گا اس کا مطلب یہ ہے کہ تیری تمام ضرورتوں اور حاجتوں کی کفایت کرلونگا۔

۲۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اے ابن آدم تو مجھکو خلوت میں اگر یاد کرے گا تو میں بھی تجھ کو خلوت میں یاد کرونگا اور اگر تو کسی جماعت میں میرا ذکر کریگا تو میں تیرا تذکرہ ایک ایسی جماعت میں کروں گا، جو اُس جماعت سے بہتر ہو گی جس میں تو نے مجھے یاد کیا تھا۔ (بزاز)

" یعنی ملائکہ کی جماعت یا ارواحِ مقدسہ "

۳۔ حضرت ابوہریرہ روایت کرتے ہیں فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے جب میرا بندہ مجھے یاد کرتا ہے اور اس کے دونوں ہونٹ میرے ذکر سے ہلتے اور حرکت کرتے ہیں تو میں اس کے پاس ہی ہوتا ہوں۔ (ابن ماجہ، ابن حبان)

۴۔ حضرت ابوہریرہ رضؓ کی روایت میں ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، اے ابن آدم! اگر تو نے میرا ذکر کیا تو میرا شکر ادا کیا اور اگر تو نے مجھ کو بھلا دیا تو تو نے میرا کفر کیا۔ (طبرانی)

یعنی ذکر شکر کی علامت ہے اور نسیان کفر کی نشانی ہے۔

۵۔ حضرت ابوہریرہ رضؓ روایت کرتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ہیں جو مختلف راستوں میں اہل ذکر کو تلاش کرتے پھرتے ہیں، اور جب کہیں وہ کسی قوم کو ذکر الٰہی میں مشغول پاتے ہیں تو ایک دوسرے کو آواز دیکر بلاتے ہیں کہ آؤ جس چیز کو تم تلاش کر رہے ہو وہ یہاں موجود ہے، یہ تمام فرشتے اس مجلس کو اپنے پروں سے گھیر لیتے ہیں اور آسمان دنیا تک اوپر تلے ان کا اجتماع ہو جاتا ہے، پھر اللہ تعالیٰ ان فرشتوں سے سوال کرتا ہے حالانکہ وہ سب کچھ جانتا ہے میرے بندے کیا کہہ رہے تھے، فرشتے عرض کرتے ہیں الٰہی تیری پاکی، تیری بڑائی حمد اور تیری بزرگی بیان کر رہے تھے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا ان بندوں نے مجھ کو دیکھا ہے فرشتے عرض کرتے ہیں نہیں خدا کی قسم تجھ کو دیکھا تو نہیں، ارشاد ہوتا ہے اگر مجھ کو دیکھ لیں تو پھر کیا حال ہو فرشتے عرض کرتے ہیں اگر تجھ کو دیکھ لیں تو اور بھی زیادہ تیری تسبیح اور تیری بزرگی کا اظہار کریں، پھر ارشاد ہوتا ہے یہ بندے کیا چیز طلب کر رہے ہیں فرشتے عرض کرتے ہیں آپ سے جنت مانگ رہے تھے ارشاد ہوتا ہے کیا جنت کو انہوں نے دیکھا ہے فرشتے عرض کرتے ہیں، نہیں خدا کی قسم انہوں نے جنت کو نہیں دیکھا ارشاد ہوتا ہے اگر جنت کو دیکھ لیں تو ان کی کیا حالت ہو فرشتے عرض کرتے ہیں، اگر وہ جنت کو دیکھ لیں

تو اس کی طلب اور اس کی رغبت اور اس کی حرص بہت زیادہ کریں، پھر ارشاد ہوتا ہے یہ بندے کس چیز سے پناہ مانگتے تھے فرشتے عرض کرتے ہیں دوزخ کی آگ سے پناہ مانگ رہے تھے ارشاد ہوتا ہے کیا انہوں نے آگ کو دیکھا ہے فرشتے عرض کرتے ہیں، خدا کی قسم انہوں نے دوزخ کی آگ کو نہیں دیکھا ہے ارشاد ہوتا ہے اگر وہ آگ کو دیکھ لیں تو کیا کیفیت ہو فرشتے عرض کرتے ہیں اگر آگ کو دیکھ لیں تو ان کا ڈر اور خوف اور زیادہ ہو جائے اور دوزخ سے اور زیادہ بھاگیں، پھر ارشاد ہوتا ہے میرے ملائک میں تم کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان کی مغفرت کر دی، اس بشارت کو سُن کر ان فرشتوں میں سے ایک فرشتہ عرض کرتا ہے فلاں شخص ان ذکر کرنے والوں میں سے نہیں ہے وہ تو اپنی کسی ضرورت اور حاجت کو آیا تھا ان ذکر کرنے والوں کو دیکھ کر ان کے ساتھ بیٹھ گیا ارشاد ہوتا ہے یہ ذکر کرنے والے اس مرتبہ کے لوگ ہیں کہ ان کے پاس بیٹھنے والا بھی محروم نہیں ہوتا۔ (بخاری)

۶۔ دوسری روایت میں یوں آیا ہے، اللہ تعالیٰ کے چلنے پھرنے والے فرشتوں کا ایک گروہ ایسا بھی ہے جن کا اور کچھ کام سوائے اس کے نہیں کہ وہ ذکر الٰہی کی مجالس کو تلاش کرتا پھرتا ہے، اور جب کوئی مجلس ان کو ذکر کی مل جاتی ہے تو اس مجلس والوں کے ساتھ مل کر، بیٹھنا شروع کر دیتے ہیں یہاں تک کہ ان فرشتوں کی جگہ سے آسمان تک جو خلا ہے اس کو اپنے پروں سے بھر دیتے ہیں۔ پھر جب مجلس ختم ہو جاتی ہے اور لوگ منتشر ہو جاتے ہیں تو یہ فرشتے آسمانوں پر چڑھ جاتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، پھر اللہ تعالیٰ ان فرشتوں سے دریافت کرتا ہے حالانکہ وہ بندوں کے حال سے بہت زیادہ باخبر ہے، فرشتو تم کہاں سے

آتے ہو فرشتے عرض کرتے ہیں ہم تیرے بندوں کے پاس سے آتے ہیں جو زمین میں تیری پاکی تیری بڑائی، تیری توحید اور تیری حمد بیان کر رہے تھے، اور تجھ سے کچھ مانگ رہے تھے اور سوال کر رہے تھے ارشاد ہوتا ہے مجھ سے کیا مانگ رہے تھے، فرشتے عرض کرتے ہیں آپ سے جنت مانگ رہے تھے!

ارشاد ہوتا ہے کیا انہوں نے میری جنت کو دیکھا ہے فرشتے عرض کرتے ہیں اے پروردگار نہیں دیکھا ارشاد ہوتا ہے اگر وہ میری جنت کو دیکھ لیں تو ان کا کیا حال ہو؟ پھر فرشتے عرض کرتے ہیں اور تجھ سے پناہ بھی چاہتے تھے ارشاد ہوتا ہے، مجھ سے کس چیز کی پناہ طلب کرتے تھے فرشتے عرض کرتے ہیں الٰہی! تیری آگ سے ارشاد ہوتا ہے، کیا انہوں نے میری آگ کا معائنہ کیا ہے فرشتے عرض کرتے ہیں اے رب نہیں آگ کو دیکھا تو نہیں ارشاد ہوتا ہے اگر آگ کو دیکھ لیں تو ان کی کیا کیفیت ہو؟ پھر فرشتے عرض کرتے ہیں الٰہی تجھ سے بخشش بھی طلب کر رہے تھے، ارشاد ہوتا ہے میں نے ان کی مغفرت کر دی، جو چیز مانگ رہے تھے وہ ان کو دیدی اور جس چیز سے پناہ مانگتے تھے اس سے ان کو پناہ دیدی، فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس اعلان کو سنکر فرشتے عرض کرتے ہیں اے پروردگار ان لوگوں میں فلاں بندہ بھی تھا جو بڑا خطا کار ہے وہ تو راستے سے گذر رہا تھا انکو بیٹھا دیکھ کر وہ بھی بیٹھ گیا، ارشاد ہوتا ہے میں نے اس کی بھی مغفرت کر دی، جن لوگوں میں وہ آکر بیٹھ گیا تھا یہ ایسی جماعت ہے۔ کہ ان کے پاس بیٹھ جانے والا بھی محروم نہیں رہتا۔ (مسلم)

مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں کے جس اجتماع میں خدا کا ذکر ہوتا ہو جنت دوزخ

کی کیفیت بیان کی جاتی ہو وہاں فرشتے جمع ہو جاتے ہیں، اور یہ جو فرمایا کہ آسمان دنیا یعنی پہلے آسمان تک پہنچ جاتے ہیں اس سے مراد کثرت ہے کہ بہت زیادہ تعداد میں جمع ہو جاتے ہیں فرشتوں سے جان بوجھ کر دریافت کرنے کی وجہ یہ ہے کہ فرشتے تخلیق آدم کے وقت تعجب کرتے تھے اور کہتے تھے، جب ہم تسبیح اور تقدیس کرتے ہیں تو پھر اور مخلوق پیدا کرنے کی کیا ضرورت ہے اس لئے ان کو گواہ بنایا جاتا ہے تاکہ وہ یہ بات جان لیں کہ وہ نفس کی خواہشات سے پاک ہو کر جو کچھ کرتے ہیں انسان نفسانی خواہشات میں الجھ کر بھی وہی کرتا ہے۔"

۷۔ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس شخص کو میرے ذکر نے اس قدر مشغول رکھا کہ وہ مجھ سے کچھ سوال نہ کر سکا تو میں ایسے بندے کو مانگنے والوں سے زیادہ دیتا ہوں۔ (بخاری، بیہقی، بزاز)

یعنی ہر وقت ذکر میں لگا رہتا ہے اور اس کو اتنی فرصت نہیں ملتی کہ اپنی حاجت اور ضرورت مجھ سے طلب کرے تو میں اس کو سوال کرنیوالوں سے زیادہ دیتا ہوں اور بغیر مانگے اس کی مراد پوری کر دیتا ہوں۔

۸۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے جس کو میرے ذکر نے اتنی مہلت نہ دی کہ وہ مجھ سے اپنی حاجت طلب کرے تو میں اس کے سوال کرنے سے پہلے ہی اس کی حاجت پوری کر دیتا ہوں۔ (ابو نعیم، دیلمی)

۹۔ حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت حق کی خدمت میں عرض کی اے پروردگار کیا تو مجھ سے قریب ہے جو میں تجھ کو چپکے سے پکاروں یا فاصلے پر ہے جو تجھ کو زور سے پکاروں اے پروردگار

میں تیری آواز کے حسن کا احساس کرتا ہوں لیکن تجھ کو دیکھتا نہیں تو کہاں ہے؟ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا میں تیرے دائیں بائیں آگے پیچھے موجود ہوں اے موسیٰ! جب بھی کوئی بندہ یاد کرتا ہے تو میں اس کا ہمنشیں ہوتا ہوں اور جب مجھ کو کوئی بندہ پکارتا ہے تو میں اس کے پاس ہوتا ہوں۔ (دیلمی)

۱۰۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت حق تعالیٰ سے عرض کیا اے رب میں جاننا چاہتا ہوں کہ تو اپنے بندوں میں سے کس شخص سے محبت کرتا ہے تاکہ میں بھی اس سے محبت کروں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اے موسیٰ! جب تم کسی بندے کو دیکھو کہ وہ میرا ذکر بکثرت کرتا ہے تو سمجھ لو کہ میں نے اس کو توفیق عنایت کی ہے، اور وہ میری ہی اجازت سے میرا ذکر کر رہا ہے اور میں اس سے محبت کرتا ہوں اور جب تم کسی بندے کو دیکھو کہ وہ میرا ذکر نہیں کرتا تو سمجھ لو کہ میں نے اس کو اپنی یاد سے روک دیا ہے اور اور میں اس سے ناراض ہوں۔ (دار قطنی، ابن عساکر)

یعنی ذاکر میرا محبوب ہے اور غافل میرا مبغوض ہے۔

۱۱۔ ابن عباس رضؓ کی روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی نازل کی اے داؤد ظالم امراء اور حکام کو مطلع کر دو کہ وہ میرا ذکر نہ کیا کریں، کیونکہ میرا قاعدہ یہ ہے کہ جب کوئی میرا ذکر کرتا ہے تو میں بھی اس کا ذکر کرتا ہوں اور ان ظالموں کا ذکر میرے نزدیک یہ ہے کہ میں ان پر لعنت کروں۔ (دیلمی، ابن عساکر)

مطلب یہ ہے کہ یہ ظالم امیر اور حاکم میری لعنت کے مستحق ہیں اسلئے

اگر یہ میرا ذکر کریں گے تو ان کو کوئی فائدہ نہ ہوگا، کیونکہ میں تو ان کو لعنت ہی کیساتھ یاد کروں گا۔

۱۲۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائے گا، جس نے مجھے کسی دن یاد کیا ہو یا کسی مقام پر مجھ سے ڈرا ہو اس کو آگ سے نکال لو۔ (ترمذی، بیہقی)

۱۳۔ حضرت ابن عباس رض کی روایت میں ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اگر کوئی بندہ مجھے خلوت میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے خلوت میں یاد کرتا ہوں اور جب کوئی بندہ کسی جماعت میں یاد کرتا ہے تو میں اس کو ایسی جماعت میں یاد کرتا ہوں جو جماعت اس کی جماعت سے بہتر اور بڑی ہوتی ہے۔ (بیہقی)

۱۴۔ حضرت عمارہ بن وسکرہؓ کی روایت میں ہے کہ میرا کامل بندہ وہ ہے جو مجھ کو اس حالت میں یاد کرتا ہے، جبکہ وہ اپنے دشمن سے ملاقات کرتا ہے۔ (ترمذی)

دشمن سے مراد شیطان ہے اس سے ملاقات کرنے کا مطلب یہ ہے کہ شیطان اس کو بہکا رہا ہو اور وہ میرا ذکر کرتا ہو، یا مراد یہ ہے کہ کفار سے مقابلہ کے وقت میرا ذکر کرتا ہو۔

۱۵۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے تم مجھ کو فرمانبرداری اور طاعت کیساتھ یاد کرو میں تم کو مغفرت کے ساتھ یاد کروں گا۔ جو شخص فرمانبردار ہے اور مجھ کو یاد کرتا ہے تو میرے لئے یہ ضروری ہوتا ہے کہ میں بھی اس کو یاد کروں اور اس کی مغفرت کر دوں اور جو بندہ مجھ کو یاد کرتا ہے درانحالیکہ وہ میرا نافرمان ہوتا ہے تو میرے لئے یہ ضروری ہوتا ہے کہ میں اس کو غصہ اور خفگی کے ساتھ یاد کروں۔ (دیلمی، ابن عساکر)

۱۶۔حضرت معاذ بن انس رضؓ کی روایت میں ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے، کوئی بندہ جب مجھ کو اپنے جی میں یاد کرتا ہے تو میں اس کو عام ملائکہ کی جماعت میں یاد کرتا ہوں اور جب کوئی بندہ مجھ کو کسی جماعت میں یاد کرتا ہے تو میں اس کا ذکر مقربین فرشتوں میں کیا کرتا ہوں۔(طبرانی)

۱۷۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے جب کوئی شخص مجھ کو اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اس کو اپنے دل میں یاد کرتا ہوں اور جب کوئی شخص کسی جماعت میں مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کو ایسی جماعت میں یاد کرتا ہوں جو اس بندے کی جماعت سے تعداد میں بھی زیادہ ہوتی ہے اور پاکیزگی میں بھی زیادہ ہوتی ہے۔(ابن شاہین)

۱۸۔حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اے آدم کے بیٹے اگر تو مجھ کو یاد کریگا تو میں تجھ کو یاد کروں گا، اگر تو مجھ کو فراموش کر دیگا اور بھلا دیگا تب بھی میں تجھ کو یاد کرونگا اگر تو میری اطاعت اختیار کرلے اور میرا مطیع ہو جائے تو پھر جہاں تیرا جی چاہے جا اور اطمینان کے ساتھ حتّی بالطبع ہو کر چل پھر تو مجھ سے دوستی کریگا تو میں بھی تجھ کو دوست رکھونگا اگر تو مجھ سے صاف دلی کے ساتھ ملے گا اور میری طرف جھکے گا تو میں بھی صفائی کے ساتھ تیری جانب متوجہ ہونگا، میں تو تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں، مگر تو میری طرف سے اعراض کرتا ہے اور روگردانی کرتا ہے، جب تو اپنی ماں کے پیٹ میں تھا تو میں نے تیرے لئے غذا کا انتظام کیا میں ہمیشہ تیری اصلاح کی تدبیر کرتا رہا۔اور میرے ارادے اور میری تدبیر کا تجھ میں نفاذ ہوتا رہا۔پھر جب میں نے تجھ کو دُنیا کی طرف نکالا تو

تونے گناہ اور معاصی کی کثرت اختیار کی اور میری نافرمانی شروع کر دی، کیا جو شخص تجھ پر احسان کرے اس کا بدلہ یہی ہوا کرتا ہے۔ (ابو نصر، رافعی)

ارادے کے نفاذ کا مطلب یہ ہے کہ میرے ارادے اور تدبیر سے تیری پرورش ہوتی رہی۔

۱۹۔ حضرت انسؓ کی روایت میں ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے جو غصے اور غضب کے وقت مجھے یاد کریگا میں بھی غصہ اور غضب کے وقت اسے یاد کروں گا۔ اور نافرمانوں کو جس طرح مٹاتا اور برباد کرتا ہوں اس کو برباد نہ کروں گا۔ (دیلمی)

۲۰۔ عمرو بن الجموحؓ کی روایت میں ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندوں میں سے میرے دوست اور میری مخلوق میں سے میرے ولی وہ لوگ ہیں جو میری یاد کے شوق میں میرا ذکر کیا کرتے ہیں، اور ان کے ذکر کی وجہ سے میں ان کا ذکر کیا کرتا ہوں۔ (حکیم، ابو نعیم)

یعنی اس شوق میں میرا ذکر کرتے ہیں کہ میں بھی ان کا ذکر کرونگا۔

۲۱۔ حضرت ابو سعید خدریؓ کی روایت میں ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ قیامت میں فرمائیگا، آج کے دن اہل کرم اور ذی شرافت حضرات کو میدان حشر کے لوگ جان لیں گے اور آج یہ معلوم ہو جائے گا کہ حقیقی شرفا کون ہیں لوگوں نے دریافت کیا یا رسول اللہ وہ کون لوگ ہونگے آپ نے ارشاد فرمایا مسجدوں میں مجالس ذکر کے شرکا۔ (احمد، ابو یعلی)

یعنی مساجد میں جو ذکر کی مجالس ہوتی ہیں ان میں شریک ہونیوالا۔

۲۲۔ حضرت جابرؓ کی روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ پر وحی

نازل کی اے موسیٰ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ میں تمہارے مکان میں تمہارے ساتھ سکونت اختیار کروں حضرت موسیٰ اس بشارت کو سنکر سجدے میں گر پڑے اور عرض کی، الٰہی یہ کیونکر ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ کیا تم نہیں جانتے جو شخص میرا ذکر کرتا ہے میں اس کا ہمنشیں ہوتا ہوں اور جس جگہ میرا بندہ مجھ کو تلاش کرتا ہے تو مجھ کو پالیتا ہے۔ (ابن شاہین)

یہ روایت اسناد کے اعتبار سے ضعیف ہے۔

۲۳۔ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ اللہ تعالےٰ ارشاد فرماتے ہیں عقلمند شخص کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ اپنی زندگی کے اوقات کو تین حصوں میں تقسیم کرے، ایک حصہ میں اپنے رب سے مناجات کیا کرے اور ایک حصہ میں اپنے نفس سے محاسبہ کیا کرے اور ایک حصہ کو کھانے پینے وغیرہ کیلئے مقرر کرے۔ (ابن حبان)

مناجات یعنی ذکر الٰہی اور خدا تعالےٰ سے دعا، نفس کا محاسبہ یہ ہے کہ اپنے اعمال پر غور کرے کہ اس نے اچھے کام کتنے کئے اور برے کام اس سے کتنے سرزد ہوئے۔

۲۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اللہ تعالیٰ جنت کے بعض درختوں کو حکم دیگا کہ میرے جن بندوں نے میرے ذکر اور میری یاد کی وجہ سے معازف اور مزامیر سے پرہیز کیا ان بندوں کو تم اپنی آواز سناؤ چنانچہ وہ ان کو ایسی بہترین آواز سنائیں گے جس آواز کو مخلوق نے کبھی نہیں

سُنا ہوگا۔ (دیلمی)

ذکر الٰہی کی وجہ سے جو لوگ گانے بجانے سے احتراز کرتے تھے ان کو جنت کے درخت گانا سُنائیں گے اور جنت کے درختوں کا گانا تسبیح الٰہی ہوگی۔

۷۵۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جب کوئی قوم اللہ کا ذکر کرنے کے لئے جمع ہوتی ہے اور اس کا مقصد اس اجتماع سے محض اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی خوشنودی ہوتی ہے تو ایک پکارنے والا آسمان سے ان کو پکار کر کہتا ہے کھڑے ہو جاؤ تمہاری مغفرت کر دی گئی اور تمہاری خطائیں نیکیوں سے بدل دی گئیں۔ (ابن شاہین)

یعنی جب ذکر الٰہی سے یہ لوگ فارغ ہوتے ہیں تو ان کو مخاطب کر کے یہ خوشخبری دی جاتی ہے

اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور رحمت

۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نیکیاں اور بُرائیاں لکھدی ہیں پھر ان نیکیوں اور بُرائیوں کو اپنی کتاب میں بھی لکھ دیا ہے۔ پس جو شخص کسی نیکی کا پختہ ارادہ کرلے مگر وہ نیکی اس سے واقع نہ ہو تب بھی اللہ تعالیٰ ایک کامل نیکی اس کی لکھد یتا ہے اور اگر ارادے کے بعد اس سے نیکی کا وقوع بھی ہو جائے تو پھر اللہ تعالیٰ اس کے لئے دس نیکیوں سے لیکر سات سو تک بلکہ اس سے بھی زیادہ لکھتا ہے، اور جو شخص کسی

بُرائی کا ارادہ کرتا ہے مگر اس کو کرتا نہیں تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے بھی ایک کامل نیکی لکھ دیتا ہے اور اگر بُرائی کا ارادہ کرے کہ وہ شخص بُرائی اور گناہ کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ صرف ایک گناہ لکھتا ہے۔ (بخاری، مسلم)

۲۔ حضرت ابو ہریرہؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جب کوئی بندہ گناہ کا ارادہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ملائکہ کو حکم دیتا ہے کہ جب تک کوئی گناہ اس سے واقع نہ ہو تب تک صرف ارادے پر اس کے نامۂ اعمال میں کوئی گناہ نہ لکھا جائے اور اگر اس سے گناہ ہو جائے تو صرف ایک گناہ لکھا جائے، اور اگر یہ میرے خوف سے اپنا ارادہ ترک کر دے تو اس کے نامۂ اعمال میں ایک نیکی لکھدی جائے، اور اگر کسی نیکی کا ارادہ کرے تو اگرچہ وہ نیکی اس بندے سے واقع نہ ہو، تب بھی صرف ارادے پر ایک نیکی اس کے نامۂ اعمال میں لکھدو، اور اگر ارادہ کرنے کے بعد یہ بندہ وہ نیکی کر بھی لے تو دس نیکیوں سے سات سَو تک نیکیاں اس کے نامۂ اعمال میں لکھو۔ (بخاری و مسلم)

۳۔ حضرت ابو ہریرہؓ کی ایک اور روایت میں ہے فرمایا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ارشاد فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے جب میرا بندہ ارادہ کرتا ہے اور اپنے قلب میں کسی نیکی کے کرنے کا خیال کرتا ہے تو جب تک وہ نیکی نہ کرے میں ایک نیکی اس کے نامۂ اعمال میں لکھدیتا ہوں، اور جب وہ نیکی کر لیتا ہے تو میں اسکی نیکی کو دس گنا کر کے لکھدیتا ہوں، اور جب کوئی بندہ کسی گناہ کا ارادہ کرتا ہے تو جب تک گناہ نہ کرے میں اس کو معاف کر دیتا ہوں اور جب کر لیتا ہے تو ایک ان سب اعمال کا علم تو مجھ کو ہوتا ہے ہی گناہ لکھتا ہوں، اور اگر گناہ نہ کرے صرف ارادہ کرنے کے بعد اپنے

خیال کو ترک کر دے تب بھی ایک نیکی لکھتا ہوں کیونکہ اس نے گناہ کو میرے خوف سے ترک کیا ہے۔ (مسلم)

ان احادیث کا مطلب یہ ہے کہ نامۂ اعمال میں گناہ تو ایک کا ایک ہی لکھا جاتا ہے اور نیکی ایک کی دس تو عام طور پر لکھی جاتی ہیں اور کبھی بجائے دس کے سات سو تک بھی لکھی جاتی ہیں اور کبھی اس سے بھی زیادہ لکھی جاتی ہیں نیز یہ کہ نیکی کے صرف ارادے ہی پر ایک نیکی لکھدی جاتی ہے اور گناہ کے ارادے پر گناہ نہیں لکھا جاتا، بلکہ گناہ کرنے کے بعد لکھا جاتا ہے اور اس سے بھی بڑھ کر یہ بات ہے کہ گناہ کے ارادے کو ترک کر دینے پر بھی ایک نیکی لکھی جاتی ہے، خلاصہ یہ ہے کہ کسی نیک کام کرنے کے محض ارادے پر ایک نیکی اور نیکی کرنے کے بعد ایک کی دس اور دس سے لے کر سات سو تک اور کبھی سات سو سے بھی زیادہ اور کسی بُرے کام کے محض ارادہ کرنے پر کوئی گناہ نہیں اگر گناہ ہو جائے تو صرف ایک گناہ اور اگر گناہ کا ارادہ کرنے کے بعد اس ارادہ سے باز آجائے اور گناہ کا خیال ترک کر دے تو ایک نیکی۔

۴۔ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اے میرے بندو! میں نے ظلم کو اپنے اوپر حرام کیا ہے اور میں نے ظلم کو تمہارے لئے بھی حرام کر دیا تم بھی آپس میں ایک دوسرے پر ظلم نہ کیا کرو، اے میرے بندو تم سب راہ سے بھٹکے ہوئے ہو مگر وہ شخص کہ جس کو میں نے راہ دکھائی۔ تم مجھ سے ہدایت طلب کرو، میں تم کو راہ دکھاؤں گا اور تمہاری رہنمائی کروں گا، اے میرے بندو! تم [illegible] جو شخص کسی

مگر وہ شخص جس کو میں کھانا کھلادوں، تم مجھ سے روزی طلب کیا کرو میں تم کو رزق دونگا، اے میرے بندو! تم سب برہنہ اور ننگے ہو مگر وہ شخص جس کو میں کپڑے پہنادوں، تم مجھ سے لباس طلب کیا کرو میں تم کو لباس عطا کروں گا، اے میرے بندو! تم رات دن خطائیں کرتے ہو اور میں تمام گناہ اور خطائیں بخشا کرتا ہوں سو تم مجھ سے ہی بخشش طلب کیا کرو تاکہ میں تم کو معاف کر دیا کروں، اے میرے بندو! تم کو یہ طاقت نہیں کہ تم مجھ کو کوئی نقصان پہنچا سکو نہ تم کو میرے نفع پہنچانے کی قدرت ہے کہ تم مجھ کو کچھ نفع پہنچا سکو اے میرے بندو! اگر تمہارے پہلے اور پچھلے اور تمہارے انسان اور تمہارے جنات سب کے سب ایک بڑے متقی اور پرہیزگار شخص کے قلب کی طرح ہو جائیں تو میری حکومت اور میرے ملک میں کچھ زیادتی نہ ہو جائے گی اے میرے بندو! اگر تمہارے پہلے اور پچھلے اور تمہارے انسان اور تمہارے جنات سب کے سب ایک بہت بڑے گناہگار اور بدکار آدمی کے قلب کی مثل ہو جائیں تو بھی میری حکومت اور میرے ملک میں کچھ کمی نہیں ہو سکتی اے میرے بندو! تمہارے پہلے اور پچھلے اور تمہارے انسان اور تمہارے جنات سب ایک مقام پر جمع ہو کر مجھ سے اپنی اپنی حاجتیں اور مرادیں طلب کریں اور میں ہر شخص کو اس کی مراد عطا کر دوں اور بہ یک وقت جملہ مخلوق کے سوال اور حاجتیں پوری کر دوں تو میرے ان خزانوں میں سے جو میرے پاس ہیں اتنی بھی کمی نہ ہوگی جیسے ایک سوئی کو سمندر میں ڈبو کر نکال لینے سے سمندر میں کمی ہوتی ہو، اے میرے بندو! تمہارے تمام اعمال میں شمار کر کے اور گن کر محفوظ رکھتا ہوں اور ان سب اعمال کا تم کو پورا پورا بدلا دونگا، پس جو شخص بدلے کے وقت خیر اور

بھلائی پائے تو اللہ تعالیٰ کی تعریف کرے اور اس کی خوبیاں بیان کرے اور جو بدلے کے وقت خیر اور بھلائی کے خلاف پائے تو اپنے نفس اور اپنی جان کے علاوہ کسی دوسرے کو ملامت نہ کرے۔ (مسلم)

۵۔ حضرت ابوذرؓ کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اے میرے بندو تم سب گمراہ ہو، مگر وہ شخص جس کو میں نے راہ دکھائی اور جس کی میں نے رہنمائی کی پس تم مجھ سے ہدایت طلب کرو تاکہ میں تم کو سیدھی راہ دکھاؤں تم سب کے سب فقیر اور محتاج ہو مگر وہ شخص جس کو میں غنی اور بے پروا کردوں پس تم مجھ سے سوال کرو میں تم کو رزق عطا کروں گا تم سب کے سب گناہگار ہو مگر وہ شخص جس کو میں نے بچالیا پس جو شخص تم میں سے یہ جانتا ہے کہ میں مغفرت اور بخشش کی قدرت رکھتا ہوں اور وہ مجھ سے مغفرت طلب کرتا ہے، تو میں اس کو معاف کر دیتا ہوں اور گناہ معاف کرنے میں کچھ پروا نہیں کرتا اور اگر تمہارے پہلے اور پچھلے تمہارے مُردے اور زندے تمہارے کمزور اور توانا سب کے سب اکبر پرہیزگار بندوں میں سے کسی ایک بندے کے متقی دل کی مانند ہو جائیں تو یہ میری سلطنت اور میری حکومت میں ایک مچھر کے پَر برابر زیادتی نہیں کر سکتے اور اگر تمہارے پہلے اور پچھلے تمہارے مُردے اور زندے تمہارے کمزور اور توانا سب کے سب میرے بدبخت اور گناہگار بندوں میں سے ایک بندے کے دل کی مانند ہو جائیں تو میری حکومت و سلطنت میں سے یہ اجتماع ایک مچھر کے پَر کی برابر کمی نہیں کر سکتا، اور اگر تمہارے پہلے اور پچھلے، مُردے اور زندے، کمزور اور توانا سب کے سب ایک مقام میں جمع ہو کر ہر ایک انسان اپنی اپنی آرزوئیں اور

اُمیدیں مجھ سے مانگے اور میں ہر ایک سائل کی خواہش پوری کردوں تو میری سلطنت اور میرے خزانوں میں اتنی کمی نہ ہوگی جیسے تم میں سے کوئی شخص سمندر پر گذرتے ہوئے ایک سوئی سمندر میں ڈبو کر اٹھالے اور اس پر کچھ نمی یا تری آجائے یہ اس لئے کہ میں جود و سخا کا مالک ہوں سخاوت کرنیوالا ہوں اپنی خدائی میں تنہا اور اکیلا ہوں میری عطا اور میرا دینا صرف میرا ایک حکم کر دینا ہے میری پکڑ اور میرا عذاب بھی صرف میرا ایک حکم کر دینا ہے، جب میں کسی شئے کے موجود کرنیکا ارادہ کرتا ہوں تو میرا صرف اسی قدر کہنا کافی ہوتا ہے کہ ہو جا تو وہ شئے موجود ہو جاتی ہے۔ (احمد، ترمذی، ابن ماجہ)

ان دونوں روایتوں کا مطلب یہ ہے کہ ہر قسم کے اختیارات اور ہر قسم کی حکومت و سلطنت اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔ یہ جو فرمایا ہے کہ تمہارے انسان اور تمہارے جنات اس کا مطلب یہ ہے کہ تمام مخلوق اپنی اپنی حاجتیں پیش کرے تو اللہ تعالیٰ سب کی حاجتیں اور مُرادیں پوری کر دیگا ایک متقی اور ایک گنہگار کے قلب پر جمع ہو جانے سے مراد یہ ہے کہ سب کے سب متقی اور پرہیزگار ہو جائیں یا سب کے سب گنا ہگار اور فاسق ہو جائیں تو متقی خدا کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے اور فاسق اس کی حکومت کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے۔

۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی کی روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے جو شخص مجھ سے دعا نہیں کرتا مجھے اس پر غصہ آتا ہے۔ (عسکری فی المواعظ)

۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں، کہ جب کوئی بندہ گناہ کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ سے عرض کرتا ہے اے میرے رب میں نے گناہ کیا ہے اس گناہ کو بخشدے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا میرا بندہ یہ جانتا ہے کہ

اس کا کوئی رب ہے جو گناہ بخشتا ہے اور گناہ پر گرفت بھی کرتا ہے میں نے اپنے بندے کو معاف کر دیا پھر جبتک خدا چاہتا ہے بندہ گناہ سے بچا رہتا ہے پھر یہ بندہ گناہ میں مبتلا ہو جاتا ہے اور مغفرت کی درخواست کرتا ہے اے میرے رب مجھ سے گناہ ہو گیا آپ اس کو معاف کر دیجئے۔ اللہ تعالیٰ اس درخواست کے جواب میں پھر وہی فرماتا ہے کیا میرا بندہ یہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی رب ہے جو گناہ معاف کرتا اور گناہ پر سزا دیتا ہے میں نے اس بندے کو معاف کر دیا اس معافی کے بعد بندہ کچھ زمانے تک جس کی تعداد اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے گناہ سے بچا رہتا ہے۔ پھر کچھ عرصہ کے بعد گناہ میں مبتلا ہو جاتا ہے اور کہتا ہے اے میرے رب مجھ سے قصور ہو گیا تو اس کو معاف کر دے پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا میرا بندہ یہ بات جانتا ہے کہ اس کا پروردگار ہے جو گناہ کو بخشدیتا ہے اور گناہ پر عذاب بھی کرتا ہے میں نے اس بندے کی مغفرت کر دی اس کا جو جی چاہے کرے۔ (بخاری مسلم)

مطلب یہ ہے کہ گنہگار جب تک استغفار اور توبہ کرتا رہتا ہے اللہ تعالےٰ اس کو معاف کرتا رہتا ہے۔

۸۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شیطان رجیم نے حضرت حق کی جناب میں عرض کی مجھے تیری عزت کی قسم جب تک تیرے بندوں کی روح ان کے جسم میں رہے گی میں ان کو بہکاتا اور گمراہ کرتا رہوں گا، اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا مجھے اپنی عزت اور جلال اور مجھے اپنے بلند مرتبے کی قسم جب تک میرے بندے مجھ سے استغفار کرتے رہیں گے میں ان کی مغفرت کرتا رہونگا۔ (احمد)

۹۔ حضرت جندب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کسی شخص نے قسم کھا کر یوں کہا تھا: خدا کی قسم فلاں شخص کو اللہ تعالیٰ نہیں بخشے گا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا، یہ ایسا کون شخص ہے جو مجھ پر قسم کھاتا ہے کہ میں فلاں شخص کی مغفرت نہیں کرونگا میں نے فلاں شخص کو بخشدیا اور اس قسم کھانے والے کے تمام اعمال میں نے ضائع کر دیے۔ (مسلم)

۱۰۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنا مقدر کیا تو ایک کتاب لکھی جو عرش پر اس کے پاس ہے اس کتاب میں لکھا ہے بیشک میری رحمت میرے غضب سے آگے ہے اور ایک روایت میں یوں ہے کہ میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے۔ (بخاری، مسلم)

یعنی میری رحمت کا ظہور میرے غضب سے زائد ہے، اور میں رحمت کا معاملہ غضب کے مقابلہ میں زیادہ کرتا ہوں۔

۱۱۔ حضرت ثوبان رضی کی روایت میں ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کوئی بندہ اللہ تعالیٰ کی مرضی اور اس کی رضا طلب کرنے اور تلاش کرنے میں لگا رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ حضرت جبریل ع کو خطاب کر کے فرماتا ہے میرا فلاں بندہ مجھے راضی کرنے کی تلاش میں لگا ہوا ہے، خبردار ہو اور جان لے میری رحمت اُس پر ہے جبریل علیہ السلام اس فرمان الٰہی کو سُنکر اعلان کرتے ہیں فلاں بندے پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو، پھر اسی اعلان کو حاملان عرش اور اُن کے آس پاس کے فرشتے دہراتے ہیں یہاں تک کہ ساتوں آسمانوں کے رہنے والے ان الفاظ کا اعلان کرتے ہیں کہ فلاں شخص پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو پھر وہ رحمت اس کے لئے زمین پر اترتی ہے۔ (احمد)

مطلب یہ ہے کہ جو بندہ خدا کو راضی رکھنے اور اس کی رضا مندی تلاش کرنے کی فکر میں رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی مقبولیت اور اس پر اپنی رحمت کا عام اعلان فرماتے ہیں۔

۱۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بنی اسرائیل میں دو شخص آپس میں دوست تھے ایک تو عبادت میں بڑی کوشش کرنے والا تھا اور دوسرا اپنے کو گنہگار کہا کرتا تھا یا دوسرا گناہگار تھا، عابد اس گناہگار سے ہمیشہ کہا کرتا تھا تو گناہوں سے باز آ گناہگار جواب دیتا تھا تو مجھ کو اور میرے رب کو چھوڑ دے یہاں تک کہ اس عابد نے ایک دن اس گناہگار کو کسی ایسے گناہ میں مبتلا دیکھا جس کو یہ بہت برا سمجھتا تھا اس نے پھر کہا تو گناہ سے باز آ جا، گناہگار نے کہا تو مجھ کو اور میرے رب کو چھوڑ دے تو مجھ پر کوئی داروغہ بنا کر نہیں بھیجا گیا۔ اس عابد نے اس جواب کو سنکر کہا خدا کی قسم تجھ کو اللہ تعالیٰ کبھی نہیں بخشے گا، اور نہ تجھ کو جنت میں داخل کریگا، پس اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کی طرف فرشتہ بھیجا جس نے ان دونوں کی روح کو قبض کر لیا اور یہ دونوں اللہ تعالیٰ کے سامنے جمع ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے اس گنہگار کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا تو میری رحمت سے جنت میں داخل ہو جا اور عابد سے فرمایا کیا تو میرے بندے پر سے میری رحمت کو روک سکتا ہے اس نے عرض کی اے پروردگار نہیں ارشاد ہوا اس کو آگ میں لیجاؤ۔ (احمد)

مطلب یہ ہے کہ جو گناہگار اپنے گناہ پر نادم اور شرمندہ تھا اس کی مغفرت ہو گئی اور وہ عابد جو گنہگار کی تحقیر اور تذلیل کرتا تھا اس کو آگ میں بھیجدیا گیا اور گناہگار نے جو یہ کہا کہ مجھ کو اور میرے رب کو چھوڑ دے اس کا مطلب یہ ہے کہ میرے رب کے درمیان مداخلت نہ کر شاید وہ میری عاجزی پر رحم فرمائے اور مجھ کو بخشدے۔

۱۳۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل میں ایک شخص نے ننانوے آدمیوں کو قتل کیا تھا، پھر توبہ کی فکر میں نکلا، اور لوگوں سے پوچھتا پھرا یہاں تک کہ ایک راہب کے پاس آیا اور اس سے دریافت کیا میں نے ننانوے انسانوں کا خون کیا ہے کیا میری توبہ ہو سکتی ہے اس نے کہا نہیں اس قاتل نے اُس راہب کو بھی قتل کر دیا راہب کو قتل کرنے کے بعد اس کو پھر احساس ہوا اور لوگوں سے دریافت کرنے لگا اس کو کسی نے بتایا کہ فلاں بستی میں جاؤ وہاں تیری توبہ قبول ہوگی، یہ اس بستی کی طرف توبہ کی نیت سے چلا، لیکن موت نے اس کو پکڑ لیا، اس نے اسی حالت میں اپنے سینہ کو اس بستی کی طرف کھسکا دیا جہاں توبہ کے لئے جانا چاہتا تھا، اس شخص کے معاملے میں رحمت اور عذاب کے فرشتوں میں جھگڑا ہوا، پس اللہ تعالیٰ نے اس بستی کو حکم دیا جہاں توبہ کے لئے جاتا تھا کہ تو قریب ہو جا اور جس بستی سے چلا تھا اس کو حکم دیا کہ تو دور ہو جا، پھر رحمت اور عذاب کے فرشتوں کو ارشاد ہوا کہ دونوں بستیوں کے درمیان کی زمین کو پیمائش کر لو چنانچہ زمین کی پیمائش کی گئی، تو توبہ والی بستی ایک بالشت قریب پائی گئی، اور اس شخص کو بخش دیا گیا۔ (بخاری و مسلم)

مطلب یہ ہے کہ مرتے وقت جو سینہ کا زور لگا کر تھوڑا سا سینے کو کھسکا دیا تھا اور توبہ کی طرف بڑھا تھا وہ حضرت حق کو پسند آگیا اور اس کی مغفرت کر دی گئی فرشتوں کے جھگڑے سے مطلب یہ ہے کہ رحمت کے فرشتے چاہتے تھے ہم اس کی روح قبض کریں کیونکہ توبہ کی نیت کر کے گھر سے نکل چکا ہے اور عذاب کے فرشتے کہتے تھے ہم جان قبض کریں کیونکہ ابھی اس نے توبہ کی نہیں، جب زمین ناپی گئی تو نزع کی حالت

میں جتنا رکھا گا تھا اتنی ہی مقدار توبہ کی بستی قریب نکلی اس لئے رحمت کے فرشتوں نے جان نکالی۔

۱۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے، فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ جنت میں نیک بندے کے درجات بلند کرتا ہے، تو بندہ عرض کرتا ہے الٰہی یہ درجہ کون سے عمل کے بدلے میں بلند کیا گیا۔ ارشاد ہوتا ہے، تیرے لڑکے کے استغفار کیوجہ سے۔ (احمد)

یعنی مرنے کے بعد جو اولاد اپنے باپ کے لئے دعا کرتی ہے اور مغفرت طلب کرتی ہے تو اس استغفار سے باپ کے درجے جنت میں بلند کر دئیے جاتے ہیں اور بیٹے کی دعائے مغفرت سے مرے ہوئے باپ کو فائدہ پہنچایا جاتا ہے۔

۱۴۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ جب میرے بندے کی عمر چالیس سال کی ہوجاتی ہے تو میں اس کو تین قسم کے امراض سے محفوظ کر دیتا ہوں۔ یعنی جنون، جذام اور برص سے عافیت دیدیتا ہوں، اور جب اس کی عمر پچاس برس کی ہوجاتی ہے تو اس سے حساب یسیر یعنی آسان حساب کرونگا اور جب کوئی بندہ ساٹھ سال کی عمر کو پہنچ جاتا ہے تو میں توبہ اور رجوع الی اللہ اس کا محبوب بنا دیتا ہوں اور جب کسی کی عمر ستر سال کی ہوجائے تو فرشتے اس سے محبت کرتے ہیں اور جب کوئی اسّی برس کا ہوجائے تو اس کی نیکیاں لکھی جاتی ہیں، اور گناہ نظر انداز کر دئیے جاتے ہیں، اور جب کوئی نوّے سال کا ہوجاتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں اللہ کا قیدی ہے، اللہ کی زمین میں اور اس کے پہلے اور پچھلے گناہ بخشدئے جاتے ہیں اور جب

کوئی بندہ ارذل عمر تک پہنچ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے نامۂ اعمال میں اس کی تندرستی اور صحت کے زمانے کی مثل اعمال خیر لکھتا رہتا ہے، اور اگر اس بندے سے کوئی برائی ہوجاتی ہے تو وہ برائی اس کے نامۂ اعمال میں نہیں لکھی جاتی۔ (حکیم)

جنون یعنی دیوانگی، جذام یعنی کوڑھ، جس میں ہاتھ پیر گلجاتے ہیں، برص یعنی جلد کے سفید سفید داغ چالیس سال کے بعد ان امراض کا وقوع بہت کم ہوتا ہے پچاس سال والے سے قیامت میں آسان اور سہل حساب ہوگا، رجوع الی اللہ کا مطلب یہ ہے کہ ساٹھ سال کی عمر کے بعد توبہ سے محبت ہوجاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہونے کی توفیق عطا ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کے قیدی سے مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی روح کو جسم کے قیدخانے میں مقید کر رکھا ہے، مدت تو پوری ہوچکی ہے رہائی کے حکم کا انتظار ہے، ارذل عمر سے مراد وہ عمر ہے جس میں انسان کے ہوش و حواس بجا نہیں رہتے اور بہکی بہکی باتیں کرنے لگتا ہے۔

۱۵۔ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرماتا ہے اللہ تعالیٰ ابن آدم کو ایک نیکی کے بدلے میں دس نیکیاں ہیں اور اس سے زیادہ بھی کردیتا ہوں، اور برائی ایک کی ایک ہے اور اس کو بھی بخشدیتا ہوں۔ (ابونعیم)

۱۶۔ حضرت عبدالرحمان بن کعب بن مالکؓ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی بھیجی، اے داؤد مجھے اپنی عزت کی قسم جب کوئی بندہ میری مخلوق کو چھوڑکر میرا دامن پکڑ لیتا ہے۔ اور میری حفاظت میں آجاتا ہے اور میں اس کی نیت کو جان لیتا ہوں تو آسمان و زمین کی ہر چیز کو میں اس کے لئے مخرج اور کشادگی کا سبب بنادیتا ہوں۔ اور جو بندہ مجھ کو چھوڑ کر

میری مخلوق کا دامن پکڑتا ہے اور میری مخلوق کی حفاظت میں آجاتا ہے اور میں اس کی نیت کو جان لیتا ہوں، تو میں تمام اسباب کو آسمان سے لیکر زمین تک منقطع کر دیتا ہوں اور اس بندے کے پاؤں کے نیچے اس کی خواہش کو پامال کر دیتا ہوں، جو بندہ میری فرمانبرداری کرتا ہے میں اس کی حاجت اس کے سوال کرنے اور مانگنے سے پہلے پوری کر دیتا ہوں اور اس سے پہلے کہ وہ مجھ سے دعا کرے، میں اس کی دعا قبول کر لیتا ہوں اور قبل اس کے کہ وہ مجھ سے مغفرت طلب کرے میں اسکی بخشش کر دیتا ہوں۔ (ابن عساکر، دیلمی)

یہ روایت صحیح نہیں ہے اس میں ایک راوی یوسف بن السفر ناقابل اعتماد ہے۔

۱۷۔ حضرت ابوہریرہ رضؓ کی روایت میں ہے "اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر میرا بندہ مجھ سے کچھ مانگتا ہے تو میں اس کو دے دیتا ہوں اور اگر سوال ترک کر دیتا ہے اور مانگنا چھوڑ دیتا ہے تو میں اس پر غصے ہوتا ہوں۔ (ابوالشیخ)

۱۸۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے "اگر تم کو میری رحمت پیاری اور پسند ہے تو میری مخلوق پر رحم کرو" (ابوالشیخ، ابن عساکر، دیلمی)

یعنی اگر بندے یہ چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان پر رحم کرے تو وہ خدا کی مخلوق پر رحم کیا کریں، اللہ تعالیٰ ان پر رحم کریگا۔

۱۹۔ حضرت موسیٰ کو اللہ تعالیٰ نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا "اے موسیٰ رحم کیا کر تجھ پر بھی رحم کیا جائیگا۔ (دیلمی)

۲۰۔شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مجھے اپنی عزت اور جلال کی قسم میں اپنے بندے پر دو اطمینان اور دو خوف جمع نہیں کرونگا، اگر وہ دنیا میں مجھ سے بےخوف ہو گیا تو میں اُس دن اس کو خوف زدہ کروں گا جس دن اپنے تمام بندوں کو جمع کرنیوالا ہوں، اور اگر دنیا میں مجھ سے ڈرتا رہا تو اس دن اُس کو امن دونگا، جس دن اپنے بندوں کو جمع کروں گا۔ (ابونعیم)

مطلب یہ ہے جو یہاں ڈرتا ہے وہ قیامت میں مطمئن اور بے خوف ہوگا اور جو یہاں نڈر ہو گیا وہ قیامت میں خوف زدہ ہوگا۔

۲۱۔حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے، میں بہت بخشنے والا ہوں اور بہت بڑا معاف کرنے والا ہوں، یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ ایک مسلمان بندے کی دنیا میں تو میں پردہ پوشی کروں اور پردہ پوشی کے بعد میں ہی اس کو رسوا کروں، میں اپنے بندے کے جبتک وہ مجھ سے بخشش طلب کرتا رہے، گناہ بخشتا رہتا ہوں۔ (حکیم، عقیلی)

۲۲۔حضرت جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، پہلی اُمتوں میں سے ایک شخص نے کسی شخص کے متعلق یہ حکم لگایا تھا کہ اللہ تعالیٰ اس کو نہیں بخشے گا، خدا تعالیٰ نے اس زمانے کے نبی پر وحی بھیجی کہ جو بات اس شخص نے کہی ہے وہ بڑے گناہ کی بات ہے اس کو چاہئے کہ از سرِ نو عمل کرے۔ (طبرانی)

مطلب یہ ہے کہ کسی پر دوزخ کا حکم لگا دینا اور اللہ تعالیٰ کی مغفرت کو پابند کرنا بہت بڑا گناہ ہے، از سرِ نو عمل کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کی نیکیاں

اس جرم میں برباد ہوگئی ہیں اس لئے اس کو چاہیئے کہ از سرِ نو نیک اعمال شروع کرکے۔

۲۳۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے میں زمین والوں پر اُن کے گناہوں کے باعث بعض دفعہ عذاب نازل کرنیکا قصد کرتا ہوں، لیکن جو لوگ میرے گھروں کو آباد رکھتے ہیں اور پچھلی رات کو استغفار کیا کرتے ہیں ان کو دیکھ کر عذاب کا ارادہ ترک کر دیتا ہوں اور عذاب کو زمین والوں سے واپس لوٹا دیتا ہوں۔ (بیہقی)

مطلب یہ ہے کہ مستحقین عذاب سے محض نیک بندوں کی وجہ سے عذاب واپس کر لیتا ہوں، گھروں کو آباد کرنے والے وہ لوگ ہیں جو مسجدوں کو آباد رکھتے ہیں پچھلی رات کا استغفار یعنی صبح صادق سے تھوڑی دیر پیشتر استغفار کرنا اور اپنے گناہوں کی معافی طلب کرنا نیک بندوں کی علامت ہے۔

۲۴۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب کوئی بندہ اپنے بچھونے پر یا زمین پر سوتا ہے اور سوتے میں کروٹ بدلتا ہے اور کروٹ بدلتے ہوئے کہتا ہے۔

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ط تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتا ہے دیکھو میرا بندہ مجھے اس حالت میں بھی فراموش نہیں کرتا تم گواہ رہو میں نے اس پر رحم کیا اور اس کی مغفرت کر دی۔ (ابن السنی، ابن النجار)

۲۵۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت میں

مومن کو یہاں تک قریب کریگا کہ اس کو اپنے پہلو میں لے لیگا، اور اس سے اسکے گناہوں کا اقرار کرائیگا اور دریافت کریگا تو نے فلاں فلاں کام کئے تھے، بندہ عرض کریگا۔ ہاں میرے پروردگار میں نے یہ کام کئے تھے اور یہ بندہ اپنے دل میں خیال کریگا کہ میں ہلاک ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیگا میں نے دنیا میں تیری پردہ پوشی کی اور آج بھی تیری مغفرت کروں گا، پھر اس کے نامۂ اعمال اس کے داہنے ہاتھ میں دئے جائیں گے، اور کفار و منافقین کے متعلق عام اعلان کیا جائیگا۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولا تھا، خبردار ہو کہ اللہ کی لعنت ہے ایسے ظالموں پر۔ (احمد، بخاری، مسلم، نسائی، ابن ماجہ)

مومن کامل کو قرب کا یہ شرف حاصل ہو گا۔

۲۶- ابوسعید خدری رض کی روایت میں ہے کہ قیامت کے دن ایک بندہ سے اللہ تعالیٰ سوال کریگا کہ تو نے "منکر" اور بُری باتوں کو دیکھ کر ان پر انکار نہیں کیا اور ان کو روکا نہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اس سوال کا جواب اس بندے کے دل میں القا کر دیا جائے گا، یہ عرض کرے گا۔ الٰہی لوگوں سے ڈرتا تھا اور تیری رحمت کی اُمید کرتا تھا۔ (بیہقی فی شعب الایمان)

۲۷- ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ اہل جنت کو خطاب کریگا اور پکارے گا اے اہل جنت! جنتی عرض کریں گے لبیک ربنا وسعدیك اللہ تعالیٰ فرمائیگا تم مجھ سے راضی ہوا اہل جنت عرض کریں گے آپ نے ہم پر ایسا کرم کیا ہے اور وہ چیزیں عنایت کی ہیں جو کسی دوسری مخلوق کو نہیں دی گئیں، ہم آپ سے راضی

کیوں نہ ہوں، اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیگا جو کچھ میں نے تم کو دیا ہے کیا اس سے زیادہ نہ دوں؟ اہل جنت عرض کریں گے الٰہی جو کچھ ہم کو دیا گیا ہے اس سے افضل اور زیادہ کیا ہوگا اللہ تعالیٰ فرمائیگا میں نے اپنی رضامندی تمہارے لئے حلال کردی، میں تم سے راضی ہوگیا، اور تم پر کبھی غصہ نہ ہونگا، اور نہ اب تم سے کبھی ناراض ہونگا۔ (احمد، بخاری، مسلم، ترمذی)

۲۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ موسیٰ بن عمران علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا اے رب تیرے بندوں میں سے تیرے نزدیک کون زیادہ عزیز ہے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا وہ شخص جو بدلہ لینے پر قادر ہو اور پھر بخش دے۔ (خرائطی)

۲۹۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں اُس بندے اور بندی سے شرماتا ہوں جو اسلام میں بوڑھے ہوجاتے ہیں، کیا جس بندے کی داڑھی اسلام میں سفید ہوئی ہو اور جس بندی کا سر اسلام میں سفید ہوا ہو، ان کو اس کے بعد بھی آگ کا عذاب کروں؟۔ (ابو یعلیٰ)

۳۰۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ارشاد فرمایا تم لوگوں پر رحم کرو، تم پر بھی رحم کیا جائیگا۔ (دیلمی)

یعنی میری رحمت مطلوب ہے تو میری مخلوق پر رحم کرو۔

۳۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرشتے بعض بندے کے متعلق حضرت حق سے عرض کرتے ہیں الٰہی تیرا فلاں بندہ بُرے کام کا ارادہ کر رہا ہے اور ابھی انتظار کر رہا ہے، اللہ تعالےٰ

فرماتا ہے تم اس کو دیکھتے رہو اگر وہ کر گذرے تو لکھ لینا اور اگر باز آجائے تو ایک نیکی لکھ دینا کیونکہ وہ میری گرفت کے اندیشہ سے ترک کریگا۔ (احمد، مسلم)

یعنی اگر کرے تو ایک گناہ لکھ لینا اور اگر نہ کرے تو ترک کی وجہ سے ایک نیکی لکھ دینا، کیونکہ یہ ترک بھی تو میرے ہی خوف سے ہوا ہے۔

۳۲۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر میری رحمت کو دوست رکھتے ہو تو میری مخلوق پر رحم کرو۔ (ابن عساکر دیلمی)

۳۳۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مجھ کو اپنے بندے سے جب وہ دونوں ہاتھ میرے سامنے اٹھاتا ہے تو شرم آتی ہے کہ میں اس کے دونوں ہاتھوں کو لوٹا دوں، فرشتے عرض کرتے ہیں کہ یہ بندہ مغفرت کا مستحق نہیں ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مگر میں تو بخشنے والا اور پرہیز گاری کا اہل ہوں میں تم کو گواہ کرتا ہوں میں نے اس بندے کی مغفرت کردی۔ (حکیم ترمذی)

یعنی ہاتھوں کو خالی لوٹاتے ہوئے شرم آتی ہے پرہیزگاری کا اہل یعنی اس لائق ہوں کہ مجھ سے خوف کیا جائے۔

۳۴۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جب کوئی بندہ کہتا ہے اے میرے رب اور وہ گناہ کر چکا ہوتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں اے پروردگار یہ اس کا اہل نہیں ہے، مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں تو اس کا اہل ہوں کہ اس کی مغفرت کردوں۔ (حکیم ترمذی)

یہ بندہ اس کا اہل نہیں ہے، یعنی آپ کو پکارنے اور آپ سے خطاب کرنے کے یہ بندہ لائق نہیں ہے۔

۳۵- حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے، میں نے اللہ تعالےٰ سے اپنی اُمت کے چالیس ۴۰ سالہ لوگوں کے متعلق سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں ان کی مغفرت کر دونگا میں نے عرض کیا جن کی عمر پچاس ۵۰ سال کی ہو جائے تو ارشاد فرمایا ان کی بھی مغفرت کر دوں گا۔ پھر میں نے عرض کیا اور ساٹھ برس والے، ارشاد فرمایا ان کو بھی بخشدوں گا۔ پھر میں نے عرض کیا اور ستر برس کی عمر والے، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا، اے محمدؐ! میں اس بات سے شرماتا ہوں کہ جس بندے کی عمر ستر برس کی ہو جائے اور اس نے میری عبادت کی ہو اور میرے ساتھ شرک نہ کیا ہو، پھر بھی میں اس کو آگ کا عذاب کروں، اور جو لوگ اسی اور نوے سال کے ہوں گے، ان کو میں قیامت کے دن بلا کر کہوں گا جس کو تم چاہو اور جس کو تم دوست رکھتے ہو جنت میں داخل کر دو۔ (ابو الشیخ)

۳۶- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے جبریلؑ نے خبر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مجھے اپنی عزت وجلال اور اپنی وحدانیت اور بلند مرتبہ کی قسم اور اپنے عرش پر قائم ہونے کی قسم اور اپنی مخلوق کی اُس احتیاج کی قسم جو اُس کو میرے ساتھ ہے میں اپنے اُس بندے اور اپنی اُس بندی کو عذاب کرتے ہوئے شرماتا ہوں، جن کو اسلام میں بڑھاپا آگیا ہو، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس واقعہ کا ذکر کرکے رونے لگے، آپ سے

دریافت کیا گیا کہ آپ کیوں روتے ہیں آپ نے فرمایا میں اُس شخص پر روتا ہوں جس سے اللہ تعالیٰ تو شرماتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ سے نہیں شرماتا۔ (رافعی)

۸

بیمار کی عیادت اور مصائب پر صبر

۱۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے، اے آدم کے بیٹے اگر تو ابتداءً کسی صدمہ کے وقت صبر کرے اور ثواب کی اُمید رکھے تو میں تجھ کو اس کے بدلے میں جنت ہی دے کر خوش ہونگا۔ (ابن ماجہ)

یعنی کسی مصیبت کا پہلے پہل حملہ ہو اور اس کو برداشت کرلے ورنہ روتے اور جزع فزع کرنے کے بعد تو صبر آہی جاتا ہے، خوش ہونے کا مطلب یہ ہے کہ میں جب ہی خوش ہوں گا جب تجھ کو جنت میں داخل کردوں گا۔

۲۔ حضرت انس رضؓ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، میں اپنے بندے کی دو پیاری چیزیں لیکر اس کو امتحان میں مبتلا کرتا ہوں اور وہ صبر کرتا ہے تو ان دونوں پیاری چیزوں کے بدلے میں میں اُس کو جنت عطا کرتا ہوں۔ (بخاری، ترمذی)

پیاری چیزوں سے مراد آنکھیں ہیں۔

۳۔ حضرت انس رضؓ کی روایت میں ہے جب میں کسی بندے کی دو بہترین اور شریف چیزیں دنیا میں سے لیتا ہوں تو اس کا بدلہ میرے پاس سوائے جنت کے

اور کچھ نہیں ہے۔ (ترمذی)

۴۔ حضرت انس رضؓ کی ایک اور روایت میں ہے جب کسی بندے کو اس کی دوٗ پیاری چیزیں لیکر امتحان میں مبتلا کرتا ہوں اور وہ میری اس بھیجی ہوئی مصیبت پر صبر کرتا ہے تو اس کے بدلے میں جنت سے کوئی کم چیز دیکر میں خوش نہیں ہوتا بلکہ جنت ہی دیکر راضی ہوتا ہوں۔ (ترمذی)

۵۔ حضرت عرباض بن ساریہؓ کی روایت میں ہے کہ جب میں اپنے بندہ کی دوٗ پیاری چیزیں سلب کر لیتا ہوں حالانکہ وہ ان دونوں چیزوں کا بہت محتاج ہوتا ہے اور ان پر بخیل ہوتا ہے، اور پھر بھی میری حمد بیان کرتا ہے تو جبتک میں اس کو جنت میں داخل نہ کردوں راضی نہیں ہوتا۔ (ابن حبان)

یہ جو فرمایا کہ بخیل ہوتا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ آنکھیں ایسی پیاری چیز ہیں کہ ہر شخص ان کے دینے میں بخل کرتا ہے اور اندھا ہونا کوئی بھی نہیں چاہتا لیکن باوجود اتنی بڑی مصیبت کے پھر بھی صبر کرتا ہے اور میری حمد بیان کرتا ہے۔

۶۔ حضرت ابن عباس رضؓ کی روایت میں ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب میں کسی بندے کی شریف اور محبوب دو چیزیں لے لیتا ہوں اور وہ صبر کرتا ہے اور ثواب کی توقع رکھتا ہے تو جب تک میں اس کو جنت میں داخل نہیں کر دیتا مجھے خوشی نہیں ہوتی۔ (ابو یعلی، ابن حبان)

۷۔ حضرت انس رضؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت جبرئیلؑ سے اور حضرت جبرئیلؑ اللہ تبارک وتعالیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیلؑ کو خطاب کر کے فرمایا اے جبرئیل جس بندے کی

شاد دونوں آنکھیں سلب کرلوں تو اس کا بدلہ سوائے اس کے کیا ہوسکتا ہے کہ اپنے بندے کو اپنے پڑوس میں جگہ دوں اور اپنے دیدار سے اس بندے کو مشرف کروں حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اصحاب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ اس بشارت کو سنکر روتے تھے اور ہر شخص اندھے ہونے کی تمنا کرتا تھا۔ (طبرانی)

یعنی دیدار الٰہی اور اللہ تعالیٰ کی ہمسائگی کا اس قدر شوق ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نابینا ہونے کی آرزو کرنے لگے۔

۸۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، جب میں اپنے بندوں میں سے کسی بندے کی جانب مصیبت کو متوجہ کرتا ہوں، خواہ وہ مصیبت اس کے مال میں ہو یا اولاد میں یا اس کے جسم میں اور پھر وہ بندہ میری بھیجی ہوئی مصیبت کا استقبال صبر جمیل کے ساتھ کرتا ہے تو قیامت میں مجھے اس بات سے شرم آتی ہے کہ میں اس بندے کے اعمال کی تشہیر کروں یا اس کے اعمال کے لئے ترازو قائم کروں۔ (جامع صغیر)

یعنی جب کسی بندے کو مال یا اولاد یا اس کے بدن کو کسی امتحان میں مبتلا کیا جائے اور وہ صبر جمیل سے ہماری بھیجی ہوئی بلا کا استقبال کرے، صبر جمیل سے مراد ایسا صبر ہے، جس میں کسی غیر سے شکوہ نہ ہو تو فرماتے ہیں قیامت میں اس کا حساب کرتے یا اس کے اعمال تولنے سے مجھے شرم آتی ہے مطلب یہ ہے کہ وہ بلا حساب بخشدیا جائیگا۔

۹۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب میں اپنے کسی مومن بندے کو بلا اور

مصیبت میں مبتلا کرتا ہوں اور وہ عیادت اور بیمار پرسی کرنیوالوں سے میرا شکوہ نہیں کرتا تو میں اس کو قید سے رہا کر دیتا ہوں اور اس کے گوشت کو اور خون کو بہترین گوشت اور خون سے بدل دیتا ہوں پھر وہ از سر نو عمل کرتا ہے۔ (حاکم)

مطلب یہ ہے کہ کسی سے اپنے مرض اور بیماری کا شکوہ نہیں کرتا، بہتر گوشت اور خون کی تبدیلی کا مطلب یہ ہے کہ بیماری کی وجہ سے تمام گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے اور اب جو عمل کرتا ہے وہ از سر نو شروع ہوتے ہیں۔

۱۰۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے مجھے اپنی عزت اور جلال کی قسم جب میں کسی بندہ کی مغفرت کا ارادہ کرتا ہوں تو اس کو دنیا سے نہیں نکالتا جب تک اس کے بدن کو بیماریوں میں مبتلا کرکے اور اس کے رزق کو تنگ کرکے ان تمام گناہوں کا بدلہ نہیں لے لیتا جو اس کی گردن پر ہیں۔ (رزین)

یعنی دنیا ہی میں مصائب بھیجکر اس کو پاک صاف کر دیتا ہوں، معاش کی تنگی اور بیماریوں میں مبتلا کرکے اس کے تمام گناہ معاف کر دیتا ہوں اور وہ دنیا سے پاک ہو کر جاتا ہے اور بدون کسی عذاب کے جنت میں داخل کر دیا جاتا ہے۔

۱۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائیگا اے ابن آدم میں بیمار ہوا تونے میری عیادت نہیں کی بندہ عرض کریگا الٰہی تیری عیادت کس طرح کرتا تو تو رب العالمین ہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیگا کیا تو نہیں جانتا تھا کہ میرا فلاں بندہ بیمار پڑا تھا تونے اس کی بیمار پرسی نہیں کی، اگر تو اس کی عیادت کرتا تو البتہ مجھ کو اس کے پاس ہی پاتا"

اے ابن آدم میں نے تجھ سے کھانا مانگا۔ تو نے مجھ کو کھانا نہیں کھلایا، بندہ عرض کریگا اے پروردگار تجھ کو کس طرح کھانا کھلاتا، حالانکہ تو تو رب العالمین ہے، ارشاد ہوگا تجھے خبر نہیں میرے فلاں بندے نے تجھ سے کھانا طلب کیا تھا، اور تو نے اس کو نہیں کھلایا، اگر تو اس کو کھانا کھلا دیتا تو اس کا ثواب میرے پاس پاتا، اے ابن آدم میں نے تجھ سے پانی مانگا تو نے مجھ کو پانی نہیں پلایا، بندہ عرض کریگا تجھے پانی کس طرح پلاتا تو تو رب العالمین ہے، ارشاد ہوگا کیا تو نہیں جانتا میرے فلاں بندے نے تجھ سے پانی طلب کیا تھا، تو نے اس کو پانی نہیں پلایا، اگر تو اس کو پانی پلا دیتا تو اس کا ثواب میرے پاس حاصل کرتا۔ (مسلم)

یہ جو بندہ کہیگا کہ تو رب العالمین ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ تو تو بیماری، بھوک اور پیاس سے پاک ہے، دو باتوں میں تو ثواب کا ذکر کیا، یعنی بھوکے کو کھانا کھلاتا اور پیاسے کو پانی پلاتا تو اس کا ثواب ہمارے پاس موجود ہوتا، اور آج ہم تجھ کو ثواب دیتے، لیکن بیمار کے ذکر میں اپنا قرب بیان کیا یعنی اگر بیمار کی بیمار پرسی کرتا تو ہم کو اُس کے پاس پاتا، یعنی بیماری ایسی مصیبت ہے کہ اللہ تعالیٰ بیمار بندے کے قریب ہی رہتا ہے، بشرطیکہ بندہ صابر ہو۔

۱۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضؓ کی روایت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ جب کوئی مسلمان اپنے بیمار بھائی کی عیادت کرتا ہے، یا اس کی زیارت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، تجھ کو مبارک ہو۔ اور تیرا یہ چلنا مبارک ہے تو نے اپنا گھر جنت میں بنا لیا۔ (ترمذی)

مطلب یہ ہے کہ کسی مسلمان کی عیادت کرنا یا کسی مسلمان کی ملاقات کے لئے

بتانا یہ اجر و ثواب کا فضل ہے۔

(۱۳) حضرت شداد بن اوس اور حضرت صنابحی رضی اللہ تعالیٰ عنہما ایک مریض کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے ان دونوں نے اس سے دریافت کیا کہ کیا حال ہے اور تو نے کس حال میں صبح کی مریض نے کہا میں نے اللہ تعالیٰ کی نعمت اور اس کے فضل میں صبح کی حضرت شداد بن اوس نے فرمایا تم کو خوشی ہو کہ تیری خطائیں گرادی گئیں اور تیرے گناہوں کا کفارہ ہو گیا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، آپ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے جب میں اپنے مومن بندوں میں سے کسی بندے کو امتحان میں مبتلا کرتا ہوں اور وہ میری حمد بیان کرتا ہے اس بلا پر جس میں میں نے اس کو مبتلا کیا ہے میری تعریف کرتا ہے تو وہ اپنے بستر سے ایسا پاک صاف کھڑا ہوتا ہے گویا اس کی ماں نے اس کو اسی دن جنا ہے، اور اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے کہ میں نے اپنے بندے کو بیماری کی وجہ سے روک دیا ہے، اور یہ عمل نہیں کر سکتا جو تندرستی کے زمانے میں کیا کرتا تھا لیکن تم اس کے لئے وہ ثواب لکھتے رہو جو صحت کے زمانے میں لکھا کرتے تھے۔ (احمد)

جس طرح بچہ اپنی ولادت کے دن بے گناہ ہوتا ہے اسی طرح بیمار جب بیماری سے اٹھتا ہے تو تمام گناہوں سے پاک ہوتا ہے، ثواب لکھتے رہو یعنی بیماری کی وجہ سے جو اعمال میں کمی آگئی ہے اس سے ثواب میں کمی نہ ہو بلکہ ثواب تندرستی کا سا دیا جائے۔

(۱۴) ابو اشعث صنعانی کی روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دیتا ہے جب میں اپنے کسی مومن بندے کو بیماری میں مبتلا کر دوں، اور وہ میری حمد

بیان کرے تو تم اس کا ثواب، تندرستی اور صحت میں جو عمل کرتا تھا، اسی طرح لکھتے رہو۔ (طبرانی)

۱۵۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک بیمار کی عیادت کو تشریف لے گئے (جس کو بخار چڑھا ہوا تھا) آپ نے فرمایا تجھ کو بشارت ہو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ بخار میری آگ ہے میں اپنے مومن بندے پر دنیا میں اس کو مسلط کر دیتا ہوں تاکہ دوزخ کی آگ کا بدلہ ہو جائے اور قیامت میں اس کو آگ کی تکلیف نہ ہو۔ (احمد، ابن ماجہ، بیہقی)

مطلب یہ ہے کہ بخار کی گرمی اور حرارت دوزخ کی آگ سے محفوظ ہونے کیلئے ہے، اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو دنیا میں تکلیف پہنچاتا ہے، تاکہ اس کے حصے کی آگ قیامت میں ٹھنڈی ہو جائے۔

۱۶۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں جب کسی بندے کا لڑکا مر جاتا ہے، تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے دریافت کرتا ہے تم نے میرے بندے کے بچے کی روح قبض کی فرشتے اثبات میں جواب دیتے ہیں ارشاد ہوتا ہے تم نے اس کے دل کا پھل توڑ لیا۔ فرشتے پھر اثبات میں جواب دیتے ہیں، ارشاد ہوتا ہے اس پر میرے بندے نے کیا کہا فرشتے عرض کرتے ہیں تیرے بندے نے تیری تعریف کی اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہا اور اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے اس بندے کیلئے جنت میں ایک گھر بنا دو اور اس کا نام بیت الحمد رکھو۔ (ترمذی، احمد)

دل کا پھل یعنی اس کی تمناؤں اور امیدوں پر تم نے پانی پھیر دیا، آیت کا مطلب یہ ہے کہ ہم سب اللہ کی ملک ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں بیت الحمد

یعنی تعریف کا گھر۔

۱۷۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی روایت میں ہے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بیشک کچا بچہ[۱] بھی قیامت میں اپنے رب سے جھگڑا کرے گا، جب اس کے ماں باپ کو دوزخ میں داخل کیا جائیگا، اُس بچے کو کہا جائیگا اے جھگڑالو بچے! جا اپنے ماں باپ کو جنت میں لیجا وہ ان دونوں کو آنول نال کے ساتھ گھسیٹیگا، یہاں تک کہ ان دونوں کو جنت میں لیجائیگا۔ (ابن ماجہ)

۱۸۔ حضرت ابن عباس رضہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم کی روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، کامل مومن ہر موقعہ پر میرے سامنے خیر اور نیکی ہی پیش کرتا ہے میں اُس کے دونوں پہلوؤں میں سے اس کی جان کھینچتا ہوں، اور وہ میری حمد بیان کرتا ہے۔ (حکیم)

یعنی کیسی مصیبت ہو، یہاں تک کہ موت کے وقت بھی وہ میری تعریف ہی کرتا ہے۔

۱۹۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ بعض ملائکہ کو ارشاد فرماتا ہے، جاؤ میرے فلاں بندے پر بلا اور مصیبت ڈالو، فرشتے اُس بندے پر کوئی بلا نازل کرتے ہیں وہ بندہ

---

[۱] حدیث میں سقط کا لفظ ہے ہم نے اس کا ترجمہ کچا بچہ کر دیا ہے، یعنی ضائع شدہ حمل بھی، اپنے صابر ماں باپ کی شفاعت کریگا اور ان کو جنت میں داخل کرا دیگا۔ آنول نال وہ ہے جس سے بچہ کو ماں کے پیٹ میں غذا پہنچائی جاتی ہے اور بچے کے پیدا ہوتے ہی اُس کو کاٹ دیا جاتا ہے حدیث میں سرر کا لفظ ہے ہم نے دہلی کی اصطلاح کے موافق اس کا ترجمہ آنول نال کیا ہے۔

اس مصیبت پر اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتا ہے۔ فرشتے عرض کرتے ہیں، اے رب ہم نے تیرے حکم کے موافق اُس بندے پر بلا ڈال دی ارشاد ہوتا ہے لوٹ جاؤ میں اپنے بندے کی دعا اور اُس کی آواز کے سننے کو پسند کرتا ہوں۔ (طبرانی)

یعنی مصیبت زدہ بندے کی پکار پیاری معلوم ہوتی ہے بعض دفعہ کسی بندے کو اس غرض سے بلا میں مبتلا کرتے ہیں کہ اس کی دردبھری آواز بھلی معلوم ہوتی ہے۔

۲۰- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب میں اپنے کسی بندے کو بیماری میں مبتلا کروں، اور وہ اپنے مرض کو تین دن سے پہلے ظاہر کر دے تو اس نے میری شکایت کی۔ (طبرانی فی الاوسط)

یعنی جہاں تک ہو سکے صبر کرے اور اپنی تکلیف کو چھپائے مرض یا کسی قسم کی تکلیف کو ظاہر کرنے میں جلدی نہ کرے۔

۲۱- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس بندۂ مومن کی میں دُنیا کی پیاری چیزوں میں سے کوئی چیز لے لیتا ہوں، اور وہ بندۂ مومن ثواب کی اُمید سے صبر کرتا ہے تو میرے پاس اس صابر بندے کے لئے سوائے بہشت کے اور کوئی چیز نہیں ہے۔ (بخاری)

یعنی اس کو جنت ہی دوں گا۔

۲۲- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ لوح محفوظ میں جو چیز سب سے پہلے لکھی گئی وہ یہ تھی کہ شروع اللہ کے نام سے جو بہت

مہربان نہایت رحم والا ہے جو میرے فیصلہ اور میری قضا کا فرمانبردار رہا اور میرے حکم پر راضی رہا اور میری بھیجی ہوئی بلا پر صبر کیا تو میں اُس کا حشر قیامت میں صدیقوں کے ساتھ کروں گا۔ (دیلمی)

۴۳۔ حضرت ابوبکر اور حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مرفوعاً روایت ہے کہ حضرت موسیٰؑ نے اپنے پروردگار کی خدمت میں عرض کیا، اے رب جس عورت کا بچہ مرجائے اور اُس عورت کی کوئی تعزیت کرے تو اُس کا بدلہ کیا ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا میں اُس کو اپنے سایہ میں اُس دن جگہ دوں گا، جس دن میرے سایہ کے علاوہ کہیں سایہ نہ ہوگا۔ (ابن السنی)

تعزیت یعنی غم خواری کرے اور اُس عورت کو تسلّی دے۔

۴۴۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں شکستہ دل اور شکستہ خاطروں سے قریب ملتا ہوں۔ (غزالی)

یعنی جو مصیبت زدوں کی دلجوئی کرے وہ مجھ سے ملتا ہے۔

۴۵۔ اللہ تعالیٰ فرمائیگا اہل بلا کو میرے عرش سے قریب کرو بلاشک میں اُن سے محبت کرتا ہوں۔ (دیلمی)

بلا اور مصیبت پر صبر کرنے والوں کو قیامت میں عرش کے قریب بلایا جائے گا۔

۴۶۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ ہر روز بلا اور مصیبت کہتی ہے کہ میں کن لوگوں پر متوجہ ہوں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے دوستوں اور میری طاعت کرنے والوں پر۔ میں تیری

وجہ سے ان کو آزمائش میں مبتلا کرنا چاہتا ہوں اور ان کے صبر کا اعلان کرنا چاہتا ہوں اور تیری وجہ سے ان کے گناہ مٹانا چاہتا ہوں اور تیری وجہ سے ان کے درجے بلند کرنا چاہتا ہوں اور ہر روز دنیا یعنی راحت دریافت کرتی ہے کہ میں کن لوگوں پر نازل ہوں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے دشمنوں اور میرے نافرمانوں پر نازل ہو میں چاہتا ہوں کہ تیری وجہ سے ان کی سرکشی اور ان کے گناہ میں زیادتی ہو اور ان کی غفلت اور زیادہ ہو، اور تیری وجہ سے ان کے عذاب میں جلدی کروں۔ (دیلمی)

مطلب یہ ہے کہ نیک بندوں پر مصیبت اس لئے آتی ہے تاکہ ان کے درجے بلند ہوں اور ان کے گناہ معاف ہوں بُروں کو اس لئے آرام وراحت میں چھوڑ دیا جاتا ہے تاکہ غفلت اور سرکشی کی حالت میں اُن کو پکڑ لیا جائے۔

۲۷- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جب کسی بندۂ مسلم کو بیماری میں مبتلا کیا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ جو اچھے عمل کیا کرتا تھا وہ لکھے جاتے رہو اگر اس کو شفا ہوتی ہے، تو اس کو گناہوں سے پاک صاف کر دیتا ہے اور اگر وہ مسلمان مرجاتا ہے، اُس کی مغفرت کر دی جاتی ہے۔ (احمد)

۲۸- حضرت انس اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، کہ جب کوئی بندہ اللہ تعالیٰ کو پکارتا ہے اور اللہ تعالیٰ کو وہ بندہ محبوب ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ جبرئیل ؑ سے ارشاد فرماتا ہے، اس بندے کی حاجت کو تاخیر کے ساتھ پورا کر دے، بیشک میں اس کی دعا اور پکار کو پسند کرتا ہوں اور جب کوئی ایسا بندہ اللہ تعالیٰ کو پکارتا ہے جس سے وہ ناراض

ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ جبرئیلؑ سے ارشاد فرماتا ہے اس کی حاجت پوری کرنے میں جلدی کرو میں اس کی آواز سننے کو ناپسند کرتا ہوں[1]۔ (ابن عساکر)

۲۹۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جب کوئی بندہ بیمار ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ دو فرشتوں کو اس کے پاس بھیجتا ہے اور فرماتا ہے دیکھو یہ بندہ عیادت کرنیوالوں سے کیا کہتا ہے پس اگر وہ عیادت کرنے والوں کے سامنے خدا کی حمد بیان کرتا ہے تو وہ اس حمد کو خدا کے سامنے لے جاتے ہیں حالانکہ وہ جانتا ہے پس اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کو فرماتا ہے اگر میں اس کو وفات دوں گا تو اس کو جنت میں داخل کر دوں گا، اور اگر اس کو شفا دونگا تو اس کے گوشت کو بہتر گوشت سے اور اس کے خون کو بہتر خون سے بدل دوں گا۔ اور اس کی برائیوں کو معاف کر دوں گا۔ (دار قطنی)

۹۔ اللہ کیواسطے محبت کرنا اور اللہ کیلئے دشمنی کرنا

۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ قیامت میں ارشاد فرمائیگا وہ لوگ کہاں ہیں جو میری بزرگی اور جلال کی وجہ سے آپس میں محبت اور دوستی کیا کرتے تھے آج میں ان کو اپنے سایہ میں رکھنا چاہتا ہوں، آج میری رحمت کے سایہ کے علاوہ کہیں سایہ نہیں ہے۔ (مسلم)

---

[1] حضرت انس کی روایت میں مبغوض کی جگہ فاجر کا لفظ ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ جب کوئی فاسق فاجر پکارتا ہے تو اس کی حاجت جلدی پوری کر دی جاتی ہے۔

۲۔ حضرت شرجیل بن سمط نے ایک دن حضرت عمرو بن عتبہ رضؓ سے عرض کی کیا آپ مجھ کو کوئی ایسی حدیث سنائیں گے جو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنی ہو، اور اس میں نہ تو کوئی بات جھوٹی ہو اور نہ آپ اس کا کوئی حصّہ بھولے ہوں عمرو بن عتبہ رضؓ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے۔ اللہ تعالیٰ قیامت میں ارشاد فرمائیگا بے شک میری محبت اُن لوگوں کیلئے ثابت ہے جو میری وجہ سے آپس میں محبت کرتے تھے۔ اور بے شک میری محبت ان لوگوں کے لئے ضروری ہے جو میری وجہ سے آپس میں ایک دوسرے سے ملاقات کیا کرتے تھے اور بیشک میری محبت اُن لوگوں کے لئے ثابت ہے، جو میری وجہ سے آپس میں ایک دوسرے پر اپنا مال خرچ کیا کرتے تھے، اور بیشک میری محبت اور دوستی اُن لوگوں کے لئے ثابت ہے جو میری وجہ سے آپس میں ایک دوسرے سے دوستی اور محبت کیا کرتے تھے۔ (احمد، طبرانی)

یعنی باہمی حسن سلوک، اور اُن کا ملنا جلنا اور ایک دوسرے کی خبر گیری کرنا محض میری وجہ سے تھا!

طبرانی کی روایت میں اتنا اور زیادہ ہے کہ میری وجہ سے ایک دوسرے کی مدد کیا کرتے تھے، ثابت اور ضروری کا مطلب یہ ہے کہ یہی لوگ میری محبت کے مستحق ہیں۔

۳۔ عرباض بن ساریہ رضؓ کی روایت میں ہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے میری عظمت اور جلال کی وجہ سے آپس میں محبت کرنے والے اُس دن عرش الٰہی کے سایہ میں ہوں گے، جس دن میرے سایہ کے علاوہ کہیں سایہ نہ ہوگا۔ (احمد)

۴۔ حضرت معاذ بن جبل رض فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے میری محبت کے وہی لوگ مستحق ہیں جو میری وجہ سے آپس میں دوستی کرتے تھے اور میری ہی وجہ سے آپس میں اُٹھتے بیٹھتے تھے اور میری ہی وجہ سے ایک دوسرے کی زیارت اور ملاقات کو جایا کرتے تھے اور میری ہی وجہ سے ایک دوسرے پر اپنا مال خرچ کیا کرتے تھے ۔ (مالک)

۵۔ ایک اور روایت میں ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے لئے آپس میں محبت کرنے والے اور میری عظمت وجلال کی وجہ سے باہمی دوستی کرنیوالوں کے لئے نور کے منبر ہوں گے ۔ ایسے نور کے منبر جن کی انبیاء اور شہداء بھی آرزو کریں گے ۔

۶۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ اگر ایک شخص مغرب میں ہو اور دوسرا مشرق میں اور یہ دونوں اللہ کے لئے آپس میں محبت کرتے ہوں ، تو اللہ تعالیٰ ان دونوں کو قیامت میں ایک جگہ جمع کرکے فرمائیگا یہ وہ شخص ہے جس سے تو محبت کیا کرتا تھا ۔ (بیہقی)

یعنی غائبانہ محبت کرتے تھے ، اور زندگی میں ایک کو دوسرے سے ملاقات کا موقعہ نہیں ملا تو اللہ تعالیٰ قیامت میں نہ صرف دونوں کی ملاقات کرائیگا بلکہ ایک سے دوسرے کا تعارف بھی کرائیگا ۔

۷۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو حضرت

جبرئیلؑ کو ارشاد فرماتا ہے "اے جبرئیلؑ فلاں شخص سے میں محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت کر۔ حضرت جبرئیلؑ اُس سے محبت کرتے ہیں پھر حضرت جبرئیلؑ آسمانوں میں اعلان کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، میں فلاں بندے کو دوست رکھتا ہوں، اے آسمان کے رہنے والو! تم بھی اس بندے سے محبت کرو پس آسمان کے رہنے والے بھی اُس سے محبت کرتے ہیں پھر زمین میں اس کی مقبولیت عام کر دی جاتی ہے"، اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے ناراض ہوتا ہے تو جبرئیلؑ کو ارشاد ہوتا ہے "اے جبرئیلؑ میں فلاں شخص سے بغض رکھتا ہوں تم بھی اُس سے بغض رکھو" حضرت جبرئیلؑ بھی اُس سے دشمنی رکھتے ہیں، پھر آسمان والوں کو خطاب کرتے ہوئے حضرت جبرئیلؑ اعلان کرتے ہیں، فلاں بندے کو اللہ تعالیٰ مبغوض رکھتا ہے اے آسمان والو! تم بھی اُس سے نفرت کرو، اور اُس سے بغض رکھو، فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمان والے بھی اُس سے بغض کرتے ہیں، پھر زمین میں اس کی عداوت اور دشمنی عام کر دی جاتی ہے۔ (مسلم)

مطلب یہ ہے کہ جب کسی بندے سے اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے اور اُس کو مقبول فرما لیتا ہے تو اُس کی مقبولیت کا اثر تمام مخلوق پر ہوتا ہے اسی طرح جب وہ کسی بندے سے نفرت کرتے ہیں تو اس بغض و عداوت کا اثر بھی تمام مخلوق میں نمایاں ہوتا ہے۔

۸۔ حضرت ابو ادریس الخولانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں دمشق کی مسجد میں گیا تو میں نے ایک نوجوان کو دیکھا کہ جس کے دانت بہت چمکدار تھے اور بہت سے لوگ اس کے چاروں طرف بیٹھے ہوئے تھے اور جب یہ لوگ کسی

بات میں اُلجھتے تھے یا ان میں اختلاف ہوتا تھا تو یہ سب اُس شخص سے دریافت کرتے تھے اور اُس کی رائے فیصلہ کن ہوتی تھی، اور سب اُس سے ہی سند پکڑتے تھے، میں نے لوگوں سے دریافت کیا یہ کون بزرگ ہیں تو مجھے بتایا گیا یہ معاذ بن جبلؓ ہیں، میں یہ سُنکر چلا گیا اور اُن کی ملاقات کے شوق میں دوسرے دن دوپہر کو مسجد میں آیا، اس خیال سے کہ جب تشریف لائیں گے تو میں اُن سے علیحدہ ملاقات کروں گا، لیکن میں نے دیکھا کہ وہ مجھ سے پیشتر مسجد میں تشریف فرما تھے اور نماز پڑھ رہے تھے، میں منتظر رہا اور جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو میں اُن کے سامنے سے اُن کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے سلام کیا اور سلام کے بعد میں نے اُن سے عرض کیا میں آپ سے صرف اللہ کے واسطے محبت کرتا ہوں، اُنہوں نے فرمایا واقعی خدا کی قسم تم مجھ سے اللہ کے لئے محبت کرتے ہو میں نے عرض کی خدا کی قسم میں آپ سے اللہ کیلئے محبت کرتا ہوں، پھر اُنہوں نے یہی دریافت کیا اور میں نے قسم کھاکر وہی جواب دیا، اُنہوں نے یہ سنکر میری چادر کو پکڑ کر کھینچا اور مجھ کو اپنے قریب کرکے فرمایا تجکو بشارت اور خوشخبری ہو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے میری محبت اور دوستی اُن لوگوں کے لئے واجب اور ضروری ہے، جو میری وجہ سے آپس میں محبت کرتے ہیں اور میری ہی وجہ سے آپس میں اُٹھتے بیٹھتے ہیں اور میری ہی وجہ سے آپس میں ملتے جلتے ہیں اور ایک دوسرے کی زیارت کو آتے جاتے ہیں اور میری ہی وجہ سے آپس میں ایک دوسرے پر اپنا مال خرچ کرتے ہیں۔ (مالک ابن حبان)

واجب اور ضروری ہے یعنی میری محبت کے وہی لوگ مستحق ہیں۔

۹۔ حضرت ابن مسعودؓ کی روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیوں میں سے ایک نبی پر وحی بھیجی کہ فلاں شخص جو تمہاری اُمت میں بڑا عابد ہے اس سے کہدو کہ تو نے دنیا سے بے رغبتی اختیار کر کے اپنی جان کو راحت اور اطمینان دیا اور غیروں سے قطع تعلق کر کے مجھ سے جو تعلق پیدا کیا تو تو نے میری وجہ سے عزت حاصل کی، لیکن جو میرا حق تیرے اوپر تھا اس میں سے بھی تو نے کچھ کیا؟ اس نبی نے جب اس زاہد کو یہ پیام پہنچایا تو اُس نے کہا اے میرے رب وہ کونسا حق تیرا میرے ذمہ ہے۔ ارشاد ہوا تو نے کسی شخص سے میری وجہ سے دشمنی بھی کی اور کسی سے میرے لئے دوستی بھی کی۔ (ابو نعیم۔ خطیب)

یعنی دنیا ترک کرنے سے قلب مطمئن ہو گیا، اور ماسوی اللہ کو ترک کرنے سے میری توجہ اور میرے قرب کی عزت حاصل ہو گئی۔ لیکن ہمارے تعلق کی جو اصل چیز تھی اس میں کیا کیا اور وہ چیز یہ تھی کہ ہماری وجہ سے لوگوں کے ساتھ دشمنی ہو اور ہماری ہی وجہ سے دوستی ہو۔

۱۰۔ حضرت عمرو بن عنبہؓ کی ایک اور روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، میری محبت ان لوگوں کے لئے واجب ہے جو میری وجہ سے آپس میں ایک دوسرے سے دوستی اور محبت کا برتاؤ، اور میری وجہ سے آپس میں ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں کوئی مومن مرد اور کوئی مومنہ عورت ایسی نہیں ہے جس کے تین نابالغ بچے جو اس کی صلب سے پیدا ہوئے ہوں آگے چلے جائیں؛ مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اس مرد اور عورت کو جنت میں داخل کر دیگا۔ بسبب اس فضل اور رحمت کے جو نابالغ بچوں پر ہے۔ (طبرانی)

یعنی تین چھوٹے بچے کسی کے مرجائیں اور ماں باپ ان پر صبر کریں تو اللہ تعالیٰ ماں باپ کو جنت میں داخل کریگا، اور اس کو جنت میں داخل کرنے کی وجہ یہ بیان کی کہ چونکہ ان بچوں پر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت ہوگی۔

۱۰

تلاوت قرآن کی فضیلت

۱۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے، جس شخص کو قرآن نے میرے ذکر کرنے اور مجھ سے سوال کرنے کی فرصت اور مہلت نہ دی تو میں ایسے شخص کو مانگنے اور سوال کرنے والوں سے بہتر اور افضل دیتا ہوں کلام اللہ کی فضیلت تمام کلاموں پر ایسی ہے جیسے اللہ تعالیٰ کی فضیلت اپنی مخلوق پر۔ (ترمذی)

مطلب یہ ہے کہ قرآن شریف کی تلاوت سے اتنا وقت ہی نہیں بچا کہ کوئی دوسرا کام کرے حتیٰ کہ اپنے لئے دعا کرنے کا وقت بھی میسر نہیں ہوتا تو ایسے بندوں کو ان لوگوں سے بھی زیادہ دیا جاتا ہے جو اپنی حاجتیں اللہ تعالیٰ سے مانگتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے کلام کی فضیلت سے مراد یہ ہے کہ جس طرح خدا تعالیٰ کو اپنی مخلوق پر برتری حاصل ہے اسی طرح اُس کے کلام کو اس کی مخلوق کے کلام پر برتری حاصل ہے۔

۲۔ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین شخص ایسے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے اور

تین ایسے ہیں جن سے بغض رکھتا ہے، جن تین شخصوں سے محبت کرتا ہے ان میں سے ایک تو وہ ہے جو کسی جماعت میں بیٹھا ہوا تھا اس جماعت پر ایک سائل آیا اور اس سائل نے اللہ کے نام پر سوال کیا، اور سوائے اللہ کے نام کے باہمی کسی قرابت وغیرہ کا واسطہ نہیں دیا، مگر جماعت میں سے کسی نے سائل کو کچھ نہیں دیا اور جب سائل مایوس ہو کر چلا تو وہ شخص جماعت کی نگاہ بچا کر اس سائل کے پیچھے گیا، اور نہایت خاموشی سے اس کو کچھ دیدیا، اور اس دینے کو سوائے اللہ تعالیٰ کے اور اس سائل کے کوئی دوسرا نہیں جانتا دوسرا شخص وہ ہے جو کسی جماعت کے ساتھ سفر کر رہا تھا جب رات کو مسافروں پر نیند کا غلبہ ہوا اور وہ کسی مقام پر آرام کرنے کو ٹھہرے اور سونے اور آرام کرنے کے لئے انہوں نے اپنا سر رکھا تو جماعت میں سے ایک شخص کھڑا ہوا اور مجھ سے تملق اور عاجزی کرنی شروع کی اور میری آیتیں تلاوت کرنے لگا اور تیسرا شخص جس سے اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے وہ ہے جو مجاہدین کے لشکر میں کفار سے جہاد کر رہا تھا سو اتفاق سے مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ گئے اور اس کے ساتھی بھاگ گئے، مگر یہ تنہا دشمنوں کے مقابلے پر ڈٹا رہا، یہاں تک کہ شہید ہو گیا یا فتح حاصل کر لی، وہ تین شخص جن کو اللہ تعالیٰ مبغوض رکھتا ہے ان میں سے ایک تو بڈھا زناکار ہے اور دوسرا متکبر فقیر ہے اور تیسرا ظالم غنی ہے۔ (ترمذی، نسائی)

مطلب یہ ہے کہ بعض سائل برادری وغیرہ کا واسطہ دیکر مانگا کرتے ہیں لیکن اس سائل نے صرف اللہ کا واسطہ دیکر سوال کیا، دوسرے شخص نے ایسی حالت میں عبادت کی، جب سب لوگ تھکے ہارے تھے اور سونے کی کوشش

کر رہے تھے مگر یہ باوجود سفر کی صعوبت کے خدا کی عبادت اور قرآن کی تلاوت میں مشغول ہو گیا، متکبر کے ساتھ فقیر کی قید لگائی یعنی محتاج اور فقیر ہے پھر متکبر ہے اسی طرح ظالم کے ساتھ مالدار کی قید لگائی کہ باوجود دولت مند ہونے کے پھر ظلم کرتا ہے۔

۳۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت میں صاحب قرآن سے کہا جائیگا جس طرح دنیا میں قرآن شریف کو ٹھہر ٹھہر کر قرأت کے ساتھ پڑھا کرتا تھا، اسی طرح آج بھی پڑھ اور ہر آیت کے بعد ایک بلند مرتبہ طے کرتا جا۔ تیرے مرتبہ کی آخری انتہا تیری تلاوت کی آخری آیت پر ہے۔ (احمد، ترمذی، ابوداؤد، نسائی)

یعنی قیامت میں اللہ تعالیٰ حافظ قرآن کو قرآن کی تلاوت کا حکم کریں گے، اور ہر آیت کے بدلے میں ایک درجہ عطا فرمائیں گے، علماء تجوید کے نزدیک قرآن کی آیتیں چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ ۶۶۶۶ ہیں تو مطلب یہ ہوا کہ حافظ قرآن چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ درجے جنت میں بلند ہو گا۔

۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے نماز میرے اور میرے بندے کے درمیان آدھی آدھی تقسیم ہے اور میرا بندہ جو مجھ سے سوال کرے وہ اس کے لئے ہے، جب کوئی بندہ کہتا ہے الحمد للہ رب العالمین تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے میری حمد بیان کی اور جب کہتا ہے الرحمٰن الرحیم۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے میری ثنا بیان کی اور جب بندہ کہتا ہے مالک یوم الدین تو خدا کہتا ہے میرے بندے نے میری بزرگی اور میری شرافت کا اظہار کیا، اور جب

بندہ کہتا ہے اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْن۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ میرے اور میرے بندے کے درمیان نصفا نصفی ہے اور میرا بندہ جو طلب کرے وہ اسکے لئے ہے، اور جب بندہ کہتا ہے اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ط تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ میرے بندے کا حصّہ ہے اور میرا بندہ جو مجھ سے سوال کرے وہ اس کے لئے ہے۔ (مسلم)

۵۔ حضرت ابی بن کعب کی روایت میں ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ابن آدم میں نے تیری طرف سات آیتیں نازل کی ہیں تین آیتیں تیرے لئے ہیں اور تین صرف میرے لئے ہیں اور ایک آیت میرے اور تیرے درمیان تقسیم ہے وہ آیتیں جو میرے لئے ہیں وہ تو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ہیں، اور جو میرے اور تیرے درمیان تقسیم ہے وہ آیت اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ہے، تیری جانب سے عبادت اور میری جانب سے امداد و اعانت اور جو آیتیں تیرے لئے ہیں وہ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ط ہیں۔ (طبرانی)

مطلب یہ ہے کہ سورۂ فاتحہ کی سات آیتوں میں تین آیتیں ایسی ہیں جن میں خدا کی تعریف ہے اور تین آیتوں میں دعا ہے اور ایک آیت میں عبادت واستعانت ہے جن آیتوں میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا ہے ان کو حضرت حق نے اپنے لئے فرمایا اور جن آیتوں میں دعا ہے ان کو بندے کے لئے فرمایا اور جس آیتوں میں عبادت واستعانت کا ذکر ہے اس کو فرمایا عبادت بندے کی جانب سے اور اعانت میری جانب سے۔

۶- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص اپنے بچھونے پر سونے کا ارادہ کرے تو اس کو چاہئے کہ دائیں کروٹ پر لیٹے اور سو مرتبہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ کی سورت پڑھ لے، تو قیامت میں اللہ تعالیٰ فرمائیگا اے میرے بندے تو جنت میں اپنی دائیں جانب سے داخل ہو جا! (ترمذی)

مطلب یہ ہے کہ جو شخص سونے سے پہلے سو مرتبہ سورۃ قل ھو اللہ پڑھکر سویا کرتا ہے اور دائیں کروٹ پر سوتا ہے تو قیامت میں اس کو یہ اجر ملیگا۔

۷- حضرت خالد بن سعدان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، منجیہ یعنی نجات دینے والی سورت پڑھا کرو وہ سورہ الم تنزیل ہے مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ ایک شخص بڑا گنہگار تھا اور وہ اس سورت کو بہت پڑھا کرتا تھا اس کے علاوہ کوئی سورت نہ پڑھتا تھا، اس سورت نے اپنے پَر اس پر پھیلا دئے اور کہا اے پروردگار اس شخص کو بخشدے، یہ مجھ کو کثرت سے پڑھا کرتا تھا، اللہ تعالیٰ نے اس سورت کی شفاعت قبول کرلی اور ارشاد فرمایا اس بندے کی ہر خطا کے بدلے ایک نیکی لکھی جائے اور اس کے درجے کو بلند کیا جائے۔

حضرت خالد بن معدانؓ یہ بھی فرماتے ہیں کہ یہ سورت اپنے پڑھنے والے کی طرف سے قبر میں جھگڑا کرتی ہے اور اللہ تعالیٰ سے عرض کرتی ہے یا اللہ اگر میں تیری کتاب میں ہوں تو میری شفاعت اس کے حق میں قبول فرمالے اور اگر میں تیری کتاب کا حصّہ نہیں ہوں تو مجھے اپنے قرآن میں سے مٹادے، اور یہ سورت پرندے کی طرح اپنے پڑھنے والے کو اپنے پروں میں چھپا لیتی ہے، اس سورت کی شفاعت قبول کر لیجاتی ہے اور عذاب قبر سے اس بندے کو محفوظ کر دیا جاتا ہے۔
(دارمی)

الٓمٓ تَنْزِیْلُ السَّجْدَۃ اکیسویں پارے کی سورت ہے، اس حدیث میں اس سورت کی فضیلت بیان کی ہے اور اس کے پڑھنے والے کے ثواب کا ذکر ہے خالد بن معدان سے سورۂ تبارک کے متعلق بھی اسی مضمون کی روایت مروی ہے۔

۸۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں، جو شخص قرآن کی تلاوت کرتا ہے اور رات اور دن کے حصوں میں قرآن پڑھتا رہتا ہے، اور قرآن نے جن چیزوں کو حلال کیا ہے ان کو حلال اور جن چیزوں کو حرام کیا ہے ان کو حرام سمجھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے گوشت پوست میں قرآن کا اثر پیدا کرتا ہے اور ذی عزت فرشتوں کو اس بندے کا رفیق اور دوست بنا دیتا ہے اور قیامت کے دن قرآن اس بندے کی جانب سے اللہ تعالیٰ کے سامنے سفارشی اور جھگڑا کرنے والا ہوگا۔ قرآن اللہ تعالیٰ سے کہیگا اے میرے پروردگار ہر شخص جس نے دنیا میں کوئی عمل کیا تھا اس کو اسکے عمل کے موافق حصہ مل رہا ہے مگر فلاں شخص جو رات اور دن کے حصوں میں کھڑا رہتا تھا اور میری تلاوت کرتا تھا، میری بتائی ہوئی چیزوں کو حلال اور حرام سمجھتا تھا، اے پروردگار اس کو بھی اس کا حصہ عنایت فرما دیجئے، پس اللہ تعالیٰ اس بندے کے سر پر شاہی تاج رکھے گا، اور بزرگی و شرافت کے لباس سے آراستہ کریگا، اور قرآن سے ارشاد فرمائیگا تو راضی ہوگیا، قرآن کہیگا میری خواہش یہ ہے کہ اس سے زیادہ دیا جائے۔

فیعطیہ اللہ عزوجل الملک بیمینہ والخلد بشمالہ[1] پھر ارشاد فرمائیگا

---

[1] یعنی دائیں ہاتھ میں حکومت اور بائیں میں دوام و ہمیشگی۔

اے قرآن تو راضی ہو گیا قرآن عرض کریگا اے رب میں راضی ہو گیا!

اور جس شخص نے قرآن کو ایسی عمر میں سیکھا جس عمر میں قرآن کا سیکھنا مشکل ہوتا ہے تو ایسے بندے کو دوہرا ثواب دیا جائیگا۔ (بیہقی شعب الایمان)

یعنی بڑی عمر میں جب زبان موٹی ہو جاتی ہے اور قرآن کا صحیح تلفظ مشکل ہو جاتا ہے اور قرآن یاد کرنے میں محنت زیادہ ہوتی ہے، ایسی عمر میں قرآن یاد کرنے والے کو دوہرا ثواب ملتا ہے۔

۹۔ حضرت فضالہ بن عبید اور تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے جو شخص رات کو قرآن کی دس آیتیں پڑھتا ہے اس کو غافلین میں نہیں لکھا جاتا بلکہ نماز پڑھنے والوں میں لکھا جاتا ہے، اور جو شخص پچاس آیتیں پڑھتا ہے اس کو حافظین میں لکھا جاتا ہے اور جو شخص سو آیتیں پڑھتا ہے اس کو قانتین یعنی پرہیزگاروں میں لکھا جاتا ہے اور جو شخص تین سو آیتیں پڑھتا ہے تو قرآن شریف اس شب کے متعلق کوئی مطالبہ نہیں کریگا اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے میرے لئے محنت اٹھائی اور جو شخص ہزار آیتیں پڑھتا ہے تو اس کو قیراط کا بہت بڑا ڈھیر دیا جاتا ہے اور ایک قیراط دنیا اور مافیہا سے بہتر ہے اور قیامت میں اس سے کہا جائیگا قرآن پڑھ اور درجات کی بلندی کو طے کرتا جا، ہر آیت جب پڑھیگا تو ایک درجہ بلند ہو جائیگا، یہاں تک کہ جو کچھ اس کو یاد ہے وہ پڑھ لے پھر اللہ تعالیٰ فرمائیگا اپنی دائیں مٹھی بند کر ہمیشہ رہنے پر اور بائیں مٹھی بند کر نعمتوں پر۔ (محمد بن نصر، بیہقی، ابن عساکر)

ایک روایت میں اتنا زائد ہے جب بندے کو مٹھی بند کرنے کو کہا جائیگا تو عرض کرے گا۔ اے پروردگار تو ہی سب سے زیادہ جاننے والا ہے ارشاد ہوگا ہمیشگی اور نعمتیں۔

مطلب یہ ہے کہ ہر قسم کی نعمتوں کا ہمیشہ مالک رہیگا مٹھیاں بند کرنا عہد اور وعدے کی علامت ہے یعنی تجھ سے وعدہ کیا جاتا ہے کہ تو جنات نعیم میں ہمیشہ رہیگا قیراط ایک وزن کا نام ہے جیسے ہندوستان میں رتی اور ماشہ قیراط جو کے برابر ہوتا ہے۔

۱۰۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے جو بندہ رات کو تیس سو آیتیں پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے فرماتا ہے میرے بندے نے میرے لئے محنت اٹھائی تم گواہ رہو میں نے اس کو بخشدیا۔ (ابن رضی)

۱۱۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان تشریف فرما تھے کہ آپ نے مراقبہ کیا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپ بیٹھے بیٹھے سو رہے ہیں تھوڑی دیر میں مسکراتے ہوئے اپنا سر مبارک اٹھایا، ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کو کس چیز نے ہنسایا یعنی آپ کے مسکرانے اور خوش ہونے کی وجہ کیا ہے آپ نے فرمایا مجھ پر ابھی ابھی ایک سورت نازل ہوئی ہے یہ کہہ کر آپ نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھکر اِنَّآ اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ ہم کو سنائی پھر فرمایا، تم جانتے ہو کوثر کیا چیز ہے ہم نے عرض کیا، اللہ اور اس کا رسول ہی جانتا ہے آپ نے فرمایا وہ جنت کی ایک نہر ہے جس کا میرے رب نے مجھ سے وعدہ کیا ہے اس کے آبخوروں کی تعداد تاروں سے بھی زیادہ ہے اس نہر پر میری اُمت گزریگی تو ایک بندے کو اس نہر سے ہٹایا جائیگا اور پانی پینے سے روکا جائیگا تو میں عرض کرونگا اے میرے پروردگار یہ شخص تو میری اُمت میں سے ہے اس کو

کیوں ہٹایا جا رہا ہے، اللہ تعالیٰ فرمائیگا آپ نہیں جانتے اس شخص نے آپ کے بعد آپ کے دین میں نئی نئی باتیں ایجاد کی تھیں اور دین میں بدعتیں پیدا کی تھیں۔ (مشکوٰۃ)

۱۲۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قبیلہ بنی غفار کے تالاب پر تشریف فرما تھے کہ آپ کے پاس حضرت جبرئیلؑ آئے اور کہا اللہ تعالیٰ آپ کو حکم دیتا ہے کہ آپ اپنی اُمت کو قرآن ایک قرأت پر پڑھائیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اللہ تعالیٰ سے اس کی عافیت اور مغفرت مانگتا ہوں میری اُمت قرآن شریف کو صرف ایک لغت اور ایک قرأت پر پڑھنے کی طاقت نہیں رکھتی حضرت جبرئیلؑ دوبارہ آئے اور انہوں نے عرض کیا اللہ تعالیٰ آپ کو حکم دیتا ہے کہ آپ اپنی اُمت کو قرآن شریف دُو قرأتوں کے ساتھ پڑھائیں آپ نے یہ سُنکر فرمایا میں اللہ تعالیٰ سے اس کی عافیت اور مغفرت ...... طلب کرتا ہوں میری اُمت اس کی طاقت نہیں رکھتی پھر جبرئیلؑ تیسری مرتبہ آئے اور کہا اللہ تعالیٰ آپ کو حکم دیتا ہے کہ آپ اپنی اُمت کو قرآن شریف تین لغتوں پر پڑھائیں۔ آپ نے یہ پیام سُنکر عرض کیا میں اللہ تعالیٰ سے اس کی عافیت اور مغفرت طلب کرتا ہوں بیشک میری اُمت اس کی بھی طاقت نہیں رکھتی، حضرت جبرئیلؑ چوتھی مرتبہ پھر تشریف لائے اور عرض کیا اللہ عزوجل آپ کو حکم دیتا ہے کہ آپ اپنی اُمت کو سات قرأتوں پر قرآن شریف پڑھائیں جس لغت اور جس قرأت پر قرآن پڑھائیں گے وہ صحیح ہوگا اور آپ کی اُمت صحیح راہ کو حاصل کرنے والے ہوگی۔ (مشکوٰۃ)

۱۳۔ حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ میں مسجد نبوی میں

تھا کہ ایک شخص آیا اور اس نے نماز پڑھی نماز میں جو قرأت اس نے پڑھی میں نے اس پر انکار کیا پھر دوسرا شخص آیا تو اس نے بھی نماز میں قرآن پڑھا اس کی قرأت پہلے شخص کی قرأت کے خلاف تھی اس پر بھی میں نے انکار کیا، پھر ہم تینوں اپنی اپنی نماز سے فارغ ہو کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے میں نے تمام واقعہ عرض کیا یا رسول اللہ اس شخص نے قرآن ایک ایسی قرأت کے ساتھ پڑھا، جس پر میں نے انکار کیا، پھر یہ دوسرا شخص آیا اس نے قرآن ایسی قرأت کے ساتھ پڑھا جو پہلے سے مختلف تھی، میں نے اس پر بھی انکار کیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دو شخصوں کو پڑھنے کا حکم دیا جب ان دونوں نے پڑھا، تو آپ نے دونوں کی تحسین فرمائی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس تحسین پر میرے دل میں تکذیب پیدا ہوئی اور میرا یقین متشبہ ہونے لگا چونکہ میں زمانہ جاہلیت کے قریب تھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مجھکو اس حالت میں دیکھا اور مجھ میں اثرات تکذیب کو محسوس کیا تو میرے سینے پر ہاتھ مارا، جس کی وجہ سے مجھ کو پسینہ آگیا اور میری یہ حالت ہوئی گویا میں خدا تعالیٰ کو دیکھ رہا ہوں پھر حضورؐ نے مجھ سے فرمایا اے اُبیؓ! میرے پاس اللہ تعالیٰ نے پیام بھیجا تھا کہ میں ایک لغت پر قرآن کو پڑھا کروں مگر میں نے عذر کر دیا اور اپنی اُمت کیلئے آسانی کی درخواست کی پھر دوبارہ مجھ کو دو لغتوں پر پڑھنے کا پیام بھیجا، مگر میں نے اس پر بھی عذر کر دیا، تاکہ میری اُمت پر آسانی کی جائے، پھر تیسری مرتبہ مجھ کو یہ جواب دیا گیا کہ میں سات لغتوں کے ساتھ قرآن پڑھوں، اور یہ بھی ارشاد ہوا کہ ہر سوال و جواب کے بدلے میں تم کو تین دعاؤں کا حق دیا جاتا ہے، تم جو چاہو

دعا کر سکتے ہو، میں نے عرض کیا یا اللہ میری اُمت کو بخشد یجئے یا اللہ میری اُمت کو بخشد یجئے، تیسری مرتبہ میں نے کہا یا اللہ میری اُمت کو اُس دن بخشدے جس دن ہر شخص تیری بخشش اور مغفرت کا امید وار ہوگا حتیٰ کہ ابراہیم علیہ السّلام بھی۔ (مسلم)

سات لُغت یعنی سات قراتوں کے ساتھ قرآن شریف کی تلاوت کی جا سکتی ہے اور ہر قرأت متواترہ مقبول ہوگی، اُبی بن کعب کے قلب میں جو خطرہ گذرا تھا اس کا انہوں نے خود بھی اعتراف کیا کہ وہ زمانہ جاہلیت کا اثر تھا یعنی یہ خیال ہوا کہ مجھے تو اور طرح قرآن سکھایا گیا تھا اب آپ دوسری طرح کے پڑھنے کو صحیح فرما رہے ہیں، تو یہ کیا معاملہ ہے، قرآن واقعی خدا کا کلام ہے یا افترا ہے، حضورؐ نے اپنی روحانیت سے اس خطرے کو معلوم فرمالیا اور سینے پر ہاتھ رکھ کر نہ صرف اُبی بن کعب کو سنبھال لیا بلکہ ہزارہا درجے بلند کر دیا جس کو ابی بن کعب نے اپنے الفاظ میں یوں ادا کیا کانما انظر الی اللہ فرقا قیامت کا دن ایسا ہولناک ہے کہ اس دن تمام مخلوق مغفرت الٰہی کی محتاج ہوگی، حتیٰ کہ اولوالعزم پیغمبر بھی حضرت ابراہیمؑ کا نام خاص طور پر اسلئے لیا گیا کہ ان کی دعا یہی ہے ربّ اغفرلی خطیئتی یوم الدین[1] نیز یہ کہ پیغمبروں کی جماعت میں ہر اعتبار سے ان کو خاص اہمیت حاصل ہے۔

۱۴۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ سورۂ فاتحہ اور آیۃ الکرسی اور سورۂ آل عمران کی دو آیتیں اللہ تعالیٰ کے سامنے لٹکی ہوئی عرض کرتی ہیں آپ نے ہم کو اپنی زمین کی طرف اُتارا ہے اور ان لوگوں کی طرف اُتارا ہے جو آپ کی نافرمانی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، میں اپنی ذات کی

[1] اے رب قیامت کے دن میری خطائیں بخشد یجیو۔

قسم کھاتا ہوں میرا وہ بندہ جو تم کو ہر نماز کے بعد پڑھ لیا کرے گا میں اس کا گھر جس حال میں بھی وہ ہو جنت میں بنادوں گا اور اس کو حظیرۃ القدس میں ٹھہراؤں گا، اور اس کو ہر دن میں ستر مرتبہ نظر رحمت سے نوازوں گا، اور ہر روز اس کی ستر حاجتیں پوری کروں گا ادنیٰ درجہ کی حاجت ان حاجتوں میں مغفرت ہو گی اور اس کو ہر دشمن سے پناہ دوں گا اور اس کے دشمن کے مقابلہ میں اس کی مدد کروں گا۔ (ابن السنی)

آل عمران کی دو آیتوں میں سے ایک آیت تو شہد اللہ انہ لا الہ الا ھو کی ہے اور دوسری آیت قُلِ اللّٰھُمَّ مٰلِکَ الْمُلْکِ۔ کی ہے۔

ستر حاجتوں میں سے کم درجہ کی حاجت مغفرت ہو گی، انہتر۶۹ حاجتیں مغفرت کے علاوہ ہوں گی، جس حالت میں بھی ہو گا مطلب یہ ہے کہ اگر اور اعمال نہ بھی ہوں تب بھی جنت میں ٹھکانہ دیا جائیگا۔ اللہ تعالیٰ کے سامنے لٹکی ہوئی یعنی خدا تعالیٰ کے روبرو معلق ہیں اور اسی حالت میں عرض کرتی ہیں۔

۱۵۔ حضرت عمرو بن شعیب اپنے باپ سے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں قرآن شریف کو قیامت کے دن ایک انسان کی شکل عطا کی جائے گی، پس ایک شخص لایا جائیگا جس نے باوجود حافظ قرآن ہونے کے قرآن کی مخالفت کی ہو گی، پس اس کے مقابلہ میں یہ قرآن جو انسان کی شکل میں ہو گا، بحیثیت مدعی کے کھڑا ہو گا اور عرض کرے گا میرا اٹھانیوالا بہت ہی بُرا ہے میرے حدود سے اس نے تجاوز کیا میرے فرائض کو ضائع کر دیا، جن کو میں نے معصیت قرار دیا تھا یہ ان کو بجالایا اور جن کو میں نے طاعت اور نیکی کیا تھا ان کو اس نے ترک کر دیا، پس یہ اسی قسم کی دلیلیں پیش کرتا رہیگا،

یہاں تک کہ کہا جائیگا اچھا جو تیری شان اور تیرا حال ہو پس وہ اس کا ہاتھ پکڑ لے گا اور جب تک اس کو اوندھے منہ آگ میں نہ ڈال دیگا اس کا ہاتھ نہیں چھوڑے گا، اسی طرح ایک اور شخص لایا جائیگا، جس نے قرآن کو یاد کیا ہو گا اور اس کے احکام کی حفاظت کی ہوگی اس کے سامنے بھی یہ قرآن جو انسانی شکل میں ہو گا آئے گا اور اس کی حمایت کرتا رہیگا، اور کہیگا اس نے مجکو حفظ کیا میرے حدود کا خیال رکھا اور میرے فرائض کو بجا لایا میری نافرمانی سے اس نے پرہیز کیا، یہ برابر اس کی حمایت میں دلائل پیش کرتا رہے گا۔ یہاں تک کہ کہا جائیگا اچھا جو تیری شان ہو پس قرآن اُس کا ہاتھ پکڑ لے گا اور جب تک اس کو اچھے لباس سے آراستہ نہ کرلے گا اور شراب طہور سے سیراب نہ کردیگا اس کا ہاتھ نہیں چھوڑیگا۔ (ابن ابی شیبہ)

تیری شان یعنی جو تیری رائے ہو قرآن کی شہادت پر فیصلہ ہوگا۔

۱۶۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ صاحب قرآن قیامت میں حاضر ہوگا، پس قرآن اللہ تعالیٰ کی خدمت میں عرض کرے گا، اے رب اس کو لباس عطا فرمائیے اللہ تعالیٰ کرامت کا تاج اس کو پہنا دے گا پھر قرآن عرض کریگا اے رب اس کو کپڑے عطا کیجئے اللہ تعالیٰ اس کو شرافت اور کرامت کے لباس سے آراستہ کردیگا، پھر قرآن عرض کریگا، اے رب اس سے راضی ہوجا، پس اللہ تعالیٰ اُس سے راضی ہوجائیگا، اور کہا جائے گا اے شخص پڑھ اور چڑھتا جا اور ہر آیت کے بدلہ ایک ایک نیکی زیادہ کی جائیگی۔ (بیہقی فی شعب الایمان)

مطلب یہی ہے کہ آیتوں کی تعداد کے موافق درجے بلند ہوں گے :۔

١١ ـــــ

مساجد، اذان، نماز، نوافل اور رات کا قیام

١ - حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرا رب اُس بکریاں چرانے والے چرواہے سے بہت خوش ہوتا ہے جو کسی پہاڑ کی چوٹی پر بکریاں چراتا ہے اور نماز کے وقت اذان دیکر نماز پڑھ لیتا ہے پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے اس بندے کو دیکھو اذان دیتا ہے اور نماز پڑھتا ہے، مجھ سے ڈرتا ہے بے شک میں نے اس بندے کو بخشدیا اور اس کو جنت میں داخل کروں گا۔ (ابوداؤد نسائی)

یہ اس شخص کا ذکر ہے جو اپنی گذر بکریوں کے دودھ پر کرتا ہے اور اپنی زندگی جنگل میں گذارتا ہے، لیکن نماز کا پابند ہے۔ جب نماز کا وقت آتا ہے اذان دیکر نماز پڑھ لیتا ہے۔

٢ - حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، کہ حضور نے ارشاد فرمایا تم میں رات اور دن کے فرشتے آگے اور پیچھے آتے رہتے ہیں اور صبح اور عصر کی نماز میں ان کا اجتماع ہو جاتا ہے پھر جو فرشتے رات کو تم میں رہتے ہیں وہ آسمان پر چلے جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان سے دریافت فرماتا ہے تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا وہ عرض کرتے ہیں جب ہم ان کے پاس گئے تو نماز پڑھ رہے تھے۔ اور جب ان کو چھوڑ کر آئے تب بھی ان کو نماز پڑھتا ہوا چھوڑ کر آئے۔ (بخاری، مسلم)

خلاصہ یہ ہے کہ بندوں کے اعمال پر جو فرشتے مقرر ہیں وہ صبح اور شام آتے ہیں، صبح کو جو آتے ہیں وہ شام کو چلے جاتے ہیں اور شام کو جو آتے ہیں وہ صبح کو چلے جاتے ہیں صبح اور عصر کی نماز کے وقت آنیوالے اور جانے والے جمع ہو جاتے ہیں اور یہ دونوں وقت ایسے ہیں، جب مسلمان نماز میں مشغول ہوتے ہیں پس عصر کے وقت جو فرشتے آتے ہیں وہ اس وقت بھی نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے ہیں اور جب صبح کو واپس جاتے ہیں، تب بھی نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے ہیں اس لئے اللہ رب العزت کی بارگاہ میں نماز کی شہادت دیتے ہیں۔

۳۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے پاس سے گذرے اور فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے تمہارے رب نے کیا ارشاد فرمایا اصحاب نے جواب میں کہا اللہ اور اس کا رسول ہی جانتا ہے، حضور نے یہ سوال تین مرتبہ کیا پھر فرمایا اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے مجھے اپنی عزت اور اپنے جلال کی قسم جو شخص نماز کو اپنے وقت مقررہ پر ادا کرتا ہے میں اس کو جنت میں داخل کر دوں گا اور جو شخص نماز کو وقت گزار کر غیر وقت میں پڑھیگا، اس کو میں چاہوں تو عذاب کروں اور چاہوں تو اس پر رحم کروں۔

مطلب یہ ہے کہ غیر وقت میں نماز پڑھنے والوں سے کوئی وعدہ بخشش کا نہیں چاہئے بخشیں یا نہ بخشیں۔

۴۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا میں نے آپ کی امت پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں، اور میں نے یہ عہد کیا ہے کہ جو ان نمازوں کے اوقات کی

حفاظت کرے گا میں اس کو جنت میں داخل کروں گا اور جو ان نمازوں کی حفاظت نہیں کرے گا اور ان کے اوقات کا خیال نہیں رکھیگا اس کیلئے میرا کوئی عہد نہیں۔ (ابن ماجہ)

۵۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ یہود کے ایک عالم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ زمین میں کون سی جگہ بہتر ہے اور کونسی بدتر ہے، حضور خاموش رہے اور فرمایا جب تک حضرت جبرئیلؑ نہ آئیں میں خاموش رہوں گا، پس آپ خاموش رہے اور حضرت جبرئیلؑ جب آئے تو آپؐ نے ان سے یہی سوال کیا انہوں نے عرض کیا میں سائل سے زیادہ نہیں جانتا یعنی جس طرح آپ کو اس سوال کا جواب نہیں معلوم مجھے بھی نہیں معلوم لیکن اللہ رب العزت سے دریافت کروں گا پھر جبرئیل علیہ السلام نے کہا اے محمد میں اللہ تعالیٰ سے اس قدر قریب ہوا کہ کبھی اتنا قرب مجھے حاصل نہیں ہوا تھا، حضورؐ نے فرمایا قرب کی کیفیت کیسی تھی حضرت جبرئیلؑ نے کہا میرے اور اس کے درمیان ستر ہزار پردے نور کے تھے اس سوال کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا، بدترین جگہ زمین میں وہ ہے جہاں بازار ہیں اور بہتر جگہ وہ ہے جہاں مساجد ہیں[1]۔ (ابن حبان، طبرانی)

بازار چونکہ لہو ولعب اور غفلت کی جگہ ہیں اس لئے ان کو بدترین مقام فرمایا اور مساجد چونکہ ذکر و شغل کے مقام ہیں اس لئے ان کو بہترین فرمایا گیا۔

۶۔ حضرت عبدالرحمان بن عائش رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، میں نے اپنے رب کو بہترین شکل میں دیکھا،

[1] ابن حبان نے حضرت ابن عمر رضؓ سے روایت کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، ملائکہ کس بات میں جھگڑ رہے ہیں میں نے عرض کیا آپ ہی جانتے ہیں، پس اللہ تعالیٰ نے اپنی ہتھیلی میرے دونوں مونڈھوں کے درمیان رکھدی اور میں نے اس ہتھیلی کی ٹھنڈک اپنے سینے میں محسوس کی اس وقت میں نے آسمان و زمین کی تمام اشیاء معلوم کرلیں، پھر حضورؐ نے یہ آیت تلاوت فرمائی وکذٰلک نری ابراھیم ملکوت السموات والارض ولیکون من الموقنین ۵۔ (دارمی، ترمذی)

آیت کا تعلق سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے ہے آیت کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے آسمانوں اور زمینوں کی بادشاہت حضرت ابراہیمؑ کو دکھائی تاکہ وہ یقین کرنیوالوں میں سے ہو چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اس موقعہ پر آسمانوں اور زمینوں کی چیزیں دکھائی گئیں تو آپ نے استشہاداً یہ آیت تلاوت فرمائی۔

۷۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز میں تاخیر کی یہاں تک کہ قریب تھا ہم آفتاب کو دیکھ لیتے، اتنی دیر میں آپ جلدی جلدی حجرے سے تشریف لائے، تکبیر کہی گئی آپ نے نماز پڑھائی اور وقت کی تنگی کے باعث نماز میں اختصار کیا، جب سلام پھیرا تو آواز سے فرمایا سب لوگ اپنی اپنی جگہ بیٹھے رہیں، پھر ہماری طرف متوجہ ہوکر فرمایا میں تم کو ابھی اس چیز کی خبر دیتا ہوں، جس چیز نے مجھ کو روکا، میں رات کو اٹھا میں نے وضو لیا، اور جس قدر میرے لئے مقدر تھی میں نے نماز ادا کی، یہاں تک کہ مجھ کو نماز میں اونگھ آگئی اور نیند کی وجہ سے بھاری ہوگیا، پس یکایک میں نے دیکھا کہ میں حضرت حق تعالیٰ کی جناب میں حاضر ہوں اور وہ بہترین صورت میں ہے اور میری جانب متوجہ ہوکر فرماتا ہے اے محمدؐ ملاء اعلیٰ کے رہنے والے فرشتے کس بات میں

جھگڑ رہے ہیں میں نے عرض کیا میں نہیں جانتا تین مرتبہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے یہ سوال کیا اور میں نے یہی جواب دیا پس میں نے دیکھا کہ حضرت حق نے اپنی ہتھیلی میرے دونوں شانوں یعنی کھوؤں کے درمیان رکھدی یہاں تک کہ میں نے اس کی انگلیوں کی ٹھنڈک کو اپنے سینے میں محسوس کیا پس مجھ پر ہر ایک چیز ظاہر ہوگئی اور میں نے ہر شے کو پہچان لیا، پھر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اے محمدؐ! میں نے عرض کیا ارشاد! میں حاضر ہوں، فرمایا یہ ملاء اعلیٰ کے فرشتے کس بات میں جھگڑ رہے ہیں میں نے عرض کیا، کفارات میں یعنی اس بات پر بحث کر رہے ہیں کہ وہ افعال و اعمال کون سے ہیں جن سے خطاؤں اور گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ کیا ہیں؟ میں نے عرض کیا جماعتوں کے لئے پیدل چلنا، یعنی جماعت میں شریک ہونے کے لئے اپنے گھر سے چلنا اور مساجد میں نمازوں کے بعد دوسری نمازوں کے انتظار میں بیٹھنا اور مشکلات و تکلیفات کے وقت خوب اچھی طرح وضو کرنا، پھر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اور کس بات میں جھگڑا ہو رہا ہے میں نے عرض کیا اور اس بات پر بحث کر رہے ہیں کہ وہ اعمال کون سے ہیں جن سے درجات بلند ہوتے ہیں۔ ارشاد ہوا اچھا بتاؤ وہ کیا ہیں میں نے عرض کیا کھانا کھلانا اور نرم بات کرنا، اور رات کو جب لوگ سو رہے ہوں اٹھ کر نماز پڑھنا، پھر ارشاد ہوا ہم سے مانگو کیا مانگتے ہو، میں نے عرض کیا یا اللہ میں تجھ سے بھلے کاموں کے کرنے اور بُرے کاموں کے نہ کرنے کی توفیق مانگتا ہوں، اور مساکین کی محبت مانگتا ہوں اور یہ مانگتا ہوں کہ تو میری مغفرت کر دے اور مجھ پر رحم کر، اور جب تو کسی قوم کو آزمائش میں مبتلا کرنا چاہے تو مجھ کو اس فتنے اور

آزمایش سے پہلے ہی موت دے دیجیو! اے اللہ میں تجھ سے تیری محبت مانگتا ہوں اور جو تجھ سے محبت کرے اس کی محبت طلب کرتا ہوں اور جو عمل مجھ کو تجھ سے قریب کر دے اس عمل کی محبت مانگتا ہوں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ بات جو میں نے دیکھی ہے، یہ حق ہے اس کو یاد کر لو اور دوسروں کو سکھاؤ۔ (احمد، ترمذی)

بعض روایتوں میں وضو کے ذکر کے بعد جو الفاظ ہیں ان کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص ایسا کریگا وہ زندگی بھی خیر کے ساتھ رہیگا اور مریگا بھی خیر کے ساتھ، اور اپنے گناہوں سے ایسا پاک ہوگا، جیسا کہ اس کی ماں نے آج ہی اس کو جنا ہے، اس روایت میں آخر کی دعا کے متعلق یوں ارشاد ہے کہ اے محمدؐ! جب آپ نماز پڑھا کریں تو یوں دعا کیا کیجئے۔

بعض روایتوں میں نرم کلام اور طریقہ گفتگو کو نرم کرنے کی بجائے کثرت سے سلام علیک کرنے کا ذکر ہے، اسی روایت میں ہر چیز ظاہر ہونے کی بجائے یہ ہے کہ مشرق و مغرب کے درمیان جو کچھ ہے وہ سب دیکھ لیا مشکلات و تکلیفات کا مطلب یہ ہے کہ مثلاً سردی کے موسم میں ٹھنڈے پانی سے وضو کرنا پڑے تب بھی خوب اچھی طرح اعضاء وضو کو تر کرتا ہے نرم کلام کا مطلب یہ ہے کہ بداخلاق نہ ہو بات چیت کا نرم ہو سخت نہ ہو۔

۸۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے جو شخص میرے کسی دوست سے دشمنی کرتا ہے تو میں اس کے خلاف اعلان جنگ کرتا ہوں، اور کوئی بندہ جو میرا قرب میری پسندیدہ چیز کے ذریعہ سے تلاش کرتا ہے تو میری پسندیدہ چیز یہی ہے

جو میں نے فرض کی اور میرا بندہ جو ہمیشہ کثرت نوافل کی وجہ سے میرا قرب تلاش کرتا ہے تو نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ میں اُس کو دوست بنا لیتا ہوں اور اُس سے محبت کرتا ہوں، اور جب میں اُس کو دوست بنا لیتا ہوں تو میں اُس کی سماعت اور بصارت بن جاتا ہوں کہ وہ اُس سے سنتا اور دیکھتا ہے اور اُس کے ہاتھ اور پاؤں ہو جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا اور چلتا ہے اور اگر مجھ سے کچھ مانگتا ہے تو میں اُس کو دے دیتا ہوں اور اگر کسی چیز سے پناہ مانگتا ہے تو اُس سے پناہ دے دیتا ہوں اور میں کسی چیز کے کرنے میں جس کو میں کرنا چاہتا ہوں اتنا تامل اور تردد نہیں کرتا جتنا مومن کی موت میں کرتا ہوں کیونکہ موت کو وہ پسند نہیں کرتا اور میں اُس کی ناخوشی کو پسند نہیں کرتا اور موت کا وقوع اُس کے لئے ضروری ہے۔ (بخاری)

مطلب یہ ہے کہ خدا کا قرب تلاش کرنے والوں کا بہترین راستہ تو فرائض کی پابندی ہے لیکن جو بندے کثرت نوافل کی راہ سے اس کا قرب تلاش کرتے ہیں ان کا بھی یہ مرتبہ ہوتا ہے کہ وہ خدا کے دوست ہو جاتے ہیں، ہاتھ پاؤں بنجانے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے افعال و اعمال کا میں ذمہ دار ہو جاتا ہوں وہ جو کچھ کرتا ہے میری مرضی اور میرے منشاء کے موافق ہوتا ہے اس لئے میں ہی ذمہ دار ہوتا ہوں، جیسا حضرت خضر علیہ السّلام نے اپنے افعال کی تاویل کرتے وقت فرمایا تھا وَمَا فَعَلْتُهُ عَنْ أَمْرِي یعنی یہ کام میں نے اپنی مرضی اور اپنی جانب سے نہیں کئے بلکہ جو کچھ مجھ سے کرایا گیا وہ میں نے کر دیا، مومن کی موت میں تامل اور تردد کا مطلب یہ ہے کہ طبعاً ہر شخص موت کو پسند نہیں کرتا اسی طرح مومن بھی موت سے گھبراتا ہے اور میں کوئی کام ...... اُس کی خواہش کے خلاف کرنا نہیں چاہتا لیکن موت ایک لازمی چیز ہے اس کا واقع ہونا ضروری ہے۔ تو تامل اس بات میں ہوتا ہے کہ موت بھی واقع

ہوجائے اور مومن کی خواہش کے خلاف بھی نہ ہو تو بعض شارحین حدیث نے فرمایا کہ اس کی شکل یہ ہوتی ہے کہ مرتے وقت مومن کو بشارتیں اور پیامات ایسے پہنچتے ہیں جس سے وہ موت کا خواہشمند ہوجاتا ہے اور دنیاوی مصائب اس قدر پیش آتے ہیں کہ موت سے کراہیت اور گھبراہٹ کم ہوجاتی ہے۔

۹۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ قیامت میں سب سے پہلے جس چیز کا بندے سے محاسبہ کیا جائیگا وہ نماز ہے، اگر نماز درست نکلی تو نجات اور چھٹکارا ہوجائیگا اور اگر نماز میں خرابی نکلی تو ناکام اور نامراد ہوا، اگر بندے کے فرائض میں کچھ نقصان نکلا تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے ارشاد فرمائیگا دیکھو اس کے کچھ نوافل ہیں پس فرائض کی کمی کو نوافل سے پورا کردیا جائیگا، پھر اس کے تمام اعمال کے ساتھ اسی طرح کا سلوک ہوگا۔ (ابوداؤد، احمد)

بعض روایتوں میں نماز کے بعد زکوٰۃ کا ذکر آیا ہے اور زکوٰۃ کے بعد فرمایا ہے پھر تمام اعمال کا اسی طرح جائزہ لیا جائیگا۔

۱۰۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہر رات کو ہمارا پروردگار جب ایک ثلث رات رہ جاتی ہے تو آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے اور کہتا ہے کوئی ہے جو مجھ سے دعا کرے تو میں اس کی دعا کو قبول کروں کوئی ہے جو مجھ سے کچھ مانگے تو میں اس کو دوں، کوئی ہے جو مجھ سے بخشش طلب کرے تو میں اس کو بخشدوں۔ (بخاری، مسلم)

مسلم شریف کی روایت میں اس قدر زائد ہے پھر اللہ تعالیٰ اپنے دونوں ہاتھ

پھیلاتا ہے اور فرماتا ہے کوئی شخص ہے جو ایسے کو قرض دے جو نہ تو مفلس ہے اور نہ ظالم ہے۔ طلوع فجر یعنی پو پھٹنے تک یہی فرماتا رہتا ہے، اللہ تعالیٰ کے نزول کا یہ مطلب ہے کہ اس کی رحمت اپنے بندوں کی جانب متوجہ ہوتی ہے یا رحمت کے فرشتے نازل ہوتے ہیں۔

۱۱۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے ہمارا پروردگار دو آدمیوں سے بہت خوش ہوتا ہے ایک تو وہ شخص جو رات کو نماز کے لئے اپنے نرم بچھونے اور لحاف کو اور اپنی پسندیدہ بیوی اور بچوں کو کس طرح چھوڑ کر اٹھتا ہے اور اس کا یہ نماز کے لئے اٹھنا اس وجہ سے ہے کہ جو اجر و ثواب میرے پاس ہے اس کی طمع رکھتا ہے اور جو عذاب میرے پاس ہے اس سے ڈرتا اور خوف کھاتا ہے دوسرا شخص جس سے پروردگار خوش ہوتا ہے وہ ہے جو اپنے ساتھیوں کے ساتھ جہاد کرنے نکلا، لیکن کسی وجہ سے وہ اور اس کے ساتھی دشمن کے مقابلے سے بھاگ نکلے، بھاگتے ہوئے اس نے بھاگنے کے عذاب اور جنگ میں دوبارہ لوٹ چلنے کے اجر و ثواب پر غور کیا اور لوٹ گیا اور دشمن سے لڑنے لگا، یہاں تک کہ اس کا خون بہہ گیا، یعنی شہید ہو گیا، تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے فرماتا ہے، دیکھو میرے بندے کو میرے عذاب کے خوف اور ثواب کی امید پر پھر جنگ میں لوٹ آیا یہاں تک کہ اس کا خون بہہ گیا۔ (شرح السنۃ)

۱۲۔ حضرت ابو درداء اور حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے یوں روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اے ابن آدم تو میرے لئے دن کے ابتدائی حصے میں چار رکعتیں پڑھ لیا کر

میں دن کے آخری حصّے تک تیرے لئے کفایت کروں گا۔ (ترمذی، ابوداؤد)

ان رکعتوں سے مراد اشراق یا چاشت کی نماز ہے، مطلب یہ ہے کہ جو شخص یہ چار رکعتیں پڑھ لیا کرے گا اللہ تعالیٰ شام تک اُس کی ضرورت اور حاجت پوری کرنے کا ذمّہ دار ہو گا۔

حضرت عقبہ بن عامر الجہنیؓ اور ابو مرۃ الطائفیؓ سے بھی اسی قسم کی روایت امام احمدؒ بن حنبلؒ اور ابو یعلیٰ نے نقل کی ہے۔

۱۳۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو شخص فرائض کو پوری احتیاط کے ساتھ ادا کرتا ہے وہ مجھ کو جس قدر محبوب ہے اُس قدر دوسرا شخص محبوب نہیں ہے۔ (ابن عساکر)

۱۴۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے مسجدیں زمین میں میرے مکان ہیں اور جو ان میں عبادت کرنے والے ہیں وہی ان کے آباد اور انکی تعمیر کرنے والے ہیں۔ (ابو نعیم)

۱۵۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے تین چیزیں ہیں جس شخص نے ان تینوں چیزوں کی پابندی اور حفاظت کی وہ میرا پکا دوست ہے، اور جس نے ان تینوں کو ضائع کر دیا وہ میرا یقینی دشمن ہے، وہ تینوں چیزیں یہ ہیں، نماز، روزہ، غسل جنابت۔ (ابن النجار)

۱۶۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے، بندہ ہمیشہ نوافل پڑھتا رہتا ہے، اور نوافل کے ذریعہ میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ میں اُس کی سماعت اور بصارت ہو جاتا ہوں

جن سے وہ سنتا اور دیکھتا ہے اُس کی زبان اور دل ہو جاتا ہوں، جن سے وہ بولتا اور سمجھتا ہے، جب بندہ مجھ سے دعا کرتا ہے تو میں اُس کی دعا قبول کرتا ہوں اور جب مجھ سے کچھ مانگتا ہے تو میں اُس کو دے دیتا ہوں، اور بندہ جو عبادت بھی میرے لئے کرتا ہے۔ اس میں سب سے زیادہ جو عبادت مجھ کو پسند ہے وہ خیر خواہی اور نصیحت کرنا ہے۔ (طبرانی فی الکبیر)

یعنی میری مخلوق کی بھلائی کرے میری مخلوق کو نصیحت کرے، اور یہ سب میری غرض سے ہو، ایک روایت میں بھلائی کے ساتھ ہر مسلمان کا لفظ بھی ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ ہر مسلمان کی خیر خواہی کرنا بہترین عبادت ہے۔

۱۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، اے ابن آدم میری عبادت کے لئے تو فارغ رہ اور فرصت نکال تو میں تیرے سینے کو بے پروائی اور غنا سے بھر دوں گا، اور تیرے فقر اور محتاجگی کو روک دونگا، ورنہ تیرے ہاتھوں کو شغل اور کاموں کی کثرت سے بھر دوں گا، اور تیرے فقر کو نہیں روکوں گا۔ (ترمذی، بیہقی)

یعنی اگر عبادت کے لئے وقت نہ نکالا تو دنیا کے دوسرے کاموں میں مبتلا کر دوں گا اور احتیاج کو دُور نہ کروں گا۔

۱۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اعمال ایک خاص شکل میں اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہونگے پس نماز آئیگی اور عرض کرے گی، اے رب میں نماز ہوں اللہ تعالیٰ فرمائے گا بے شک تو خیر پر ہے پھر صدقہ حاضر ہو کر عرض کرے گا، اے رب میں صدقہ ہوں،

ارشاد ہوگا بے شک تو خیر پر ہے، پھر روزہ حاضر ہو کر عرض کرے گا، اے رب میں روزہ ہوں اللہ تعالیٰ فرمائے گا، بے شک تو خیر پر ہے پھر اسلام حاضر ہوگا اور کہے گا اے رب تو سلام ہے اور میں اسلام ہوں ارشاد ہوگا، بے شک تو خیر پر ہے میں آج تیری ہی وجہ سے مواخذہ کروں گا اور تیری ہی وجہ سے بخشش کرونگا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے۔ ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ وھو فی الاخرۃ من الخاسرین۔ (احمد)

۱۹۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے دنیا کی بے رغبتی سے زیادہ بہتر مجھ سے قُرب حاصل کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں ہے اور میرے فرض کی ادائیگی سے بہتر میری عبادت کو پورا کرنے کا طریقہ نہیں ہے۔ (قضاعی)

یعنی خدا سے قرب وہی حاصل کرتا ہے جو دنیا سے زُہد اور بے رغبتی اختیار کرے، اور جو شخص فرائض الٰہی کو صحیح طریقہ پر ادا کرتا ہے اُس سے بہتر کوئی عبادت کرنے والا نہیں ہے۔

۲۰۔ حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے ابن آدم اپنے قلب کو میری عبادت کے لئے فارغ کر میں تیرے قلب کو غنا سے اور تیرے ہاتھوں کو رزق سے بھر دوں گا، اور مجھ سے دوری اختیار نہ کر ورنہ تیرے قلب کو فقر سے اور تیرے

---

[1] یعنی جو شخص اسلام کے سوا کوئی دین تلاش کرے تو اس سے ہرگز نہیں قبول کیا جائیگا اور آخرت میں وہ شخص نقصان اٹھانے والا ہوگا۔

ہاتھوں کو شغل سے بھر دوں گا۔ (حاکم)

مطلب وہی ہے جو نمبر ۱۶ میں ذکر کیا گیا۔

۲۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں، جب کوئی بندہ علانیہ نماز کو بھی اچھی طرح ادا کرتا ہے اور پوشیدہ پڑھتا ہے، تب بھی اچھی طرح ادا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ بندہ میرا سچا بندہ ہے۔ (ابن ماجہ)

یعنی ریاکار نہیں ہے بلکہ ظاہر و باطن یکساں ہے۔ (یہ حدیث عنوان ۴ میں بھی گذر چکی ہے۔)

۲۲۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا میرے پڑوسی کہاں ہیں فرشتے عرض کریں گے ایسا کون ہو سکتا ہے جو آپ کا پڑوسی بن سکے ارشاد ہوگا، قرآن پڑھنے والے اور مساجد کو آباد رکھنے والے کہاں ہیں۔ (ابو نعیم)

یعنی یہ لوگ اس کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

۲۳۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں تو نماز صرف اس بندے کی قبول کرتا ہوں جو میری عظمت کے مقابلہ میں تواضع کرتا ہے، اور میری مخلوق کے سامنے تکبّر نہیں کرتا، اپنا دن میری یاد میں گذارتا ہے اور اپنی خطا پر اصرار نہیں کرتا بھوکے کو کھانا کھلاتا ہے مسافر کو جگہ دیتا ہے، اپنے سے چھوٹوں پر رحم کرتا ہے اور اپنے سے بڑوں کی عزّت کرتا ہے یہ ایسا شخص ہے کہ جو مجھ سے مانگتا ہے میں

اُس کو دے دیتا ہوں، مجھ سے دعا کرتا ہے تو قبول کرتا ہوں، میری طرف گڑگڑاتا اور عاجزی کرتا ہے تو میں اُس پر رحم کرتا ہوں میری نظر میں اُس کی مثال ایسی ہے جیسی جنت الفردوس کی جس کے پھل اور جس کا حال متغیر نہیں ہوتا۔ (دار قطنی)

یعنی عام بندوں سے مرتبے میں یہ بندہ ایسا بلند ہے جیسے جنت الفردوس دوسری جنتوں کے مقابلے میں۔

۲۴۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جب کوئی مؤذن اذان دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس کے سر پر ہاتھ رکھ دیتا ہے وہ ہاتھ رکھے رہتا ہے، یہاں تک کہ وہ مؤذن جب اذان سے فارغ ہوتا ہے، تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، میرے بندے نے سچ کہا اور حق کی شہادت دی اسے بشارت ہو اور جہاں اس مؤذن کی آواز جاتی ہے، بقدر آواز اسکی مغفرت کر دی جاتی ہے۔ (دیلمی)

یعنی جتنی آواز لانبی اتنی ہی بخشش زیادہ۔

۲۵۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، جب کوئی بندہ نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے، تو وہ رحمان کی آنکھوں کے سامنے ہوتا ہے جب بندہ اِدھر اُدھر دیکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے آدم کے بیٹے کس کی طرف دیکھتا ہے، اے ابن آدم تیرے لئے مجھ سے بہتر کون ہے میری جانب متوجہ رہ جس کی طرف تو دیکھنا چاہتا ہے اس سے میں بہتر ہوں۔ (عقیلی)

۲۶۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی اس قسم کی روایت مروی ہے

اس میں یہ الفاظ ہیں کہ پہلی مرتبہ جب بندہ نماز میں اِدھر اُدھر دیکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کونسا بندہ مجھ سے بہتر ہے جس کی طرف تو دیکھ رہا ہے، پھر جب دوسری مرتبہ بندہ دیکھتا ہے تب بھی اللہ تعالیٰ یہی فرماتا ہے، جب تیسری مرتبہ دیکھتا ہے تب بھی یہی فرماتا ہے اور جب بندہ چوتھی مرتبہ بھی یہی حرکت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس کی جانب سے منہ پھیر لیتا ہے۔ (دیلمی)

۲۷۔ حضرت عبد اللہ بن زیدؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے اپنے رب سے سوال کیا کہ میری اُمت پر چاشت کی نماز مقرر کردے اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ فرشتوں کی نماز ہے جو چاہے پڑھ لیا کرے اور جو چاہے ترک کردے، اور جو شخص پڑھے تو آفتاب بلند ہونے کے وقت پڑھے۔ (دیلمی)

۲۸۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ تم پر چند گرہ لگی ہوئی ہوتی ہیں، جب کوئی شخص وضو کرتا ہے اور ہاتھ دھوتا ہے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے اور جب مُنہ دھوتا ہے تو ایک اور گرہ کھل جاتی ہے اور جب سر پر مسح کرتا ہے تو ایک اور گرہ کھل جاتی ہے اور جب پاؤں کا وضو کرتا ہے تو ایک اور گرہ کھل جاتی ہے، پس اللہ تعالیٰ پردے کے پیچھے فرماتا ہے میرے بندہ کو دیکھو اپنے نفس کا علاج کر رہا ہے میرا بندہ مجھ سے مانگے جو مانگنا چاہے جو کچھ طلب کرے وہ اُس کے لئے ہے۔ (طبرانی)

یعنی جو مانگے گا وہ ملے گا گرہ سے مراد غفلت یا کسل اور سستی کی گرہیں ہیں جب وضو کرتا ہے اور نماز کے لئے تیار ہوتا ہے تو یہ سب چیزیں دور ہو جاتی ہیں۔

۱۲

شعبان، رمضان اور عید کی فضیلت

۱۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ماہ شعبان کی پندرھویں شب ہو تو اس رات میں اللہ کی عبادت کیا کرو اور پندرھویں تاریخ کو روزہ رکھا کرو بے شک اللہ تعالیٰ اس رات میں سرِ شام سے آسمان دنیا پر نازل ہوتا ہے اور صبح صادق تک فرماتا رہتا ہے، کوئی بخشش مانگنے والا ہے تو اُس کو بخشدوں کوئی روزی طلب کرنے والا ہے تو اس کو رزق دیدوں کوئی مصیبت زدہ عافیت طلب کرنے والا ہے تو اس کو عافیت دیدوں کوئی ایسا ہے کوئی ایسا ہے۔ (ابن ماجہ)

نازل ہونے کا مطلب وہی ہے جو باب ۱۱ کی حدیث ۱۰ میں ذکر کیا گیا ہے۔

۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن آدم کے ہر عمل کا ثواب دس گُنے سے سات سَو گُنا تک دیا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، مگر روزہ، روزہ میرے ہی واسطے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا، بندہ میرے لئے اپنی خواہشات اور اپنے کھانے کو ترک کرتا ہے، روزہ دار کے لئے دو موقع مسرت اور خوشی کے ہیں ایک خوشی تو روزہ کھولنے کے وقت ہوتی ہے اور دوسری مسرت اپنے پروردگار سے ملاقات کرتے وقت ہوگی، البتہ روزے دار کے مُنہ کی بُو خدا تعالیٰ کی نظر میں

مُشک کی بُو سے زیادہ بہتر ہے، جب تم میں سے کوئی شخص روزے سے ہو تو کوئی فحش اور بیہودہ بات مُنہ سے نہ نکالے اگر کوئی دوسرا آدمی روزے دار کو گالی دے یا جھگڑا کرے تو اُس سے کہدے کہ میں روزے سے ہوں"۔ (بخاری، مسلم)

۳۔ ابن آدم کے ہر عمل پر دس گُنا ثواب دیا جاتا ہے اور ثواب کی زیادتی دس گُنے سے لیکر سات سو گُنے تک بھی ہو جاتی ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے روزہ اس حساب سے بالاتر ہے روزہ میرے ہی لئے ہے اور میں ہی اس کا ثواب بھی دوں گا، روزہ دار میرے لئے کھانا چھوڑتا ہے، پینا چھوڑتا ہے، اپنی بیوی سے علیحدہ رہتا ہے اور ہر قسم کی خواہشات کو میری وجہ سے ترک کرتا ہے، روزہ دار کے مُنہ کی بُو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ بہتر اور اچھی ہے، روزہ دار کو دو خوشیاں ہیں ایک خوشی افطار کرتے وقت اور ایک جب اپنے رب سے ملاقات کرے گا"۔ (ابن خزیمہ)

۴۔ حضرت جابر بن عبداللہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، روزہ ایک ڈھال ہے اس ڈھال کی وجہ سے دوزخ کی آگ سے بندہ بچایا جاتا ہے۔ روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔ (احمد، بیہقی)

۵۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے بندوں میں سے وہ بندہ مجھ کو زیادہ محبوب اور پسندیدہ ہے جو روزہ کھولنے میں جلدی کرتا ہے۔ (احمد، ترمذی، ابن خزیمہ، ابن حبان)

یعنی سورج غروب ہوتے ہی روزہ افطار کر لیتا ہے۔

۶۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ لیلۃ القدر میں حضرت جبرئیل علیہ السلام ایک فرشتوں کی جماعت کے ساتھ نازل ہوتے ہیں اور جو بندے اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول ہوتے ہیں خواہ یہ ذکر کھڑے ہو کر کرتے ہوں یا بیٹھ کر ان کے لئے یہ فرشتے بخشش کی دعا کرتے ہیں پھر جب ان کی عید کا دن یعنی افطار کا دن ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ بندوں کے اعمال پر فخر کا اظہار کرتے ہوئے فرشتوں سے فرماتا ہے اے میرے ملائکہ جب کوئی مزدور اپنی مزدوری پوری کر لے تو اس کا بدلہ کیا ہے، فرشتے عرض کرتے ہیں، اے ہمارے پروردگار اس مزدور کا بدلہ یہ ہے کہ اُس کی مزدوری اُس کو پوری پوری دیدی جائے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے میرے ملائکہ! میرے غلام اور میری لونڈیوں نے اُس فریضہ کو جو میں نے ان پر فرض کیا تھا ادا کر دیا، پھر میرا نام بلند کرتے ہوئے عید کی نماز کے لئے نکلے، مجھ کو قسم ہے میری عزت اور جلال کی اور میرے کرم اور میری بلند شان کی بے شک میں ان کی دعا قبول کر دوں گا، پھر بندوں کو خطاب کرتے ہوئے فرماتا ہے، جاؤ اپنے اپنے گھروں کو لوٹ جاؤ بے شک میں نے تم سب کی مغفرت کر دی اور تمہاری خطاؤں کو نیکیوں سے بدل دیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں لوگ عید گاہ سے اس حال میں لوٹتے ہیں کہ وہ بخشے بخشائے ہوتے ہیں۔ (بیہقی فی شعب الایمان)

۷۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، ارشاد فرمایا نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم نے تین شخص ہیں جن کی دعاء رد نہیں کی جاتی ایک روزہ دار جب روزہ افطار کرے، دوسرے امام عادل، تیسرے مظلوم، مظلوم کی دعاء کو اللہ تعالیٰ بادلوں کے اوپر اٹھا لیتا ہے اور آسمان کے دروازے مظلوم کی دعاء کے لئے کھول دیتا ہے اور فرماتا ہے مجھے اپنی عزت کی قسم تیری مدد کروں گا، اگرچہ یہ مدد کچھ عرصہ کے بعد ہو۔ (ترمذی)

امام عادل سے مراد ہے وہ مسلمان بادشاہ جو انصاف کرتا ہو دیر کا مطلب یہ ہے کہ مظلوم کی مدد تو ضرور ہوتی ہے لیکن کبھی بعض مصالح کے اعتبار سے تاخیر ہو جاتی ہے۔

۸۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس شخص نے اپنے اعضاء کا روزہ نہیں رکھا تو اس کے کھانا پینا چھوڑنے کی مجھے حاجت نہیں۔ (ابو نعیم)

روزہ کا اصلی مقصد یہ ہے کہ آدمی اپنے اعضاء اور جوارح کو گناہوں سے محفوظ رکھے۔

۹۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کراماً کاتبین کو حکم دیتا ہے کہ میرے بندوں میں سے جو زیادہ روزے رکھنے والے ہیں، ان کی کوئی خطا عصر کی نماز کے بعد نہ لکھا کرو۔ (حاکم فی تاریخہ)

۱۳ زکوٰۃ اور خیرات و صدقات کے فضائل

۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، اے ابن آدم تو خدا کی راہ میں خرچ کر میں تجھ پہ خرچ کروں گا۔ (بخاری مسلم)

یعنی تو خدا کی راہ میں دے گا تو خدا تجھ کو دے گا، دار قطنی میں اس قدر اور زیادہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا داہنا ہاتھ پر ہے رات دن خرچ کرنے کے باوجود اس میں کمی نہیں ہوتی۔

۲۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اللہ تعالیٰ نے زمین کو پیدا کیا تو وہ ہلنے اور حرکت کرنے لگی، اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کو پیدا کیا اور اُن کو زمین پر رکھا تو زمین ٹھہر گئی، ملائکہ کو پہاڑوں کے ثقل اور ان کی سختی پر تعجب ہوا فرشتوں نے عرض کیا الٰہی ان پہاڑوں سے بھی کوئی چیز زیادہ سخت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہاں لوہا ان سے زیادہ سخت ہے پھر فرشتوں نے عرض کیا الٰہی لوہے سے بھی زیادہ کوئی چیز زیادہ سخت ہے، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہاں آگ پھر فرشتوں نے عرض کیا اے رب آگ سے بھی زیادہ کوئی چیز ہے ارشاد ہوا ہاں پانی فرشتوں نے عرض کیا اے رب پانی سے بھی زیادہ کوئی چیز ہے ارشاد ہوا ہوا۔ پھر فرشتوں نے عرض کیا، اے پروردگار ہوا سے بھی کوئی چیز زیادہ ہے، ارشاد ہوا، ہاں ہوا سے

زیادہ وہ ابن آدم ہے جو میری راہ میں صدقہ کو اس قدر چھپاتا ہے کہ سیدھے ہاتھ سے جو صدقہ دیتا ہے اس کی الٹے ہاتھ کو بھی خبر نہیں ہونے دیتا۔ (ترمذی)

یعنی ہوا سے بھی زیادہ اس قسم کا پوشیدہ صدقہ مؤثر اور مفید ہے یا یہ مطلب ہے کہ اس فعل سے نفس جیسی سرکش چیز مغلوب ہو جاتی ہے۔

۳۔ حضرت ابو واقد اللیثی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ہم نے مال کو اس لئے نازل کیا ہے یعنی دولت اس غرض سے پیدا کی گئی ہے کہ لوگ نماز میں اطمینان حاصل کریں اور زکوٰۃ ادا کریں اگر ابن آدم کو ایک وادی بھر کر چاندی سونا دیدیا جائے تو وہ دوسرے جنگل اور وادی کی خواہش کرتا ہے اور اگر دو وادیاں دیدی جائیں تو تیسری کی خواہش کرتا ہے اور یہ چاہتا ہے کہ تیسری وادی بھی ملجائے اور ابن آدم کے پیٹ کو مٹی ہی بھر سکتی ہے پھر اللہ تعالیٰ ہر شخص کی جانب متوجہ ہوتا ہے جو اس سے توبہ کرے (احمد طبرانی فی الکبیر)

مقصد یہ ہے کہ مال کا اصلی منشا تو نماز کا قیام اور زکوٰۃ کا دینا ہے، مگر ابن آدم کی حرص کا یہ حال ہے کہ مال کی طلب ختم نہیں ہوتی اس کا پیٹ تو قبر کی مٹی ہی سے بھرا جا سکتا ہے۔ مرنے کے بعد ہی دنیا کی محبت ختم ہو سکتی ہے، مگر جو بندہ خدا کی طرف رجوع کرے اور خدا اس کو نیک توفیق دے تو وہ محفوظ رہ سکتا ہے، وادی اس میدان کو کہتے ہیں جو پہاڑ کے نشیب میں واقع ہوتا ہے ہم نے جنگل ترجمہ کر دیا ہے۔

۴۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے ابن آدم تیرے پاس اس قدر مال ہوتا ہے جو تیری ضروریات کے لئے کافی ہو سکتا ہے اور تیری حالت یہ ہے کہ تو

قدر طلب کرتا ہے، کہ جو تجھ کو سرکشی اور ہلاکت میں مبتلا کردے، نہ تو کمی پر تو قانع ہوتا ہے نہ زیادتی سے تیرا پیٹ بھرتا ہے، اگر تو اس حالت میں صبح کرے کہ تیرا جسم تندرست ہو اور تیری زندگی اور تیرا مذہب مامون ہو اور تیرے پاس ایک دن کا کھانے کو ہو تو دنیا کو نظرانداز کردے۔ (ابن عدی، بیہقی)

یعنی پھر دُنیا کی طرف متوجہ نہ ہو۔

۵۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اے ابن آدم دو چیزیں ہیں دونوں میں سے ایک تیرے اختیار میں نہیں ہے ایک تو میں نے تیرے مال میں سے تیرا حصّہ اس وقت کے لئے مقرر کردیا ہے جب تیری جان تیرے حلقوم میں آجائے اور یہ حصّہ اس لئے مقرر کیا ہے تاکہ تجھکو پاک کردوں اور تجھ کو آراستہ کروں اور دوسرے تیری موت کے بعد میرے بندوں کی تجھ پر نماز پڑھنا۔ (ابن ماجہ)

یعنی مرنے وقت مال کے تیسرے حصّہ میں وصیت کرنا، وصیت کا فائدہ مرنے کے بعد ہی حاصل ہوتا ہے، جس طرح جنازے کی نماز کا فائدہ مرنے کے بعد حاصل ہوتا ہے۔

۶۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ دین ہے جس کو میں نے اپنے لئے پسند کیا ہے اس دین کی صلاحیت بجز سخاوت اور حسن خلق کے نہیں ہے تم جبتک مسلمان ہو دین کا سخاوت اور حسن خلق سے اکرام کرتے رہو۔ (ابن عساکر)

یعنی دین میں یہ دونوں باتیں اہم ہیں۔

۷۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے ابن آدم ضرورت سے زیادہ مال کو خدا کی راہ میں خرچ کر دینا، تیرے لئے بہتر ہے اور اس کا روک لینا تیرے لئے بُرا ہے اور بقدر حاجت رکھنے پر کوئی ملامت نہیں ہے اور خرچ کرنے کی ابتدا اپنے اہل وعیال سے کیا کر اور یہ یاد رکھ کہ نیچے ہاتھ سے اوپر والا ہاتھ بہتر ہے۔ (بیہقی)

جن کا نان نفقہ اپنے ذمہ ہے وہ غیروں سے بہرحال مقدم ہیں، نیچا اور اونچا ہاتھ سائل اور سخی کے ہاتھ کی طرف اشارہ ہے تفصیل جنت کی کنجی میں مذکور ہے۔

۸۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے سخی مجھ سے اور میں اُس سے ہوں۔ (دیلمی)

۹۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مجھ سے زیادہ کون سخی ہو سکتا ہے۔ (دیلمی)

۱۰۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میری راہ میں خرچ کرنے والا مجھے قرض دیتا ہے اور نماز پڑھنے والا مجھ سے سرگوشی کرتا ہے۔ (دیلمی)

یعنی نماز مناجات ہے۔

۱۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مجھ سے جبرئیل نے کہا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، اے بندو! میں نے تم کو مال دیا اور تم کو مال عطا کرنے کے بعد تم سے قرض مانگا ہے پس جو شخص میرے دئے ہوئے میں سے مجھے کچھ خوشی سے دیتا ہے تو میں بہت جلد اس کی جگہ اور دیدیتا ہوں۔ اور آئندہ کے لئے اس کے واسطے ذخیرہ بناتا ہوں اور جس شخص سے میں اس کی مرضی کے خلاف لے لیتا ہوں اور وہ اس پر صبر کرتا ہے اور ثواب کی اُمید رکھتا ہے تو میری رحمت اس کے لئے واجب ہو جاتی ہے اور اس کو

ہدایت یافتہ لوگوں میں لکھ دیتا ہوں اور اس کیلئے اپنا دیدار مباح کر دیتا ہوں۔ (رافعی)
مطلب یہ ہے کہ جو اپنی خوشی سے صدقہ خیرات کرتا ہے تو اس کو قائم مقام دیا جاتا ہے، اور آخرت کے لئے ثواب کو ذخیرہ بنایا جاتا ہے اور جس کو میرے حکم سے مالی نقصان پہنچ جاتا ہے اور وہ صبر کرتا ہے تو اس کو بھی اجر دیا جاتا ہے۔

۱۲۔ حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرسلاً روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے آدم کے بیٹے اپنا خزانہ میرے پاس امانت رکھدے تیرے مال کو نہ آگ لگے گی نہ غرق ہوگا اور نہ چوری جائے گا، اور جس وقت تجھ کو اس خزانہ کی سخت ضرورت ہوگی تو تیرے سپرد کر دیا جائیگا (بیہقی)
یعنی ہماری راہ میں خرچ کرنا گویا ہمارے پاس محفوظ کر دینا ہے جہاں ضائع ہونے کا کوئی اندیشہ نہیں اور سب سے زیادہ ضرورت قیامت کے دن ہوگی اس دن وہ خزانہ اور مال نفع دے گا۔

۱۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ تم سے پہلے لوگوں میں ایک شخص تھا جو ایک پرندے کے گھونسلے میں سے اس کے بچے نکال لیا کرتا تھا، اس پرندے نے اللہ تعالیٰ سے شکایت کی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا اگر آئندہ ایسا کرے گا تو اس کو ہلاک کر دیا جائیگا، چنانچہ یہ شخص سیڑھی لیکر پھر اس طائر کے بچے نکالنے جاتا تھا۔ گاؤں کے سرے پر اس کو ایک سائل ملا اس شخص نے اپنے کھانے میں سے اس کو ایک روٹی دیدی، جب اس درخت کے پاس پہنچا، تو سیڑھی لگا کر بچے نکال لئے اور بچوں کے ماں باپ دیکھتے رہے، پھر انہوں نے عرض کیا الٰہی! آپ نے وعدہ فرمایا تھا کہ اس کو ہلاک

کر دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے ان پرندوں کو وحی بھیجی، کیا تم کو خبر نہیں میں کسی آدمی کو جو صدقہ دیتا ہے اُس دن اس کو بُری موت کے ساتھ ہلاک نہیں کرتا جس دن وہ صدقہ دے۔ (ابن عساکر)

یعنی صدقہ کرنے کے دن اُس کو عذاب سے ہلاک نہیں کیا جاتا۔

۱۴ تسبیح، تحمید، استغفار اور درود شریف کے فضائل

۱۔ حضرت ابو سعید خدری اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہتا ہے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ تو اس شخص کا رب اس کلمہ کی تصدیق کرتا ہے اور فرماتا ہے کوئی معبود میرے سوا نہیں ہے اور میں سب سے بڑا ہوں اور جب کوئی بندہ کہتا ہے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں ہی فقط معبود ہوں میرا کوئی شریک نہیں اور جب یہ شخص کہتا ہے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (ہاں) میرے سوا کوئی معبود نہیں میری ہی سلطنت ہے اور میں ہی ہر قسم کی حمد و ثنا کا سزاوار ہوں اور جب بندہ کہتا ہے۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ تو خدا تعالیٰ فرماتا ہے (بیشک) میرے سوا کوئی معبود نہیں اور بُرائی سے

لہ یعنی کوئی معبود نہیں مگر اللہ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز سے بڑا ہے۔ لہ یعنی اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ لہ یعنی سوائے خدا کے کوئی معبود نہیں اسی کی بادشاہت ہے اور وہی ہر قسم کی تعریف کا مستحق ہے۔ لہ یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بُرائی سے بچانے اور نیکی کی طرف مائل کرنے کی طاقت سوائے خدا کے کسی میں نہیں۔

بچانے اور نیکی پر مائل کرنے کی توفیق اور طاقت میرے ہی قبضے میں ہے" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو بندہ ان کلمات کو بیماری کی حالت میں کہتا ہے اور پھر اس مرض میں مرجاتا ہے تو اسکو آگ نہیں جلائے گی۔" (ترمذی، ابن ماجہ)

۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میں تجھ کو وہ کلمہ نہ بتادوں جو جنت کے خزانہ میں سے ہے جو عرش کے نیچے ہے کہ حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ یعنی وہ کلمہ یہ ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بندے نے اطاعت کی اور فرمانبردار بنا۔ (بیہقی فی الدعوات الکبیر)

مطلب یہ ہے کہ جب کوئی اس کلمہ کو پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے !سلم و استسلم اس روایت سے معلوم ہوا جنت عرش کے نیچے ہے۔

۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے سُبْحَانَ اللّٰهِ مخلوق کی عبادت ہے اور اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ شکر کا کلمہ ہے اور لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اخلاص کا کلمہ اور اَللّٰهُ اَکْبَرُ کا ثواب زمین و آسمان کو بھر دیتا ہے اور جب کوئی بندہ کہتا ہے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اسلم و استسلم بندہ نے اطاعت کی اور نہایت فرمان بردار ہوا۔ (رزین)

۴۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایک دفعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا اے رب مجھے کوئی ایسی چیز سکھا دے جس کی وجہ سے میں تیرا ذکر کیا کروں اور تجھ سے دعا کیا کروں اللہ تعالیٰ نے فرمایا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہو، حضرت موسیٰ ؑ نے عرض کیا یہ کلمہ تو تمام مخلوق پڑھتی ہے میں تو یہ چاہتا تھا کہ کوئی چیز

میرے لئے مخصوص ہو، ارشاد ہوا اے موسیٰ! ساتوں آسمان اور ان آسمانوں کے رہنے والے سوائے میرے اور ساتوں زمینیں یہ سب کسی ترازو کے پلڑے میں رکھی جائیں اور کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ایک پلڑے میں رکھا جائے تو اس کلمہ کا پلڑا جھک جائے گا۔ (شرح السنۃ)

اس روایت کا مختصر ٹکڑا توحید کے باب میں بھی گذر چکا ہے۔

۵۔ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ایک دن نبی کریم صلی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ کے چہرے مبارک سے خوشی اور مسرت کے آثار ظاہر ہو رہے تھے، آپ نے فرمایا میرے پاس حضرت جبرئیلؑ تشریف لائے تھے انہوں نے مجھ سے کہا آپ کا رب فرماتا ہے اے محمدؐ! کیا تم اس بات سے خوش نہیں ہو کہ تمہاری امت میں سے کوئی شخص جب تم پر ایک دفعہ درود بھیجے تو میں اس کے بدلے میں اس شخص پر دس بار رحمت بھیجوں اور جو شخص تم پر ایک بار سلام بھیجے تو میں اس پر دس بار سلام بھیجوں۔ (نسائی، دارمی)

۶۔ حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور کھجوروں کے ایک باغ میں تشریف لے گئے، وہاں پہنچکر آپ نے ایک ایسا طویل سجدہ کیا کہ مجھ کو یہ خوف ہو گیا کہ کہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو وفات دیدی یعنی آپ کی موت کا ڈر ہو گیا۔ تو میں قریب پہنچکر آپ کو دیکھنے لگا، آپ نے سجدہ سے سر اٹھایا اور فرمایا کیوں تجھ کو کیا ہوا میں نے اپنے خوف کا ذکر کیا آپ نے فرمایا مجھ سے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا ہے کیا میں آپکو اس کی بشارت نہ دوں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو تم پر درود بھیجے گا میں اس پر

رحمت بھیجوں گا اور جو تم پر سلام بھیجے گا میں اس پر اپنی سلامتی نازل کروں گا۔ (احمد)

۷۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے میں اپنے بندے کے گمان کے پاس ہوں اور جس وقت وہ مجھ کو یاد کرے تو میں اس کے پاس اور اُس کے ساتھ ہی ہوتا ہوں، اور اللہ تعالیٰ اُس بندے سے جو توبہ کرتا ہے اور اپنے خدا کی طرف رجوع کرتا ہے بہت خوش ہوتا ہے جس طرح تمہاری اونٹنی جنگل میں گم ہو جائے اور بہت تلاش کرنے کے بعد وہ گم شدہ اونٹنی مل جائے اس گم شدہ اونٹنی کے ملجانے پر تم کو جس قدر خوشی ہوتی ہے اللہ تعالیٰ اُس خوشی سے بھی زیادہ اُس بندے سے خوش ہوتا ہے جو توبہ کرنے والا ہے اور جو بندہ میری طرف ایک بالشت قریب ہوتا ہے میں اُس کی طرف ایک ہاتھ بڑھتا ہوں اور جو بندہ میری طرف ایک ہاتھ بڑھتا ہے میں اُس سے دو ہاتھ نزدیک ہوتا ہوں اور جب کوئی بندہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اُس کی طرف دوڑ کر بڑھتا ہوں۔ (مسلم)

۸۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں ایک سواری حاضر کی گئی سو جب آپ نے اس کی رکاب میں پاؤں رکھا تو بِسْمِ اللّٰہِ اور جب آپ اس کی پیٹھ پر بیٹھے تو کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ پھر یہ آیت پڑھی سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا کُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ وَاِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ۔ پھر تین دفعہ کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور اَللّٰہُ اَکْبَرُ تین دفعہ کہا اس کے بعد فرمایا سُبْحَانَكَ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لِیْ فَاِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ پھر آپ ہنسے کسی نے دریافت کیا اے امیرالمومنین! آپ کس چیز کے سبب سے ہنسے آپ نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی سواری پر

سوار ہوتے وقت یہ پڑھا تھا جو میں نے پڑھا، پھر آپ بھی ہنسے تھے اور میں نے آپ سے دریافت کیا تھا کہ یارسول اللہ آپ کس بات پر ہنسے آپ نے فرمایا بیشک تیرا رب اُس بندے سے بہت ہی خوش ہوتا ہے جو کہتا ہے۔ رَبِّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ[1] اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ بندہ جانتا ہے کہ میرے سوا کوئی گناہ نہیں بخشتا۔ (احمد، ترمذی، ابوداؤد)

آیت کا مطلب یہ ہے پاک ہے وہ ذات جس نے ہمارے واسطے اس سواری کو فرمانبردار بنادیا، حالانکہ ہم کو اس کے تابعدار بنانے کی طاقت نہ تھی اور بے شک ہم اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔

۹۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ دونوں فرشتے جو بندے کے اعمال کے محافظ ہیں، وہ ہر دن اللہ تعالیٰ کی طرف بندے کا اعمالنامہ لیجاتے ہیں، پس اگر اللہ تعالیٰ کسی بندے کے نامۂ اعمال کی ابتدا اور انتہا میں استغفار کی کثرت پاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے تمام وہ اعمال اپنے بندے کے بخشدیئے جو ابتدا اور انتہا کے وسط میں ہیں۔ (بزاز)

یعنی شروع اور آخر کے درمیان جو کچھ ہے اُس کو بخشدیا جاتا ہے۔

۱۰۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں فرمایا نبی کریم صلعم نے جب آدمی بیٹھتا ہے اور کہتا ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ كَمَا يُحِبُّ رَبُّنَا وَيَرْضٰى[2] حضور نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان

---

[1] اے میرے رب میرے گناہ بخشدے [2] یعنی اللہ تعالیٰ کے لئے بکثرت حمد و تعریف ہے وہ تعریف جو پاکیزہ اور بابرکت ہے اور وہ تعریف جو خدا کو پیاری اور پسندیدہ ہے۔

ہے ان کلمات کا ثواب لکھنے کے لئے دس فرشتے دوڑتے ہیں اور ہر ایک فرشتہ اس بات کی خواہش کرتا ہے کہ میں اس کا اجر لکھوں لیکن وہ ان کی سمجھ میں نہیں آتا کہ کس طرح لکھیں یا کس قدر لکھیں پس اس معاملہ کو اللہ تعالیٰ کی خدمت میں جو صاحب عزت ہے پیش کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس طرح میرے بندے نے کہا ہے اس کو لکھ لو۔ (حاکم، ابن حبان)

یعنی تم صرف کلمات لکھو اور ثواب کو مجھ پر چھوڑ دو۔

۱۱۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ جو شخص یہ دعا پڑھتا ہے اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اِنِّيْ اَعْهَدُ اِلَيْكَ فِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا اِنِّيْ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ فَاِنَّكَ اِنْ تَكِلْنِيْ اِلٰى نَفْسِيْ تُقَرِّبْنِيْ مِنَ الشَّرِّ وَتُبَاعِدْنِيْ مِنَ الْخَيْرِ وَاِنِّيْ اِنْ اَثِقُ اِلَّا بِرَحْمَتِكَ فَاجْعَلْ لِّيْ عِنْدَكَ عَهْدًا تُوَفِّيْنِيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ۔ اس دعاء پڑھنے والے کے متعلق اللہ تعالیٰ قیامت میں اپنے فرشتوں سے فرمائے گا: تحقیق میرے بندے نے مجھ سے ایک عہد کیا ہے سو تم اس عہد کو پورا کرو، پھر اللہ تعالیٰ اس بندے کو جنت میں داخل کر دے گا۔ (احمد)

۱۲۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں حضورؐ نے فرمایا جب امام کہے سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ تو تم کہا کرو اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ بلا شک اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی وساطت سے یہ فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس شخص کا قول سنا جس نے اس کی تعریف کی۔

۱۳- حضرت حکیم بن عبد اللہ بن خطاب حضرت امام انیس سے جو صاحبزادے ہیں حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روایت کرتے ہیں کہ صحابہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا، یارسول اللہ آیت اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ کا کیا مطلب ہے سرکار نے فرمایا یہ بات اسرار میں سے ہے اگر تم دریافت نہ کرتے تو میں تم کو نہ بتاتا۔ اللہ تعالیٰ نے میرے متعلق دو فرشتے مقرر کئے ہیں جس مسلمان کے سامنے میرا نام لیا جاتا ہے اور وہ میرے اوپر درود پڑھتا ہے تو یہ دونوں فرشتے اس شخص کو کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تیری مغفرت کرے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے ان دونوں فرشتوں کے جواب میں کہتے ہیں، آمین۔ (طبرانی)

اسرار یعنی اللہ تعالیٰ کے بھیدوں میں سے ایک بھید کی بات ہے۔

۱۴- حضرت ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ میرے پاس جبرئیلؑ آئے اور انھوں نے کہا جب آپ کو چھینک آئے تو یوں کہا کیجئے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ لِکَرَمِہٖ وَاَلْحَمْدُ لِلّٰہِ لِعِزِّ جَلَالِہٖ، تو اللہ تعالیٰ آپ کے جواب میں کہیگا میرے بندے نے سچ کہا اس کی بخشش کر دی گئی۔ (ابن السنی)

۱۵- حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جب کوئی بندہ سُبْحَانَ اللّٰہِ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے سچ کہا میری پاکی اور میری حمد بیان کی، تسبیح کا سوائے میرے کوئی مستحق نہیں ہے۔ (دیلمی)

۱۶- حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ بندہ جب کہتا ہے اے رب! اے رب! تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں حاضر

ہوں مانگ جو مانگے گا دیا جائے گا۔ (دیلمی)

۱۷۔ حضرت ابوسعید اور ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جس دن سخت گرمی ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اہل زمین کی طرف اپنے کان اور اپنی آنکھیں لگا دیتا ہے اور جب کوئی بندہ کہتا ہے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ آج کیا ہی سخت گرمی ہے اَللّٰھُمَّ اَجِرْنِیْ مِنْ نَارِ جَھَنَّمَ یا اللہ مجھ کو دوزخ کی آگ سے بچا تو اللہ تعالیٰ دوزخ سے فرماتا ہے میرے بندوں میں سے ایک بندہ تیری گرمی سے پناہ مانگ رہا ہے اور میں تجھ کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اس بندے کو تجھ سے پناہ دیدی اور جب سخت سردی کا دن ہوتا ہے تو بھی اللہ تعالیٰ اپنی آنکھ اور اپنے کان کو اہل زمین کی طرف متوجہ کرتا ہے اور جب کوئی بندہ کہتا ہے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ آج کیا ہی سردی ہے اَللّٰھُمَّ اَجِرْنِیْ مِنْ زَمْھَرِیْرِ جَھَنَّمَ[1] تو اللہ تعالیٰ دوزخ سے فرماتا ہے میرے بندوں میں سے ایک بندہ تیرے زمہریر سے پناہ مانگ رہا ہے میں تجھ کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اس کو تیرے زمہریر سے پناہ دیدی لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ جہنم کا زمہریر کیا ہے، حضورؐ نے فرمایا ایک مکان ہے جس میں کافر کو ڈال دیا جائیگا اور اس مکان کی سردی اور ٹھنڈک کی وجہ سے اس کے اعضا ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں گے۔ (ابن السنی، ابونعیم، ابن النجار)

۱۸۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جو مسلمان عرفات سے واپس ہو کر مزدلفہ میں قبلہ کی طرف منہ کر کے سو مرتبہ کہتا ہے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ

---

[1] یا اللہ مجھ کو دوزخ کے طبقہ زمہریر سے بچا۔

وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ پھر سو مرتبہ سورۂ فاتحہ پڑھتا ہے پھر سو مرتبہ کہتا ہے اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ پھر سو مرتبہ کہتا ہے سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ پھر سو مرتبہ قل ہو اللہ پڑھتا ہے پھر سو مرتبہ یہ درود شریف پڑھتا ہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ وَّعَلَیْنَا مَعَھُمْ تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے اس بندے کی کیا جزا ہے اس نے میری تسبیح اور تہلیل بیان کی میری بڑائی اور عظمت ظاہر کی، میری بزرگی بیان کی، میری تعریف کی، اور میرے نبی پر درود بھیجا۔ اے ملائکہ تم گواہ رہو میں نے اس کی مغفرت کر دی اور اس کی شفاعت اس کی ذات کے متعلق قبول کر لی اور اگر یہ تمام اہل موقف کے لئے شفاعت کرنا چاہے تو میں اس کی شفاعت قبول کر لوں گا۔ (بیہقی)

۱۹۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ایک گاؤں کے آدمی کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا، اے اعرابی جب تو کہتا ہے سُبْحَانَ اللّٰہِ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تو نے سچ کہا اور جب تو کہتا ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ تو اللہ تعالیٰ کہتا ہے تو نے سچ کہا، اور جب تو کہتا ہے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تو نے سچ کہا اور جب تو کہتا ہے اَللّٰہُ اَکْبَرُ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تو نے سچ کہا اور جب تو کہتا ہے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ یعنی اے اللہ مجھ کو بخش دے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے بخش دیا اور جب تو کہتا ہے اَللّٰھُمَّ ارْحَمْنِیْ[1] تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے رحم کیا، اور جب تو

[1] یعنی اے اللہ رحم کر تو۔

کہتا ہے اَللّٰھُمَّ اُرْزُقْنِیْ یعنی اے اللہ مجھ کو رزق دے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے ایسا ہی کر دیا۔ (بیہقی فی شعب الایمان)

۲۰۔ حضرت اُم رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطاب کرکے فرمایا اے اُم رافع جب تم نماز کا ارادہ کیا کرو تو سُبْحَانَ اللّٰہِ دس بار اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ دس بار لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ دس بار اور اَللّٰہُ اَکْبَرُ دس بار اور اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ دس بار پڑھ لیا کرو جب تم سبحان اللہ کہو گی تو اللہ تعالیٰ فرمائیگا یہ میرے لئے ہے اور جب تم اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہو گی تو اللہ تعالیٰ فرمائیگا یہ میرے لئے ہے اور جب تم لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہو گی تو اللہ تعالیٰ فرمائیگا یہ میرے لئے ہے اور جب تم استغفر اللہ کہو گی تو اللہ تعالیٰ فرمائیگا میں نے تیری مغفرت کردی (ابن السنی)

۲۱۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے اُم سلیم کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا اے اُم سلیم جب تم فرض نماز پڑھا کرو تو نماز کے بعد دس بار سبحان اللہ دس بار الحمد للہ دس بار اللہ اکبر پڑھ لیا کرو پھر اللہ تعالیٰ سے جو چاہو مانگا کرو اللہ تعالیٰ تین مرتبہ قبول کرنے کا اقرار کرتا ہے۔ (ابو یعلی)

یعنی یہ وظیفہ پڑھ کے دعا مانگو گی تو قبول ہو گی۔

۲۲۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے معاذ تم جانتے ہو لاحول ولاقوۃ الا باللہ کی تفسیر کیا ہے؟ اللہ کی نافرمانی سے پھرنے اور اللہ کی اطاعت بجالانے کی طاقت اور قوۃ سوائے خدا کے کسی میں نہیں یہ تفسیر مجھ سے جبرئیل نے اللہ رب العزۃ سے سُنکر بیان کی ہے۔ (دیلمی)

یعنی نافرمانی سے روکنا اور نیکی کی توفیق دینا اللہ ہی کا کام ہے۔

۲۳۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اپنی اُمت سے کہدو کہ وہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ کو دس مرتبہ صبح اور دس مرتبہ شام اور دس مرتبہ سوتے وقت پڑھ لیا کرے، سوتے وقت میں اس کو دنیا کے مصائب سے محفوظ رکھونگا اور شام کو شیطان کے مکر سے اور صبح کو اپنے غضب سے بچاؤں گا۔ (دیلمی)

۱۵

حج اور اس کے متعلقات

۱۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے ارشاد فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وہ بندہ جس کو میں نے صحت عطا کی اور اُس کے جسم کو تندرست رکھا اور اُس کے رزق اور اُس کی روزی میں فراخی کی اور اُس پر پانچ سال گذرے مگر وہ میری طرف نہیں آیا، اور میرا مہمان نہ ہوا تو ایسا بندہ بے شک محروم ہے۔ (ابن حبان، بیہقی)

یعنی اس حالت صحت وآسانی میں پانچ سال گذرے۔

۲۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ عرفہ کے دن یعنی نویں ذی الحجہ کو اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر نازل ہوتا ہے، پھر حاجیوں کے اجتماع پر فرشتوں کے سامنے فخر کا اظہار کرتے ہوئے فرماتا ہے میرے بندوں کی طرف دیکھو وہ میرے پاس اس حال میں دور دور سے آئے ہیں

کہ ان کے بال پراگندہ اور غبار آلود ہیں، مجھ کو پکارتے ہوئے میری خدمت میں حاضر ہوئے ہیں میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے ان کو بخشدیا فرشتے عرض کرتے ہیں، الٰہی فلاں شخص گنہگار ہے اور فلاں مرد اور فلاں عورت بھی! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے بیشک میں نے ان سب کو بخشدیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ سوائے یوم عرفہ کے کوئی دن ایسا نہیں ہے جس دن اتنی بڑی تعداد کو لوگوں کی دوزخ سے آزاد کیا جاتا ہو۔ (شرح السنۃ)

۳۔ عباس بن مرداس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفہ کی شام کو اپنی اُمت کے لئے مغفرت کی دعا فرمائی تو آپ کو جواب دیا گیا میں نے تمہاری اُمت کو بخشدیا مگر حقوق العباد! میں ظالم سے مظلوم کا حق اور اس کا بدلہ ضرور لونگا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا اسے میرے پروردگار اگر تو چاہے تو مظلوم کو جنت دیکر مطمئن کردے اور ظالم کو بخشدے، اس سوال کا کوئی جواب عرفہ کی شام کو نہیں دیا گیا، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مزدلفہ کی صبح کو اپنی دعا کا دوبارہ اعادہ کیا۔ تو آپ کی دعا مظلوم کے متعلق بھی قبول کرلی گئی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس پر ہنسے یا آپ نے تبسم فرمایا تو حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے عرض کیا ہمارے ماں باپ آپ پر سے قربان ہوں، آپ تو کبھی اس موقعہ پر ہنستے ہوئے نہیں دیکھا آپ کو کس چیز نے ہنسایا، خدا آپ کو ہمیشہ ہنستا رکھے، آپ نے فرمایا اللہ کے دشمن ابلیس کو جب یہ معلوم ہوا کہ اللہ تعالےٰ نے میری دعا قبول کرلی اور میری اُمت کو بخشدیا تو اپنے سر میں مٹی ڈالنی شروع کی، اور چیخنا چلانا شروع کیا تو اس کی گھبراہٹ

اور سیٹی بجانے پر مجھے ہنسی آگئی۔ (بیہقی)

مزدلفہ ایک مقام کا نام ہے جہاں حاجی عرفات سے آکر رات بسر کرتے ہیں ہنسنے اور تبسم فرمانے میں راوی کو شک ہوا۔ آپ کو اللہ ہنستا رکھے اضحک اللہ سنک کا ترجمہ ہے، یہ جملہ دعائیہ ہے۔

۴۔حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں عرفہ کے علاوہ کوئی دن ایسا نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کثرت کے ساتھ اپنے بندوں کو دوزخ سے آزاد کرتا ہو، اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے بہت قریب ہو جاتا ہے اور ملائکہ کے سامنے فخر کرتا ہے اور فرماتا ہے ان لوگوں کا ارادہ کیا ہے۔ (مسلم)

یعنی دُور دُور سے اس حالت میں کیوں آئے ہیں۔

۵۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے مدینہ کا نام طابہ رکھا ہے۔ (مسلم)

۶۔ حضرت جریر بن عبداللہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر یہ وحی بھیجی کہ تین مقاموں سے جہاں آپ اُتریں گے وہی آپ کی ہجرت کا مقام مقرر کر دیا جائیگا، مدینہ یا بحرین یا قنسرین۔ (ترمذی)

یعنی ان تین بستیوں میں سے جس بستی میں تم اُتر جاؤ گے وہی دار الہجرۃ ہوگا، چنانچہ آپ مدینہ منورہ میں تشریف فرما ہوئے اور وہی دار الہجرۃ بنا۔

۷۔حضرت زید بن خالد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ میرے پاس جبرئیل ؑ آئے اور مجھ سے کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو حکم دیتا ہے کہ

آپ اپنے اصحاب کو حکم دیدیں کہ وہ تلبیہ بلند آواز سے پڑھا کریں، کیونکہ یہ تلبیہ حج کی علامتوں میں سے ایک علامت ہے۔ (احمد، امام مالک۔ ابن حبان)

۸۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ بے شک کعبۃ اللہ کی زبان ہے اور دو ہونٹ ہیں اور تحقیق کعبہ نے شکایت کی پس کہا اے رب میرے مہمان اور میری زیارت کرنے والوں کی تعداد کم ہوگئی اللہ تعالیٰ نے کعبہ کی جانب وحی بھیجی کہ میں ایک ایسی مخلوق کو پیدا کرنے والا ہوں جو تجھ سے ڈرنیوالی اور تجھے سجدہ کرنے والی ہوگی اور وہ تجھ سے اتنی محبت کرنیوالی ہوگی جتنی کبوتری کو اپنے انڈوں سے محبت ہوتی ہے۔ (طبرانی)

شاید اُمت محمدیہ مراد ہے ہم نے بشر کا ترجمہ یہاں مخلوق کر دیا ہے۔

۹۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جب کوئی شخص مال حلال کے علاوہ کسی قسم کا مال لیکر حج کو جاتا ہے اور کہتا ہے لبیک تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لا لبیک ولا سعدیک اور تیرا حج تجھ پہ رد کیا گیا ہے۔ (ابن عدی دیلمی)

یعنی حرام مال سے جو حج کیا جائے وہ مقبول نہیں۔

۱۶ — جہاد شہادت ہجرت اور اس کے متعلقات

۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے ارشاد فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مجھے اپنے جلال اور اپنی عزت کی قسم البتہ میں ظالم سے جلدی یا ذرا تاخیر کے ساتھ بدلہ ضرور لیتا ہوں اور بے شک میں اس شخص سے

بھی بدلہ لیتا ہوں جس نے کسی مظلوم کو دیکھا اور وہ مظلوم کی مدد کرنے پر قدرت رکھتا تھا، اور باوجود قدرت کے مظلوم کی مدد نہیں کی۔ (ابو الشیخ)

یعنی وہ بھی ایک قسم کا ظالم ہے جو باوجود قدرت کے مظلوم کی مدد نہ کرے۔

۲۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندوں میں سے جو بندہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کی غرض سے نکلتا ہے میں اس کے لئے دو باتوں کا ضامن ہوتا ہوں اگر اس کو واپس لاؤں گا تو اجر و ثواب یا غنیمت کے مال کے ساتھ واپس لاؤں گا، اور اگر کسی کو قبض کر لوں گا تو اس کی بخشش کر دوں گا۔ (نسائی)

دو باتوں میں سے ایک بات ہو گی زندہ آیا تو ثواب یا مال غنیمت لیکر آیا اور اگر شہید ہو گیا تو بخشا گیا۔

۳۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے مجاہد فی سبیل اللہ میری ضمانت میں ہے اگر اس کو قبض کر لوں گا تو جنت کا وارث بنادونگا واپس لاؤں گا تو اجر یا مال غنیمت کے ساتھ واپس لاؤں گا۔ بخاری)

۴۔ حضرت مسروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ہم نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آیت ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربہم یرزقون کا مطلب دریافت کیا تو انہوں نے کہا ہم نے اس آیت کا مطلب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ شہداء کی ارواح سبز پرندوں کے پیٹ میں رہتی ہیں، ان کے لئے قندیلیں ہیں جو عرش الٰہی میں لٹکی

لہ یعنی جو لوگ اللہ کی راہ میں شہید ہوئے ان کو مردہ خیال نہ کر بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس رزق دیئے جاتے ہیں۔

رہتی ہیں، یہ ارواح جنت میں جہاں چاہتی ہیں سیر کرتی پھرتی ہیں اور ان قندیلوں میں واپس آکر آرام کرتی ہیں، ان کا پروردگار ان کی جانب متوجہ ہو کر فرماتا ہے تم کس چیز کی خواہش رکھتے ہو۔ یہ عرض کرتے ہیں، کس چیز کی خواہش کا اظہار کریں، حالانکہ ہم جنت میں جہاں چاہتے ہیں جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے تین مرتبہ اسی قسم کا سوال کرتے ہیں۔ اور ان سے ان کی خواہش دریافت کرتے ہیں جب وہ یہ دیکھتے ہیں کہ ہماری ارواح کو دوبارہ ہمارے اجسام میں لوٹا دے تاکہ تیری راہ میں دوبارہ قتل کئے جائیں، پس جب پروردگار دیکھتا ہے کہ ان کی کوئی حاجت سوائے اس کے نہیں ہے تو ان کو ان کی حالت پر چھوڑ دیتا ہے۔ (مسلم)

سبز پرندوں کے پیٹ میں رہتی ہیں یعنی شہدا کو جو لطیف جسم عنایت ہوتا ہے اس کی شکل یہ ہوتی ہے، دوبارہ زندہ ہونے کی تمنا کرتے ہیں تاکہ شہادت کی لذت حاصل کریں اور دین کی خدمت بجالائیں "ان کو ان کی حالت پر چھوڑ دینے کا مطلب یہ ہے کہ سوال ترک کر دیتا ہے۔

۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ تمہارے جو بھائی اُحد کی جنگ میں شہید ہوئے تھے، اللہ تعالیٰ نے ان کی ارواح کو سبز پرندوں کے پیٹ میں رکھا وہ ارواح جنت کی نہروں پر جاتی ہیں اور جنت کے پھل کھاتی ہیں اور ان قندیلوں میں جو عرش میں لٹکی ہوئی ہیں آکر آرام کرتی ہیں، جب ان ارواح کو کھانے پینے اور رہنے کی یہ خوبیاں معلوم ہوئیں تو انہوں نے کہا ہمارے اُن بھائیوں کو جو دُنیا میں ہیں یہ خبر کون پہنچائے کہ ہم زندہ ہیں تاکہ وہ بھی دُنیا سے بے رغبتی کریں اور لڑائی میں سستی

جب کہ خود اللہ تعالیٰ کے سوال کا سلسلہ جاری ہے تو عرض کرتے ہیں۔ اے پروردگار ہم یہ چاہتے ہیں۔

اور کاہلی سے کام نہ لیں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا میں تمہاری جانب سے یہ بات ان کو پہنچا دیتا ہوں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ۔ (ابو داؤد)

۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان دو بندوں پر اپنی خوشی کا اظہار کرتا ہے کہ ایک دوسرے کو قتل کرے اور پھر دونوں جنت میں داخل ہو جائیں ایک اللہ کے راستہ میں لڑے اور شہید ہو جائے پھر اللہ تعالیٰ قاتل کو اسلام کی توفیق دے اور وہ مسلمان ہو کر کسی جنگ میں شہید ہو جائے۔ (بخاری، مسلم)

یعنی ایک پہلی دفعہ کافر کے ہاتھ سے شہید ہوا پھر وہ کافر مسلمان ہو کر جہاد کرنے نکلا اور شہید ہو گیا۔

۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں پر اپنی خوشی اور مسرت کا اظہار فرماتے ہیں جو پابہ زنجیر جنت میں داخل کئے جاتے ہیں ایک اور روایت میں ہے جو زنجیروں سے باندھ کر جنت میں لیجائے جاتے ہیں۔ (بخاری)

یعنی کفر کی حالت میں قیدی بنکر پابجولاں آتے ہیں، پھر مسلمان ہو جاتے ہیں اور جنت میں داخل ہوتے ہیں، تو گویا جنت کے لئے باندھ باندھ کر لائے جاتے ہیں۔

---

[۱] یعنی اللہ کی راہ میں شہید ہونے والوں کو مُردہ مت سمجھو بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس روزی دیئے جاتے ہیں۔

۸۔ حضرت جندب بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے ارشاد فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تم سے پہلے لوگوں میں ایک شخص زخمی ہو گیا تھا اُس نے زخموں کی تکلیف سے گھبرا کر اپنا ہاتھ چھری سے کاٹ دیا تو اُس کا خون بند نہیں ہوا یہاں تک کہ مر گیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے بندے نے اپنی جان پر جلدی کی میں نے اس پر جنت حرام کر دی۔ (بخاری، مسلم)

۹۔ حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں جو لوگ شہید ہوتے ہیں اور جو غیر شہید ہیں یعنی اپنے بچھونوں پر مرے ہیں یہ دونوں فریق رب العزت کے سامنے طاعون سے مرنے والوں کے بارے میں جھگڑا کریں گے، شہداء تو یہ کہیں گے کہ یہ ہمارے بھائی ہیں کیونکہ یہ بھی ہماری طرح قتل کئے گئے ہیں اور غیر شہداء یہ کہیں گے کہ یہ ہمارے بھائی ہیں کیونکہ یہ اپنے بچھونوں پر مرے ہیں اللہ تعالیٰ فرمائے گا طاعون سے مرنے والوں کے زخم دیکھو اگر ان کے زخم شہیدوں کے زخموں کے مشابہ ہوں تو وہ اُن کے ساتھ ہوں گے پس جب طاعون والوں کے زخم دیکھے جائیں گے تو وہ شہداء کے مثل ہوں گے۔ (احمد، نسائی)

بعض روایتوں میں آتا ہے کہ طاعون سے مرنے والا شہید ہے یہ روایت اُس روایت کی مؤید ہے۔

۱۰۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ملے اور آپ نے فرمایا اے جابر یہ کیا بات ہے میں تم کو کچھ شکستہ خاطر اور مغموم دیکھتا ہوں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے والد غزوۂ اُحد میں شہید

ہو گئے ہیں اور انہوں نے کافی بال بچے چھوڑے ہیں اور کچھ قرضہ بھی چھوڑا ہے اُس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تم کو اس بات کی بشارت نہ دوں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے باپ سے کس طرح ملاقات کی میں نے عرض کیا ہاں یارسول اللہ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے کبھی کسی سے کلام نہیں کیا، لیکن تمہارے باپ کو زندہ کر کے اپنے روبرو طلب کیا اور فرمایا اے میرے بندے اپنی خواہش بتا تاکہ پوری کر دوں تمہارے باپ نے کہا اے میرے رب مجھے دوبارہ دنیا کی زندگی دیدیجئے تاکہ تیری راہ میں دوبارہ قتل کیا جاؤں ارشاد ہوا اس امر کا میری طرف سے پہلے ہی اعلان ہو چکا ہے کہ مرنے والے دوبارہ دنیا میں نہیں بھیجے جائیں گے پس یہ آیت نازل ہوئی : وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا الاٰیۃ۔ (ترمذی)

۱۱۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس شخص نے میری میرے گھر آکر زیارت کی یارسول اللہ کی مسجد یا بیت المقدس میں آکر میری زیارت کی اور مر گیا تو وہ شہید مرا۔ (دیلمی)

بیت اللہ، مسجد نبوی، اور بیت المقدس جانے والوں کے لئے یہ بشارت ہے یعنی جو شخص اس سفر میں مر جائیگا اس کو شہادت کا ثواب ہوگا۔

۱۲۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص جنتیوں سے اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کیا جائیگا۔ اللہ تعالیٰ اس سے فرمائیگا اے ابن آدم تو نے اپنے درجے اور مرتبہ کو کیسا پایا وہ عرض

---

[1] یعنی جو لوگ اللہ کی راہ میں شہید ہوئے ہیں ان کو مردہ مت خیال کرو۔

کریگا اے رب مجھے بہترین مرتبہ دیا گیا ہے اللہ تعالیٰ فرمائیگا اپنی تمنا ظاہر کر اور کچھ مانگ وہ عرض کریگا اے رب مجھ کو دنیا میں لوٹا دے تاکہ تیری راہ میں دس مرتبہ قتل کیا جاؤں اس کی یہ تمنا اس بنا پر ہو گی کہ وہ شہادت کے مدارج اور مراتب کو دیکھے گا۔ (مشکوٰۃ)

شہدا کے مراتب کو دیکھ کر یہ خواہش کرے گا کہ بار بار اللہ کی راہ میں قتل کیا جاؤں۔

۱۶۳۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ قیامت کے دن سب سے پہلے خون کا فیصلہ کیا جائے گا ایک شخص دوسرے شخص کا ہاتھ پکڑے ہوئے حاضر ہو گا اور کہیگا اے میرے رب اس نے مجھے قتل کیا ہے، اللہ تعالیٰ فرمائیگا کس معاملہ میں تو نے اس کو قتل کیا تھا، یہ عرض کرے گا، میرا مقصد اس قتل سے تیری عزت کا بلند کرنا تھا، اللہ تعالیٰ فرمائیگا یہ میرے لئے ہے، ایک اور شخص دوسرے شخص کا ہاتھ پکڑ کر لائے گا اور عرض کریگا الہٰی اس نے مجھ کو قتل کیا تھا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو نے اسے کس وجہ سے قتل کیا تھا یہ عرض کرے گا، فلاں شخص کی عزت کے تحفظ کیلئے قتل کیا تھا اللہ تعالیٰ فرمائیگا یہ اس کے لئے ہے، پس یہ قاتل گناہ کیساتھ لوٹایا جائے گا۔ (نعیم بن حماد)

مطلب یہ ہے کہ جو قتل اللہ کے کلمہ کو بلند کرنے کے لئے کیا جائیگا وہ تو جہاد میں شمار ہو گا، باقی قتل گناہ اور عذاب کا سبب ہوں گے جس طرح عبادات میں سب سے پہلے نماز سے سوال ہو گا، اسی طرح معاملات میں سب سے پہلے

خون سے سوال ہوگا۔

۱۶۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ شہدار اللہ تعالیٰ کے پاس عرش الٰہی کے سایہ میں یاقوت کے منبروں پر ہوں گے یہ منبر مشک کے ٹیلوں پر بچھے ہوئے ہوں گے اس دن سوائے عرش الٰہی کے کہیں سایہ نہ ہوگا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا میں نے تم سے اپنا وعدہ پورا نہیں کیا، شہدار کہیں گے اے رب تو نے وعدہ وفا کر دیا۔ (عقیلی)

۱۷

معاملات اور اس کے متعلقات

۱۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ارشاد فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص تم سے پہلے لوگوں میں تھا جب اس کے پاس ملک الموت آیا تاکہ اس کی روح قبض کرے تو اُس شخص سے کہا گیا تو نے کوئی بھلا کام کیا ہے اُس نے کہا مجھے معلوم نہیں پھر کہا گیا اپنے اعمال پر غور کر اُس نے کہا مجھے خبر نہیں صرف اتنی بات تو مجھے یاد ہے کہ میں لوگوں کے ساتھ بیع کیا کرتا تھا تجارت میں جس قدر قرض ہوجاتا تھا اگر وہ مالدار ہوتا تھا تو مہلت دیا کرتا تھا اور تنگدست مقروض کو معاف کر دیا کرتا تھا پس اللہ تعالیٰ نے اس کو جنت میں داخل کر دیا۔ (بخاری)

مسلم کی روایت میں ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا معاف کرنے اور درگذر کرنے کا میں زیادہ اہل ہوں اس میرے بندے سے درگذر کرو۔

مطلب یہ ہے کہ ہمارے غریب اور مفلس بندوں سے یہ درگذر کیا کرتا تھا ہم اس سے درگذر کرتے ہیں۔

۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین شخص ایسے ہیں جن سے قیامت میں اللہ تعالیٰ نہ تو بات کرے گا اور نہ اُن کی طرف رحمت آلود نظر سے دیکھیگا ایک وہ شخص جس نے خریدار سے کسی مال پر جھوٹی قسم کھا کر یہ کہا کہ مجھے اس مال کا اس قیمت سے زیادہ ملتا تھا جو اس وقت قیمت لگائی ہے۔ دوسرے وہ شخص جو عصر کی نماز کے بعد جھوٹی قسم اس غرض سے کھاتا ہے کہ اس قسم کی وجہ سے کسی مسلمان کا مال مارلے، تیسرے وہ جس نے ضرورت سے زائد پانی کو روک لیا، اللہ تعالیٰ فرمائیگا جس طرح تو نے اس زائد پانی کو روکا جس میں تیری محنت کو کوئی دخل نہیں تھا، اسی طرح میں نے آج اپنے فضل کو تجھ سے روک لیا۔ (بخاری)

عام دکانداروں کی عادت ہوتی ہے کہ گاہک کو دھوکا دینے کی غرض سے جھوٹی قسم کھایا کرتے ہیں۔ عصر کی نماز کے بعد کا ذکر اس واسطے کیا کہ یہ وقت کاروبار کے ساتھ خاص ہے، زائد پانی سے مراد وہ پانی ہے جو موسم برسات میں عام طور پر جنگل کے گڑھوں میں جمع ہوجاتا ہے اور برسات کے بعد لوگ اُسے کھیتوں یا مویشیوں کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ اس پانی سے اپنا کام نکال کر دوسروں کو موقعہ دینا چاہیئے کیونکہ یہ قدرتی پانی ہے اس میں کسی کی محنت و مشقت کو دخل نہیں جو شخص اس پر بلا کسی حق کے قبضہ کریگا۔ وہ قیامت میں خدا کے فضل سے محروم رہے گا۔

۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ارشاد فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "دو شریکوں میں تیسرا میں شریک ہوتا ہوں بشرطیکہ ایک شریک دوسرے کے ساتھ خیانت نہ کرے، مگر جب ایک شریک دوسرے کے ساتھ خیانت کرتا ہے تو میں ان دونوں کے درمیان سے نکل جاتا ہوں اور شیطان آجاتا ہے"۔ (ابوداؤد، رزین)

کاروبار میں دو آدمی شریک ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں بھی ان کے ساتھ شریک ہو جاتا ہوں، مگر جب ایک دوسرے کے ساتھ خیانت کرتا ہے تو میں علیحدہ ہو جاتا ہوں، رزین کی روایت میں اتنا زائد ہے کہ اور شیطان آجاتا ہے، یعنی ابوداؤد میں شیطان کا ذکر نہیں ہے۔

۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے تین شخص ایسے ہیں جن سے قیامت کے دن میں جھگڑا کروں گا۔ ایک وہ شخص جس نے میرے نام کے ساتھ عہد کیا پھر عہد شکنی اور غدر کیا، دوسرا وہ شخص ہے جس نے کسی آزاد آدمی کو فروخت کر کے اس کی قیمت کو کھا لیا، تیسرے وہ شخص جس نے ایک مزدور کو مزدوری پر لگایا اور اس سے پوری محنت اور پورا کام لیا، پھر اس کی مزدوری اس کو نہیں دی۔ (بخاری)

خدا کے نام کے ساتھ عہد کیا جیسے کہا کرتے ہیں میں خدا کو درمیان دیتا ہوں یا خدا کو گواہ کر کے یہ وعدہ کرتا ہوں۔

۵۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے کوئی اچھا عمل نہیں کیا تھا، صرف لوگوں کو قرض دیا

کرتا تھا، اور جب اپنے آدمی کو تقاضے کے لئے بھیجا کرتا تھا، تو اس کو یہ ہدایت کر دیا کرتا تھا کہ جو آسانی سے وصول ہو جائے وہ لے لیجو اور جس کی وصولی مشکل ہو اس کو چھوڑ دیجو اور درگذر کیجو شاید اللہ تعالیٰ ہم سے بھی درگذر کرے پس جب اس شخص کا انتقال ہوا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو نے کوئی نیک عمل کیا ہے اس نے عرض کیا میں نے کوئی نیک کام نہیں کیا، البتہ میرا ایک لڑکا ملازم تھا میں لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا اور جب میں تقاضے کیلئے اس کو بھیجتا تھا تو کہہ دیا کرتا تھا کہ جس کو ادا کرنا آسان ہو اس سے لے لیجو اور تنگدست سے درگذر کر دیجیو شاید اللہ ہم سے بھی درگذر کرے اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے تجھ سے درگذر کیا (نسائی، ابن حبان، حاکم، ابو نعیم)

چونکہ قرض دے کر قرض کی وصولی میں نرم برتاؤ کرنے کا عادی تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس بندے سے درگذر فرما دیا یہ روایت ع۱ میں بھی گذر چکی ہے۔

۱۸

علم اور امر بالمعروف

۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی بھیجی جو شخص طلب علم کے لئے چلا تو میں اس پر جنت کا راستہ آسان کر دوں گا، اور جس کی میں نے دو آنکھیں لے لیں تو ان کے بدلے میں اس کو جنت عطا کروں گا اور علم کی زیادتی عبادت کی کثرت سے بہتر ہے اور دین کی اصل تو پرہیزگاری ہے۔ (بیہقی فی شعب الایمان)

۲۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے ارشاد فرمایا نبی کریم صلی اللہ

علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ نے جبرئیل علیہ السلام کو وحی بھیجی کہ فلاں فلاں شہر کو اس کی آبادی کے ساتھ اُلٹ دے، حضرت جبرئیل نے عرض کیا اے پروردگار! اُس شہر میں تیرا فلاں بندہ بھی ہے جس نے کبھی ایک لمحہ کے لئے بھی تیری نافرمانی نہیں کی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس شہر کو اُس شخص پر اور اس کی آبادی پر پلٹ دے، کیونکہ اس شخص کا جس کا تو نے ذکر کیا ہے میری وجہ سے کبھی ایک گھڑی بھی چہرہ متغیر نہیں ہوا۔ (بیہقی)

مطلب یہ ہے کہ خود تو گناہ نہیں کرتا تھا لیکن گناہوں پر کبھی ناراضگی کا اظہار بھی نہیں کیا کرتا تھا، اور گناہگاروں کو گناہ سے منع نہیں کرتا تھا۔

۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، نیک باتوں کا حکم کرو اور بُری باتوں سے لوگوں کو بچاؤ اس سے پیشتر کہ تم مجھ کو پکارو اور میں قبول نہ کروں اور تم مجھ سے مانگو اور میں تم کو نہ دوں اور تم مجھ سے طلب کرو اور میں تمہاری مدد نہ کروں۔ (دیلمی)

مطلب یہ ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہو، کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کام کو چھوڑ دینے کی وجہ سے میں تم سے ناراض ہو جاؤں اور تمہاری درخواست پر توجہ نہ کروں۔

۴۔ ثعلبہ بن حکم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کا فیصلہ کرنے کی غرض سے جب کرسی پر جلوہ فگن ہوگا تو علماء سے فرمائیگا کہ میں نے تم کو اپنا علم اور اپنا حلم صرف اسی لئے عطا فرمایا ہے کہ میرا ارادہ یہ تھا کہ تمہاری مغفرت کروں خواہ تم کسی حالت پر بھی

ہو اور مجھے کچھ پروا نہیں۔ (طبرانی)

یعنی تمہاری خطاؤں پر تم سے مواخذہ کئے بغیر محض علم کی برکت سے تم کو بخشدوں تو مجھے اس مغفرت پر کسی کی پروا نہیں، یعنی مجھ سے کوئی پوچھنے والا نہیں۔

۵۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ قیامت میں فرمائیگا اے جماعت علماء! میں نے تم کو علم اسی غرض سے دیا تھا تاکہ وہ تعلق ظاہر کروں جو مجھ کو تمہارے ساتھ ہے، کھڑے ہو جاؤ میں نے تمہاری مغفرت کر دی۔ (ترغیب)

یعنی علم عطا کرنے کی وجہ یہ تھی کہ اس مخصوص تعلق کا اظہار ہو جو مجھ کو علماء کے ساتھ ہے۔

۱۹

اَدَبْ

۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہ ارشاد فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کو پیدا کیا اور اُن میں اپنی روح پھونکی تو اُن کو چھینک آئی تو انہوں نے کہا الحمد للہ آدم نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اللہ تعالیٰ کی حمد کی خدا تعالیٰ نے جواب میں فرمایا یرحمک اللہ یا آدم اللہ تجھ پر رحم کرے اے آدم تم فرشتوں کی جماعت جو بیٹھی ہے اس کے پاس جاؤ اور جا کر کہو السلام علیکم فرشتوں نے جواب میں کہا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ پھر آدم لوٹ آئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ تیری اور تیری اولاد کی آپس میں دعا ہے۔ (ترمذی بطولہ)

یعنی ملاقات کے وقت ایک دوسرے کو سلام علیک کیا کریں۔

۲۔حضرت ابوہریرہ رضؓ کی دوسری روایت میں ہے اللہ تعالیٰ نے آدم کو اپنی صفات پر پیدا کیا ان کا قد ساٹھ ذراع تھا جب ان کو پیدا کیا تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ فرشتوں کی وہ جماعت جو بیٹھی ہے ان کے پاس جاؤ اور دیکھو وہ تمہارا کس طرح استقبال کرتے ہیں اور تم کو کیا دعا دیتے ہیں وہی تمہاری اور تمہاری اولاد کا باہمی تحیہ ہوگا۔ پس حضرت آدمؑ گئے اور کہا السلام علیکم انہوں نے جواب میں کہا وعلیک السلام ورحمۃ اللہ ملائکہ نے رحمۃ اللہ بڑھا دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو شخص جنت میں داخل ہوگا وہ حضرت آدم کی شکل وشمائل پر ہوگا اور اس کا قد ساٹھ گز لمبا ہوگا۔ مخلوق کا قد چھوٹا ہوتا گیا یہاں تک کہ اب اس حالت میں ہے۔ (بخاری، مسلم)

پہلے لوگوں کا قد نسبتاً بڑا ہوتا تھا اسی کو ساٹھ ذراع سے تعبیر کیا ہے ذراع نصف ہاتھ کا ہوتا ہے۔

۳۔حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے ارشاد فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے جس شخص نے باوجود قدرت کے خمر یعنی شراب کو ترک کر دیا تو میں اس کو حظیرۃ القدس[1] سے پلاؤں گا اور جس شخص نے باوجود قدرت کے ریشمی لباس ترک کیا تو میں اس کو حظیرۃ القدس میں کپڑے پہناؤں گا۔ (بزاز)

۴۔حضرت یحییٰ بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے

[1] حظیرۃ القدس ایک خاص مقام کا نام ہے جہاں اہل جنت کی مہمانی ہوگی۔

سعید بن مسیبؓ سے سُنا ہے وہ فرماتے تھے کہ حضرت ابراہیم خلیل الرحمان علؑ لوگوں میں سے پہلے ہیں جنہوں نے مہمان کی مہمان نوازی کی اور جنہوں نے ختنہ کیا اور لوگوں میں سے پہلے ہیں جنہوں نے اپنی مونچھیں اور لبیں کتروائیں اور لوگوں میں سے پہلے وہ ہیں جنہوں نے بڑھاپا دیکھا انہوں نے عرض کیا اے رب یہ کیا ہے فرمایا یہ وقار اور بزرگی کا سبب ہے انہوں نے کہا اے رب میرے وقار میں زیادتی کیجئے۔ (مالک)

حضرت ابراہیم علیہ السلام ان کاموں میں پہلے بزرگ ہیں جنہوں نے مہماں نوازی، ختنہ، اور مونچھیں کتروانے کی رسم ادا کی بڑھاپے کو وقار فرمایا کیونکہ بڑھاپا لہو و لعب اور معاصی سے باز رکھتا ہے۔

۵۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو تمام عالموں کے واسطے رحمت کا سبب اور تمام عالموں کے واسطے ہدایت کا سبب بنا کر بھیجا ہے اور میرے رب نے مجھ کو یہ حکم دیا ہے کہ میں مزامیر اور باجوں کو مٹادوں اور مجھ کو حکم دیا ہے کہ بتوں اور چلیپاؤں اور جاہلیت کی باتوں کو مٹادوں اور میرے رب نے اپنی عزت کی قسم کھا کر یہ بات کہی ہے کہ میرے بندوں میں سے کوئی بندہ اگر ایک گھونٹ بھی شراب کا پیئے گا تو اُس کو اس کی مثل دوزخیوں کی پیپ پلاؤں گا، اور جو شخص شراب کو میری وجہ اور میرے خوف سے ترک کردے گا تو اس کو پاکیزہ حوضوں سے پلاؤں گا۔ (احمد)

یعنی شراب طہور

۶۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت

کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، اُن سے بڑھ کر کون ظالم ہو سکتا ہے جو میری پیدائش کی مانند بناتے ہیں وہ اگر بنا سکتے ہیں تو ایک چیونٹی یا ایک دانہ یا ایک جو بنا کر دکھائیں۔ (بخاری)

مطلب یہ ہے کہ تصویر بناتے ہیں اگر بنانا چاہتے ہیں تو کسی چیز کو پیدا کرکے دکھائیں۔ ہم نے ذرّہ کا ترجمہ چیونٹی کر دیا ہے۔

۲۰

تواضع، تکبّر، ظلم اور صلہ رحمی

۱۔ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس شخص نے میرے لئے تواضع کی، حضرت عمرؓ نے اپنی ہتھیلی نیچی کرکے دکھائی میں اس کو بلند کرتا ہوں، پھر اپنی ہتھیلی کو آسمان کی طرف کرکے اونچا کیا اور کہا اس طرح۔ (احمد بزاز)

یعنی جو میرے لئے تواضع کرتا ہے میں اس کا مرتبہ بلند کرتا ہوں، حضرت عمرؓ جب اس روایت کو بیان کرتے تھے تو تواضع کے الفاظ کے ساتھ اپنی ہتھیلی کو جھکاتے جھکاتے زمین سے قریب کر دیا کرتے تھے اور جب بلندی کا ذکر کرتے تھے تو ہتھیلی کا رُخ آسمان کی طرف پلٹ کر اونچا کر دیا کرتے تھے۔

مطلب یہ تھا کہ اس طرح جو شخص جھکتا ہے۔ خدائے تعالیٰ اس کو اس طرح اونچا کر دیتا ہے۔

۲۔ حضرت عیاض بن حمار المجاشعیؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے

ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی کی ہے کہ اس قدر تو اضع اختیار کرو کہ کوئی کسی پر فخر نہ کرے اور نہ کوئی کسی پر ظلم کرے۔ (الاتحاف السنیہ)

۳۔ حضرت ابو سعید اور ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے عزت میری نیچے کی چادر اور کبریائی میری اوپر کی چادر ہے، جو شخص ان چادروں میں مجھ سے کھینچا تانی کریگا میں اس کو عذاب کروں گا۔ (مسلم)

یعنی یہ دونوں میری مخصوص صفتیں ہیں جو ان کو اختیار کریگا وہ عذاب کا مستحق ہوگا۔

۴۔ حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت میں یوں ہے عظمت و کبریائی میری نیچے اوپر کی دو چادریں ہیں جو شخص ان میں کھینچا کھینچی کریگا میں اس کو آگ میں ڈالدونگا۔ (ابن حبان)

۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ارشاد فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا پھر جب خلقت کو پیدا کر چکا تو رحم (بچہ دانی) کھڑا ہوا اور اس نے رحمٰن کی کمر پکڑ لی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ٹھہر! اس نے عرض کیا یہ اس پناہ مانگنے والے کی جگہ ہے جو قطع رحمی یعنی رشتہ توڑنے سے پناہ مانگتا ہے، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کیا تو اس بات سے راضی نہیں ہے کہ میں اپنی رحمت سے اس کو ملاؤں جو تجھ کو ملائے اور اس کو قطع کروں جو تجھ کو قطع کرے رحم نے عرض کیا میں راضی ہوں فرمایا ایسا ہی ہوگا۔ (بخاری)

حقوی ازار بند باندھنے کی جگہ کو کہتے ہیں اہل عرب کا قاعدہ ہے کہ جب کسی شخص سے فریاد کرنی ہوتی ہے، تو اس کے ازار کا کونا پکڑ لیا کرتے ہیں، اس حدیث

میں اسی فریاد کو معنوی الرحمٰن کے الفاظ سے ذکر کیا ہے یعنی جب خلقت کو پیدا کیا تو رحم یعنی رشتہ ناتہ فریادی بن کر کھڑا ہوا۔

۶۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے رحم یعنی رشتہ اللہ تعالیٰ کے نام رحمان سے مشتق ہے پس اللہ تعالیٰ نے رحم کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا ہے جو تجھ کو ملائیگا اس کو میں اپنی رحمت سے ملاؤں گا اور جو تجھ کو قطع کرے گا میں اس کو قطع کروں گا۔ (بخاری)

۷۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں اللہ ہوں میں رحمان ہوں میں نے رحم کو پیدا کیا ہے اور اس کا نام اپنے نام سے نکالا ہے جس نے اس کو ملایا میں اس کو ملاؤں گا جس نے اس کو توڑا میں اس سے توڑوں گا۔ (ابوداؤد)

یعنی ملا فہ رحمت۔

۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں اُس شخص کی نماز کو قبول کرتا ہوں جو میری عظمت کے مقابلہ میں تواضع کرتا ہے اور میری مخلوق کے مقابلہ میں بڑائی اور بلندی نہیں ظاہر کرتا اور کوئی رات ایسی نہیں گزارتا جس میں وہ گناہ پر اصرار کرنیوالا ہو اور کسی دن میرے ذکر کو قطع نہ کرتا ہو مسکین مسافر اور بیوہ پر رحم کرتا ہے اور مصیبت زدہ پر رحم کرتا ہے یہ وہ شخص ہے جس کا نور آفتاب کے نور کی مثل ہے میں اُس شخص کی اپنی عزت کے دامن میں حفاظت کرتا ہوں اور میرے فرشتے اُس کی حفاظت کرتے رہتے ہیں میں تاریکیوں

میں اس کے لئے نور پیدا کر دیتا ہوں اور غصہ اور جہالت کے وقت اس میں حلم پیدا کرتا ہوں، اس کی مثال میری مخلوق میں ایسی ہے جیسے جنتوں میں جنت الفردوس کی (بزار)

یعنی اس کا مخلوق میں بڑا درجہ ہوتا ہے۔

۹۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرا غصہ اُس شخص پر بہت سخت ہوتا ہے جو ایسے آدمی پر ظلم کرتا ہے جس کا میرے سوا کوئی مددگار نہیں ہوتا۔ (طبرانی فی الکبیر)

یعنی بے وارث جس کا ظاہر میں کوئی حمایتی نہ ہو۔

۱۰۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا بھلائی اور خیر اپنی اُمت میں سے ان لوگوں کے پاس تلاش کرو، جو رحمدل ہوں اور اُنہی کے پاس زندگی بسر کرو کیونکہ ان میں میری رحمت موجود ہوتی ہے اور ان لوگوں میں جو سخت دل ہوں اُن کے پاس بھلائی مت تلاش کرو، کیونکہ ان میں میرا غصہ اور غضب ہوتا ہے۔ (قضاعی)

۱۱۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، میں ہی تمام قوتوں کا مالک ہوں، جو شخص دونوں جہاں میں عزت چاہتا ہے اس کو غالب اور قوی تر کی فرمانبرداری کرنی چاہئے۔ (خطیب بغدادی)

۱۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس نے میرے لئے نرمی اختیار کی اور میرے لئے تواضع کی اور میری زمین میں تکبر نہیں کیا تو میں اس کو بلند کروں گا یہاں تک کہ اس کو علیین میں پہنچا دوں گا۔ (ابونعیم)

علیین بلند تر مقام کا نام ہے۔

۱۳۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبر سے بچو جو بندہ ہمیشہ تکبر کرتا رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اُس بندے کا نام سرکشوں میں لکھدو۔ (ابن عدی)

یعنی تکبر کا جو بُرا انجام کار نافرمانوں اور سرکشوں میں لکھدیا جاتا ہے

۱۴۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، اے مخاطب تو ایک شخص کے خلاف اس لئے بددعا کرتا ہے کہ تو نے اس پر ظلم کیا ہے جب ایسا موقعہ ہوتا ہے تو میں اگر چاہتا ہوں تیری دعا بھی قبول کرلیتا ہوں اور تیرے مخالف کی بددعا بھی تیری خلاف قبول کرلیتا ہوں اور اگر میں چاہوں تو تم دونوں کو قیامت تک کے لئے موخر کردوں اور قیامت میں اپنی وسعت عفو سے دونوں کے ساتھ معاملہ کروں۔ (حاکم)

یعنی میری مشیت پر موقوف ہے دونوں باتوں میں سے کوئی ایک بات کروں ایک کو دوسرے کی بددعا سے ہلاک کردوں یا دونوں کی مغفرت کردوں۔

۱۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، رشتہ ناتہ والوں کے ساتھ میل جول رکھا کرو۔ یہ چیز دُنیا میں تم کو مضبوط کرنے والی ہے اور آخرت میں تمہارے لئے بہتر ہے۔ (عبد بن حمید)

۱۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ قیامت میں اللہ تعالیٰ فرمائیگا میں نے جس چیز کا تم کو امر کیا تھا، اور جس چیز کا تم سے عہد لیا تھا اس کو تم نے ضائع کردیا اور تم نے اپنے نسبوں کو بلند کیا، آج میں

اپنے نسب کو بلند کروں گا اور تمہارے نسبوں کو پست کر دوں گا متقی اور پرہیزگار لوگ کہاں ہیں۔ بیشک اللہ کے نزدیک وہی شریف ہے جو تم میں سے پرہیزگار ہے۔

۱۷۔ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جب کسی بندے پر ظلم کیا جاتا ہے اور وہ بدلہ لینے کی طاقت نہیں رکھتا اور نہ کوئی شخص اس مظلوم کا مددگار ہوتا ہے اور وہ آسمان کی طرف منہ اٹھا کر اللہ تعالیٰ کو پکارتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے بندے میں حاضر ہوں اور میں تیری مدد کروں گا' یہ مدد جلدی ہو یا کسی قدر تاخیر سے ہو۔ (دیلمی)

۲۱

اُمّت محمّدیہ علیٰ صاحبہا التحیۃ والسلام کا ثواب

۱۔ حضرت اُم درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں میں نے ابودرداء رضہ سے سُنا ہے وہ کہتے تھے میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ ارشاد فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السّلام سے فرمایا میں تمہارے بعد ایک ایسی اُمّت پیدا کرنے والا ہوں کہ جب اس کو وہ بات حاصل ہو جس کو وہ پسند کرتی ہو تو وہ اللہ کی حمد وثنا بیان کرے گی اور جب اس کو کوئی ایسی چیز پہنچیگی جس کو وہ ناپسند کرتی ہے تو اس پر ثواب کی اُمید رکھے گی اور صبر کرے گی اور حال یہ ہے کہ ان کو عقل اور حلم یعنی بردباری نہ ہوگی، پس حضرت عیسیٰ نے عرض کیا الٰہی یہ کیونکر ہوگا جب ان کو عقل اور تحمل نہ ہوگا، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ میں ان کو اپنے علم اور حلم سے حصّہ دوں گا۔ (بیہقی فی شعب الایمان)

یعنی برداشت کی طاقت میں عطا کرونگا ورنہ پریشانی میں عقل کہاں ٹھکانے رہتی ہے۔

۲۔ حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ نے میرے لئے زمین کو سمیٹ دیا تو میں نے زمین کی مشرق اور مغرب کے تمام حصے دیکھے اور بیشک میری اُمت کی سلطنت اُس زمین پر پہونچنے والی ہے جو مجھ کو دکھائی گئی ہے، اور مجھ کو دو خزانے سُرخ اور سفید رنگ کے دئے گئے اور میں نے اپنے رب سے اپنی اُمت کے متعلق سوال کیا کہ اس کو عام قحط سے ہلاک نہ کیا جائے اور میں نے یہ بھی کہا کہ میری اُمت پر سوائے میری امت کے کسی اُن کے دشمن کو ان پر مسلط نہ کیا جائے کہ وہ دشمن اُن کے ملک اور اُن کے مقام سلطنت کو اپنے لئے مباح کرلے اور میرے رب نے ارشاد فرمایا اے محمدؐ جب میں کسی امر کا حکم کرتا ہوں پھر وہ واپس نہیں کیا جاتا بے شک میں نے تیری اُمت کے لئے یہ بات تجھ کو دیدی کہ ان کو عام قحط سے ہلاک نہ کروں گا، اور ان پر کسی دشمن کو مسلمانوں کے سوا مسلط نہ کروں گا کہ وہ ان کے مقام سلطنت کو اپنے لئے مباح جانے، اگرچہ ان پر وہ لوگ اکٹھے ہو جائیں جو زمین کے اطراف میں آباد ہیں یہاں تک کہ بعض ان کے ہلاک کریں بعض کو اور بعض ان کے قید کریں بعض کو۔ (مسلم)

مطلب یہ ہے کہ دونوں باتیں منظور کرلی گئیں، عام اُمت کو قحط سے بھی محفوظ رکھا جائیگا اور عام اُمت پر دشمن کو بھی مسلط نہ کیا جائے گا خواہ روئے زمین کی تمام قومیں اس امر کی خواہش کریں اور جمع ہو جائیں۔

۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا نبی کریم صلی اللہ

علیہ وسلم نے کہ تمہاری مدت زندگی پہلی اُمتوں کے مقابلہ میں ایسی ہے جیسے عصر کے وقت سے غروب آفتاب تک کا وقت ہوتا ہے اور یہود و نصاریٰ کے مقابلہ میں تمہاری مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص نے مزدوروں سے یہ کہہ کر مزدوری ٹھہرائی کہ کون ہے جو دوپہر تک ایک ایک قیراط پر کام کرے چنانچہ یہود نے دوپہر تک ایک ایک قیراط پر کام کیا پھر اُس نے کہا کون شخص ہے جو عصر کے وقت تک ایک ایک قیراط پر کام کرے تو نصاریٰ نے دوپہر سے لیکر عصر کے وقت تک کام کیا پھر اس نے کہا کون ہے جو عصر سے مغرب تک دو دو قیراط پر کام کرے سو خبردار ہو کہ تم وہ ہو جنہوں نے عصر سے مغرب تک دو دو قیراط یعنی دگنی مزدوری پر کام کیا، آگاہ ہو! تم کو دوھرا اجر عطا ہوگا، اس پر یہود و نصاریٰ بگڑ گئے اور انہوں نے کہا ہمارا کام زیادہ اور مزدوری کم تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا میں نے تمہارے مقررہ اور طے شدہ حق میں کوئی ناانصافی اور ظلم کیا؟ انہوں نے جواب دیا نہیں تو حضرت رب العزت نے فرمایا پھر تمہیں کیا اعتراض ہے وہ میرا فضل ہے چاہے جس کو زیادہ دیدوں۔ (بخاری)

چونکہ اس اُمت کی عمریں بھی پہلی اُمتوں کے مقابلہ میں کم ہیں اس لئے عصر سے مغرب تک کی مثال فرمائی، عمریں کم ہیں مگر اجر زیادہ ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی اِحْسَانِهٖ وَفَضْلِهٖ۔

۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرا بندہ مومن مجھے اپنے بعض فرشتوں سے زیادہ محبوب ہے۔ (جامع صغیر)

۵۔ حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ہم نے توراۃ میں لکھا ہوا

دیکھا ہے محمد رسول اللہ ہیں میرے پسندیدہ بندے ہیں نہ سخت زبان ہیں ۔ ۔ ۔ ۔
۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور نہ سخت دل وہ کسی بُرائی کے بدلے میں بُرائی نہیں کریں گے بلکہ بُرائی کے جواب میں اُن کی عام عادت معافی اور بخشش کی ہو گی، اُن کی پیدائش کی جگہ مکہ اور ان کی ہجرت کا مقام طیبہ ہو گا، ان کی سلطنت شام میں ہو گی، ان کی اُمت تعریف کرنے والی ہو گی، جو اللہ تعالیٰ کی خوشی اور رنج دونوں میں تعریف کرے گی اُنکی اُمت جب کسی وادی اور نشیب میں داخل ہو گی تو الحمد للہ کہے گی اور جب کسی بلند اور اونچے مقام پر چڑھے گی تو اللہ اکبر کہے گی، ان کی اُمت آفتاب کی گردش اور عروج و زوال کا خاص طور پر خیال رکھے گی، جب نماز کا وقت ہو گا تو نماز ادا کریگی۔ اُن کی ازار ٹخنوں سے اونچی نصف پنڈلی تک ہو گی۔ وضو میں اپنے جسم کے اطراف دھوئیں گے، ایک پکارنے والا آسمان سے ندا کریگا کہ اس اُمت کی نماز میں اور میدان جہاد میں صفوں کی حالت یکساں ہے۔ ان کی یعنی اُمت محمدیہ کی رات میں ایک ہلکی سی آواز ہو گی جیسے شہد کی مکھیوں کی آواز ہوا کرتی ہے۔ (مصابیح)

توراۃ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق جو پیشینگوئی ہے اُسی میں آپکی اُمت کے بھی بعض اوصاف ذکر کئے گئے ہیں یعنی آفتاب کی رعایت کریں گے چونکہ ان کی نماز کے اوقات آفتاب کے طلوع اور غروب اور زوال کے ساتھ مقرر کئے جائیں گے اس لئے آفتاب کی گردش پر نگاہ رکھیں گے وضو میں جسم کے اطراف دھوئیں گے یعنی ہاتھ پاؤں مُنہ وغیرہ جس طرح نماز میں ایک سے ایک ملکر کھڑے ہوتے ہیں اسی طرح میدان جہاد میں بھی ان کی صف ہو گی، رات کی آواز سے مراد تہجد کی نماز اور شب کی گریہ وزاری ہے ملک شام کی سلطنت سے مطلب

یہ ہے کہ ابتدائی حکومت اور سلطنت کا مرکز ملک شام میں قائم ہوگا۔

۶۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ قیامت کے دن ایک پکارنے والا عرش الٰہی سے پکارے گا اے اُمت محمد! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، جو میرے حقوق تمہاری جانب تھے وہ میں نے تم کو ہبہ کر دئے، اب تمہارے باہمی حقوق رہ گئے ہیں ان کو تم ایک دوسرے کو معاف کر دو اور میری رحمت کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ۔ (ابراہیم المقری فی البقرہ)

۷۔ حضرت اُم ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں، کہ ایک پکارنے والا پکارے گا، اے اہل توحید آپس میں ایک دوسرے کو معاف کر دو اور اس کا بدلہ میرے ذمے ہے۔ (طبرانی)

یعنی اگر کوئی اپنا حق معاف کر دیگا تو میں اس کو ثواب دوں گا۔

۲۲

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا ذکر

۱۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اللہ تعالیٰ نے آدمؑ اور ان کی ذریت کو پیدا کیا تو فرشتوں نے عرض کیا اے رب تو نے اس مخلوق کو پیدا کیا ہے یہ مخلوق کھائے گی پیئے گی، نکاح کریگی، سوار ہو گی تو اے خدا ان کے لئے صرف دُنیا ہی کر دے اور ہمارے لئے صرف آخرت کر دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جس مخلوق کو میں نے اپنے ہاتھ سے بنایا ہے اور جس میں میں نے اپنی روح پھونکی ہے، اس مخلوق کو اُس مخلوق کی مثل

نہیں کروں گا، جن کو میں نے کہا ہو وہ ہو گئی۔ (بیہقی)

یعنی فرشتوں نے جب دیکھا کہ انسان کھانے پینے وغیرہ کا محتاج ہے تو اس تقسیم کا مطالبہ کیا، اللہ تعالےٰ نے انسان کی شرافت کا ان پر اظہار کیا کہ اس کو میں نے اپنی قدرت کے ہاتھوں سے بنایا ہے یعنی صفت جلال و جمال دونوں کا مظہر ہے پھر اس میں اپنی روح پھونکی ہے یعنی اپنی خاص صفات سے اس کو ممتاز کیا ہے یہ آخرت اور دنیا دونوں کا حقدار ہے اور تم عام مخلوق کی طرح لفظ کن سے پیدا ہوئے ہو کہ جب ہم نے کہا کن فکان یعنی پیدا ہو وہ ہو گئی۔

۲۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کے دن حضرت نوح علیہ السلام بلائے جائیں گے اور اُن سے دریافت کیا جائیگا تم نے میرے احکام پہنچائے وہ عرض کریں گے ہاں اے رب، پھر اُن کی اُمت سے سوال کیا جائیگا تم کو میرے احکام پہنچے وہ کہیں گے ہمارے پاس تو کوئی پیغمبر نہیں آیا پھر حضرت نوح علیہ السلام سے کہا جائیگا تمہارے گواہ کون لوگ ہیں، وہ کہیں گے محمدؐ اور اُن کی اُمت، پھر فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تم بلائے جاؤ گے اور تم اس بات کی شہادت دو گے کہ بیشک حضرت نوحؑ نے تیرا پیغام تیرے بندوں کو پہنچایا تھا، پھر آپ نے یہ آیت پڑھی وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا۔ (بخاری)

ف یعنی تم کو ہم نے اُمت عادلہ بنایا ہے تاکہ تم لوگوں پر شہادت دے سکو اور تمہاری تزکیہ اور تمہاری صداقت پر رسول گواہ ہو۔

مطلب یہ ہے کہ چونکہ قرآن میں حضرت نوحؑ کا ذکر ہے اور اُن کی تبلیغی خدمات کی تفصیل ہے اس لئے مسلمان حضرت نوحؑ کے حق میں گواہی دیں گے اور پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسّلام اپنی اُمت کی صداقت پر شہادت دیں گے۔

۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ایک دن حضرت ایوب علیہ السلام برہنہ غسل کر رہے تھے، اس حالت میں ان پر سونے کی ٹڈیاں گرنے لگیں، حضرت ایوب علیہ السّلام ان سونے کی ٹڈیوں کو اپنے کپڑے میں سمیٹنے لگے۔ پس حضرت ایوبؑ کے رب نے ان کو پکارا اے ایوب کیا میں نے تم کو اس چیز سے جو تم دیکھتے ہو مستغنی اور بے نیاز نہیں بنایا حضرت ایوبؑ نے عرض کیا، لیکن، آپ کی عطا اور برکت سے میں مستغنی نہیں ہوں۔ (بخاری)

یعنی باوجود سب کچھ عطا کر دینے کے پھر اگر آپ اور دیں تو آپ کی عطا سے کس طرح بے نیاز ہو سکتا ہوں۔

۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ موسیٰؑ بن عمران کے پاس ملک الموت آئے اور کہا اپنے رب کا حکم قبول کرو یعنی جان میرے حوالے کیجئے حضرت موسیٰؑ نے ملک الموت کی آنکھ پر ایک طانچہ مارا اور آنکھ کو پھوڑ دیا حضرت ملک الموت واپس گئے اور حضرت حق سے عرض کیا آپ نے مجھے اپنے ایسے بندے کے پاس بھیجا جو مرنا نہیں چاہتا اور اس نے میری آنکھ پھوڑ ڈالی اللہ تعالیٰ نے ملک الموت کی آنکھ کو لوٹا دیا اور فرمایا میرے بندے کے پاس پھر جاؤ اور ان سے کہو، کیا تم زندہ رہنا چاہتے ہو، اگر زندہ رہنا

چاہتے ہو تو ایک بیل کی پیٹھ پہ ہاتھ رکھ دو، تمہارے ہاتھ کے نیچے جس قدر بال آجائیں گے اتنے سال تک تم اور زندہ رہو گے، حضرت موسیٰؑ نے کہا اس کے بعد کیا ہوگا ملک الموت نے کہا، پھر مرو گے، حضرت موسیٰؑ نے کہا پس میں نے ابھی موت اختیار کرلی اے میرے رب مجھ کو بیت المقدس سے ایک پتھر پھینکنے کی مقدار قریب کردے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا کی قسم اگر میں بیت المقدس کے قریب ہوتا تو تم کو حضرت موسیٰؑ کی قبر دکھا دیتا جو راستے سے ایک طرف کو سرخ ٹیلے کے پاس ہے۔ (بخاری)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا غصہ تو مشہور ہی ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ابتداءً ملک الموت انسانی شکل میں ان کے پاس آئے اور وہ یہ نہیں سمجھے کہ یہ ملک الموت ہیں اس لئے انہوں نے ایک طمانچہ مار دیا، آنکھ کو توڑ دیا۔ یعنی جو آنکھ حضرت موسیٰؑ کے طمانچے سے پھوٹی تھی وہ صحیح ہوگئی، پتھر پھینکنے کی مقدار سے فاصلہ بتایا کہ ایک آدمی پتھر پھینکے تو جتنی دور وہ پتھر جاکر پڑے اتنے ہی فاصلہ پر پہنچا دیجئے۔

۵۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ ایک چیونٹی نے نبیوں میں سے کسی نبی کو کاٹ لیا تھا، اس نبی نے حکم دیا اور تمام چیونٹیاں جلوا دی گئیں اللہ تعالیٰ نے اس نبی کی طرف وحی بھیجی کہ تم نے ایک چیونٹی کے کاٹنے پر ایک ایسی مخلوق کو جلوا ڈالا، جو خدا کی پاکی بیان کیا کرتی ہے۔ (بخاری)

یعنی ایک چیونٹی کے کاٹنے پر وہاں جس قدر چیونٹیاں تھیں ان کو جلوا دیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا چیونٹیاں ہماری تسبیح کرتی ہیں، تم نے ایک ایسی مخلوق کو

بے گناہ کیوں سزا دی، جو ذکرِ الٰہی کیا کرتی ہے۔

۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے کسی بندے کو یہ مناسب نہیں کہ یونس علیہ السلام بن متی سے اپنے کو بہتر کہے۔ (مسلم)

یعنی کوئی نبی کسی درجے کا بھی ہو اس سے اپنے کو اچھا نہیں کہنا چاہئے، اللہ تعالیٰ کا ہر پیغمبر غیر پیغمبر سے افضل اور اعلیٰ ہے۔

۷۔ حضرت عطار بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں مجھے عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات کا اتفاق ہوا تو میں نے اُن سے عرض کیا مجھے بتایئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر تورات میں کس طرح آیا ہے، اُنھوں نے فرمایا اچھا خدا کی قسم تورات میں آپ کی بعض ایسی صفات کا ذکر ہے جو وصف آپ کے قرآن میں بھی مذکور ہیں، اے نبی میں نے تم کو شاہد اور مبشر اور نذیر بنا کر بھیجا ہے اور اُمیوں کے لئے حفاظت کرنیوالا بنا کر بھیجا ہے تو میرا بندہ ہے اور میرا رسول ہے میں نے تیرا نام متوکل رکھا ہے نہ سخت کلام ہے اور نہ سنگدل ہے اور نہ بازاروں میں غل مچانیوالا اور نہ بُرائی کا بدلہ بُرائی کے ساتھ لینے والا ہے بلکہ معاف کرنیوالا اور بخشنے والا ہے اللہ تعالیٰ اُس کو اُس وقت تک وفات نہیں دیگا جب تک وہ ملتِ ابراہیمی کو درست اور صحیح نہیں کر دیگا اس طرح کہ لوگ لا الٰہ الا اللہ پڑھنے لگیں اور اس کلمہ کی وجہ سے اندھی آنکھیں روشن ہو جائیں اور بہرے کان کھل جائیں اور پردے پڑے ہوئے دل کھل جائیں۔ (بخاری)

دارمی نے اس روایت کو عبد اللہ بن سلام سے نقل کیا ہے۔ شاہد کا مطلب

یہ ہے کہ اپنی اُمت کے حق میں گواہ ہوں گے، مبشر خوشخبری دینے والے نذیر ڈرانیوالے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریباً یہ وہ صفات ہیں جو قرآن اور توراۃ دونوں میں یکساں ہیں۔

۸۔حضرت علی کرم اللہ وجہہ، ایک یہودی عالم کا جو مسلمان ہو گیا تھا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا آپ کا تذکرہ توراۃ میں اس طرح ہے، محمدؐ عبداللہ کے بیٹے ہیں اُن کی پیدائش کی جگہ مکہ ہے ہجرت کی جگہ طیبہ ہے اور ان کی سلطنت ملک شام میں ہو گی، وہ نہ سخت کلام ہے اور نہ سخت دل نہ بازاروں میں بلند آواز سے بولنے والا فحش اور بُری وضع رکھنے والا اور نہ بیہودہ گو ہو گا۔(بیہقی)

۹۔حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اے عائشہ اگر میں چاہوں تو سونے کے پہاڑ میرے ہمراہ چلیں (یعنی اس قدر دولت مند ہو جاؤں مگر میں نے اس کو پسند نہیں کیا) میرے پاس ایک فرشتہ آیا جس کی کمر کعبہ کے برابر تھی اس نے کہا آپ کا رب آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے اگر آپ چاہیں تو بندگی کرنیوالے پیغمبر ہوں اور چاہیں تو صاحب سلطنت پیغمبر ہوں میں نے سوال کا جواب دینے سے پیشتر حضرت جبرئیلؑ کی طرف دیکھا تو انہوں نے کہا اپنے نفس کو پست کیجئے۔ تو میں نے کہا بندگی کرنیوالا نبی، حضرت ابن عباس کی روایت میں ہے کہ میں نے حضرت جبرئیلؑ کی طرف مشورے کی غرض سے دیکھا تو اُنہوں نے مجھے مشورہ دیا کہ تواضع اختیار کیجئے تو میں نے اس فرشتے کے جواب میں کہا بندگی کرنیوالا نبی، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں اس واقعہ کے بعد سے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تکیہ لگا کر کھانا نہ کھاتے تھے، اور فرماتے تھے میں اس طرح کھانا کھاتا ہوں، جیسے ایک غلام کھایا کرتا ہے اور اس طرح بیٹھتا ہوں جس طرح کوئی غلام بیٹھتا ہے۔ (شرح السنۃ)

۱۰۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ مالک بن صعصعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے معراج کی ایک طویل روایت نقل کرتے ہیں اس روایت میں ہے کہ جب پانچ وقت کی نماز مقرر ہوئی اور میں وہاں سے چلا تو ایک پکارنے والے نے ندا کی، میں نے اپنا فرض پورا کیا اور اپنے بندوں سے میں نے تخفیف کر دی۔ (بخاری و مسلم)

یعنی پچاس نمازوں کی تعداد کم کر کے پانچ کر دی اور ثواب چونکہ پچاس کا رہا اس لئے جو فرض کیا تھا وہ بھی پورا ہو گیا۔

۱۱۔ حضرت ثابت بنانی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے واقعہ معراج کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ میرے پاس براق لایا گیا، وہ ایک چوپایہ تھا جس کا رنگ سفید تھا اس کا قد لمبا تھا گدھے سے ذرا بڑا اور خچر سے قدرے چھوٹا تھا تیز رفتاری کا یہ عالم تھا کہ اس کا قدم اتنی دور پڑتا تھا جہاں تک انسان کی نگاہ پہنچتی ہے میں اس پر سوار ہوا یہاں تک کہ بیت المقدس پہنچا اور میں نے براق کو اس حلقہ سے باندھا جس سے انبیا کی سواریاں باندھی جاتی تھیں پھر میں مسجد اقصیٰ میں داخل ہوا میں نے دو رکعتیں وہاں پڑھیں پھر میں نکلا حضرت جبرئیل نے دو برتن میرے روبرو پیش کئے ایک میں دودھ تھا اور ایک میں شراب تھی میں نے دودھ کا برتن اختیار کر لیا حضرت جبرئیل نے فرمایا آپ نے فطرت کو اختیار کیا، پھر ہم آسمان کی طرف بلند ہوئے۔ اسی حدیث میں

مختلف آسمانوں پر جانے اور مختلف پیغمبروں سے ملاقات کا ذکر ہے، ساتویں آسمان پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملاقات کا ذکر ہے اسی روایت میں سدرۃ المنتہیٰ کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا خدا کی مخلوق میں کوئی ایسا نہیں ہے جو سدرۃ المنتہیٰ کی خوبیاں بیان کرنے کی طاقت رکھتا ہو۔ پھر آپ نے فرمایا میری جانب وحی کی گئی جو کچھ بھی کی گئی اور مجھ پر ہر رات اور دن میں پچاس نمازیں فرض کی گئیں جب میں واپس ہوا تو حضرت موسیٰؑ کے پاس پہنچا، انہوں نے فرمایا آپ کے رب نے آپ کی اُمت پر کیا فرض کیا میں نے کہا ہر رات دن میں پچاس نمازیں انہوں نے کہا اپنے رب کے پاس واپس جائیے اور اُن نمازوں میں تخفیف کی درخواست کیجئے آپ کی اُمت اس قدر طاقت نہیں رکھتی میں بنی اسرائیل کو آزما چکا ہوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں میں واپس گیا اور میں نے عرض کیا یا رب میری اُمت پر تخفیف کیجئے میری درخواست پر پانچ نمازیں کم کر دی گئیں پھر میں حضرت موسیٰؑ کے پاس واپس آیا اور میں نے کہا پانچ نمازیں کم کر دی گئیں حضرت موسیٰؑ نے فرمایا تمہاری اُمت اس کی بھی طاقت نہیں رکھتی اپنے رب کے پاس واپس جائیے اور کمی کی درخواست کیجئے پس میں حضرت موسیٰؑ اور اپنے رب کے مابین آتا جاتا رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محمدؐ ہر رات اور دن میں پانچ نمازیں ہیں اور ہر نماز کا دس گنا ثواب ہے تو یہ پچاس ہو گئیں جو شخص کسی نیکی کا ارادہ کرتا ہے تو ایک نیکی اُس کے نامہ اعمال میں لکھ دی جاتی ہے خواہ وہ اُس کو نہ کرے اور اگر ارادہ کے ساتھ کر بھی لیتا ہے تو اُس کے لئے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں، اور جو شخص بدی کا ارادہ کرتا ہے لیکن وہ

بدی اس سے واقع نہیں ہوتی تو اس کے نامہ اعمال میں کوئی گناہ نہیں لکھا جاتا اور اور اگر وہ اس بدی کو جس کا ارادہ اُس نے کیا تھا کر گزرتا ہے تو صرف ایک گناہ لکھا جاتا ہے، میں اس حکم کے بعد پھر واپس آیا اور حضرت موسیٰؑ تک پہنچا اور اُن کو خبر دی اُنہوں نے پھر مجھ سے کہا کہ جائیے اور کمی کی درخواست کیجئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، میں نے کہا کئی بار میں نے اپنے رب کی طرف رجوع کیا یہاں تک کہ مجھ کو اس سے حیا اور شرم آگئی۔ (مسلم)

یعنی بار بار تخفیف کا سوال کرنے سے شرم آئی۔

۱۲۔ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ جب میں آخری مرتبہ حضرت موسیٰؑ کے پاس آیا اور اُنہوں نے مجھ سے تخفیف کو کہا تو میں پھر حضرت حق کی جناب میں حاضر ہوا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ نمازیں تعداد میں پانچ ہیں اور اجر و ثواب میں پچاس ہیں، کیونکہ میرے پاس بات بدلا نہیں کرتی۔ (بخاری، مسلم)

یعنی حکم تبدیل نہیں ہوتا ادا کرنے کے اعتبار سے اگرچہ پانچ نمازیں رہ گئیں لیکن ثواب میں اب بھی وہی پچاس ۵۰ ہیں۔

۱۳۔ حضرت امام جعفر اپنے باپ امام محمد باقر سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص قریش میں سے میرے والد امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا تو میرے والد نے اُس سے کہا کیا میں تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی بات سُناؤں اُس نے کہا ہاں سُنائیے آپ نے فرمایا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے تو اُن کی خدمت میں حضرت جبرئیلؑ حاضر ہوئے اور اُنہوں نے کہا اے محمدؐ مجھ کو اللہ تعالیٰ نے آپ کی اُس عزت و عظمت کے اعتبار سے

آپ کی خدمت میں بھیجا ہے جو عزت و عظمت آپ کے لئے مخصوص ہے اور وہ آپ سے وہ بات دریافت کرتا ہے جس بات کو وہ آپ سے بھی زیادہ جانتا ہے۔ وہ فرماتا ہے تم اپنے کو کیسا پاتے ہو یعنی آپ کے مزاج کیسے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا اے جبرئیلؑ میں اپنے کو مغموم اور مکدر پاتا ہوں پھر دوسرے دن حضرت جبرئیلؑ آئے اور آپ نے یہی جواب دیا کہ غم اور تکلیف میں مبتلا پاتا ہوں پھر تیسرے دن حضرت جبرئیلؑ آئے اور آپ نے وہی جواب دیا جو پہلے دن دیا تھا حضرت جبرئیلؑ کے ساتھ ایک فرشتہ آیا جس کا نام اسماعیلؑ تھا یہ فرشتہ ایک لاکھ فرشتوں کا سردار تھا اور اس کے ماتحت ہر ایک فرشتہ ایک ایک لاکھ فرشتوں کا سردار تھا اس اسماعیلؑ فرشتے نے حاضری کی اجازت چاہی آپ نے اُس کا حال دریافت کیا حضرت جبرئیلؑ نے عرض کیا یہ ملک الموت ہے آپ سے اجازت طلب کرتا ہے، اس نے کبھی آپ سے پہلے کسی شخص سے اجازت طلب نہیں کی اور نہ آپ کے بعد کسی سے اجازت طلب کریگا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو اجازت دو سو جبرئیلؑ نے اس کو حاضری کی اجازت دی اس نے آپ کو سلام کیا اور عرض کیا اے محمدؐ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو بھیجا ہے اگر آپ مجھ کو حکم دیں کہ میں آپ کی روح قبض کروں تو قبض کرونگا اور اگر آپ مجھ کو حکم دیں کہ چھوڑ دوں تو میں چھوڑ دونگا۔ آپ نے فرمایا کیا میں جو حکم کروں گا، تو وہی کرے گا، ملک الموت نے عرض کیا ہاں مجھ کو یہی حکم دیا گیا ہے اور یہی کہا گیا ہے کہ میں آپ کی فرمانبرداری کروں، امام زین العابدینؒ فرماتے ہیں، حضورؐ نے جبرئیلؑ کی طرف دیکھا جبرئیلؑ نے عرض کیا اے محمدؐ اللہ تعالیٰ آپ کی ملاقات کا مشتاق ہے پس آپ نے ملک الموت

سے فرمایا تو جس کام کے لئے مقرر کیا گیا ہے اُس کو پورا کر چنانچہ اُس نے آپ کی روح قبض کی۔ (بیہقی فی شعب الایمان)

یہ روایت طویل ہے مگر ہم نے حسب ضرورت مختصر کر دی ہے مفہوم اور مطلب اس غرض سے فرمایا کہ اُمت کی بخشش اور میرے بعد جو واقعات رُونما ہونے والے ہیں اُن کی وجہ سے غمزدہ ہوں۔

۱۴۔ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھا تھا کہ ایک شخص آیا اور اُس نے خدمت اقدس میں فاقہ کی شکایت کی پھر دوسرا آیا اس نے راستوں کی بدامنی اور لوٹ مار کا ذکر کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عدی تم نے حیرہ دیکھا ہے اگر تمہاری عمر دراز ہوئی تو تم دیکھو گے، ایک چھوٹا سا قافلہ حیرہ سے چلیگا اور خانہ کعبہ کا طواف کریگا اور اُس کو راستہ میں سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کا خوف نہ ہوگا اور اگر تمہاری عمر دراز ہوئی تو تم کسریٰ کے خزانے فتح کرو گے اور اگر تمہاری عمر دراز ہوئی تو تم دیکھو گے کہ ایک آدمی ہاتھ میں سونا یا چاندی بھر کر نکلے گا اور اس تلاش میں نکلے گا کہ کوئی اس مال کو قبول کر لے لیکن کوئی اس سونے یا چاندی کو قبول کرنے والا نہیں ملیگا اور بیشک ایک دن تم میں سے ہر ایک شخص اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کریگا کہ اُس کے اور خدا کے درمیان کوئی ترجمان نہیں ہوگا جو واسطہ بن کر ترجمہ کرے پس اللہ تعالیٰ فرمائیگا کہ کیا میں نے تیرے پاس رسول نہیں بھیجا، جو میرے احکام کی تجھ کو تبلیغ کرتا۔ بندہ عرض کریگا بے شک تو نے رسول بھیجا پھر اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیگا کہ میں نے تجھ کو مال نہیں

دیا اور اپنے فضل سے نہیں نوازا بندہ عرض کریگا بے شک ایسا ہوا پھر یہ بندہ اپنی داہنی اور بائیں جانب نظر ڈالے گا تو دائیں طرف بھی اور بائیں طرف بھی اس کو دوزخ نظر آئیگی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آگ سے اپنے آپ کو بچاؤ کچھ نہ ہو تو ایک کھجور کا ٹکڑا ہی خیرات کرو کھجور کا ٹکڑا بھی کسی کو میسر نہ ہو تو پاکیزہ کلام ہی کے ذریعہ آگ سے بچنے کی کوشش کرے حضرت عدی بن حاتمؓ فرماتے ہیں میں نے اپنی زندگی میں حیرہ سے قافلوں کو آتے دیکھا کہ وہ کعبہ کا طواف کرنے آتے تھے اور راستہ میں اُن کو کوئی خطرہ سوائے خدا کے خوف کے نہیں ہوتا تھا، اور میں اُن لوگوں میں سے ہوں جنہوں نے کسریٰ بن ہرمز کے خزانوں کو فتح کیا، اور اگر تم لوگ زندہ رہے تو حضرت ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ بات بھی پوری ہوتی دیکھوگے کہ ایک شخص ہاتھ میں مال لے کر نکلے گا، اور کوئی قبول کرنے والا نہیں ملیگا۔ (بخاری)

مطلب یہ ہے کہ کچھ لوگوں نے مفلسی اور بدامنی کی شکایت کی تھی اس کے متعلق آپ نے فرمایا کہ یہ چند دن کی باتیں ہیں اسلام کی ترقی اور عروج کے ساتھ یہ باتیں ختم ہو جائیں گی حضرت عدیؓ جو اس روایت کے راوی ہیں وہ فرماتے ہیں بعض پیشین گوئیاں تو حضور کی میں نے دیکھ لیں اور بعض جو بچے گا وہ دیکھ لیگا، دائیں بائیں دوزخ نظر آئے گی یعنی جب حجت قائم ہو جائے گی تو پھر ہر طرف عذاب کے سوا اور کیا ہے، پاکیزہ کلام کا یہ مطلب کہ سبحان اللہ۔ الحمد للہ بکثرت پڑھا کرو یا یہ کہ لوگوں سے اچھی اور بھلی بات کیا کرو کیونکہ بھلی بات کرنے سے بھی صدقے کا ثواب ملتا ہے۔

۱۵۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت

کرتے ہیں کہ آپ سے کسی نے دریافت کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم محمود کیا ہے آپ نے فرمایا جس دن اللہ تعالیٰ کرسی پر نزول اجلال فرمائیگا تو کرسی ہیبت الٰہی سے چرچر بولے گی، حالانکہ کرسی کی بڑائی اور اس کے پھیلاؤ کا یہ عالم ہے کہ آسمان وزمین کے درمیان کی وسعت سے بھی کہیں زیادہ ہے تم سب اُس دن برہنہ اور غیر مختون حاضر کئے جاؤ گے سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کپڑے پہنائے جائیں گے اللہ تعالیٰ فرمائیگا، میرے خلیل کو کپڑے پہنائے جائیں پس جنت کی چادروں میں سے دو چادریں سفید رنگ کی لائی جائیں گی پھر حضرت ابراہیمؑ کے بعد مجھ کو لباس عطا کیا جائیگا، پھر میں اللہ تعالیٰ کی دائیں جانب ایک مقام پر کھڑا ہونگا، میرے اس مرتبہ پر پہلے اور پچھلے غبطہ کریں گے۔ (دارمی)

کرسی پر نزول اجلال کا مطلب یہ ہے کہ حضرت حق تعالیٰ اُس دن کرسی پر سے تدبیر امور فرمائیگا، کرسی عرش سے چھوٹی ہے، ہیبت الٰہی سے کرسی کی جو حالت ہو گی اس کو چرچراہٹ سے تعبیر کیا ہے، جیسے نئے پلنگ یا نئے کجاوے میں سے آواز نکلتی ہے، حضرت ابراہیمؑ کے متعلق مشہور ہے کہ اُن کو ایک کافر بادشاہ نے سزا دیتے وقت برہنہ کیا تھا، اس لئے قیامت میں ان کو شرف لباس سے مقدم کیا گیا، پہلے اور پچھلے یعنی مقام محمود عطا ہونے پر سب کو غبطہ ہو گا، اور سب اس کی خواہش کریں گے کہ ہم کو بھی یہ مرتبہ حاصل ہوتا۔

۱۶۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ میرے پاس جبرئیلؑ نے آکر مجھ سے کہا کہ آپ کا رب فرماتا ہے کیا آپ کو معلوم ہے کہ آپ کے ذکر کو میں نے کس طرح بلند کیا ہے میں نے کہا

اللہ ہی جانتا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرا ذکر نہیں کیا جاتا، مگر آپ کا ذکر بھی میرے ذکر کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ (ابو یعلی۔ ابن حبان)

مثلاً اذان اور نماز میں یا کلمۂ توحید میں۔

۱۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی بھیجی کہ میں نے حضرت یحییٰ بن زکریا علیہم السلام کے بدلے میں ستر ہزار آدمیوں کو قتل کیا تھا اور تیرے نواسہ کے بدلے میں ستر ہزار اور ستر ہزار کو قتل کروں گا۔ (حاکم)

یعنی حضرت یحییٰ کے مقتولین سے دو گنے۔

۱۸۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میرے رب نے میرے سامنے یہ بات پیش کی تھی کہ وہ میرے لئے مکہ کی کنکریوں اور سنگریزوں کو سونا کر دے، مگر میں نے عرض کیا اے رب نہیں میں تو ایک دن پیٹ بھر کر کھانا چاہتا ہوں اور ایک دن بھوکا رہنا چاہتا ہوں تاکہ جب بھوکا ہوں تو تیرے سامنے عاجزی کروں اور تجھ کو یاد کروں اور جس دن سیر ہوں تو تیری حمد کروں اور تیرا شکریہ بجالاؤں۔ (احمد۔ ترمذی)

۱۹۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ سے فرمایا، اے آدمؑ میں نے اپنی امانت آسمانوں اور زمینوں کے سامنے پیش کی تھی، سو وہ اسکو نہیں اٹھا سکے کیا تم اس امانت کو اور جو کچھ اس میں ہے اٹھانیکو تیار ہو؟

حضرت آدمؑ نے عرض کیا مجھے اس کے اٹھانے سے کیا نفع ہوگا۔ اللہ تعالیٰ

نے فرمایا اگر اُٹھالیا تو اجر دیا جائیگا، اور اگر ضائع کردیا تو عذاب کیا جائیگا، حضرت آدمؑ نے عرض کیا میں نے اس امانت کو اور جو کچھ اس میں ہے اٹھالیا، اس واقعہ کے بعد زیادہ عرصہ نہیں گذرا صرف اتنی دیر لگی جتنی عصر اور مغرب کے درمیانی وقت میں ہوتی ہے کہ ان کو جنت سے شیطان نے نکلوادیا۔ (ابوالشیخ)

امانت سے مراد وہی امانت ہے جس کی طرف سورۂ احزاب کے آخر میں اشارہ کیا ہے، یعنی اپنی خواہش کے خلاف احکام الٰہی کی حفاظت،

۲۰۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محمدؐ میں اس شخص کو آگ کا عذاب نہ کروں گا۔ جس کا نام تیرے نام پر رکھا گیا ہو۔ (دیلمی)

۲۱۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ سے ارشاد فرمایا، تم جیسا عمل کروگے ویسا ہی بدلہ تم کو دیا جائیگا۔ (دیلمی)

۲۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے اپنے رب سے چند باتیں دریافت کیں اور میں دریافت نہ کرتا تو اچھا ہوتا، میں نے عرض کیا اے رب مجھ سے پہلے رسولوں میں سے کوئی مُردے زندہ کرتا تھا، اور ان میں سے کسی کے لئے تونے ہوا کو مسخر کردیا تھا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا میں نے تم کو یتیم پاکر کوئی ٹھکانا نہیں دیا، میں نے عرض کیا بیشک، پھر فرمایا، کیا تم کو راہ کا متلاشی دیکھ کر میں نے ہدایت نہیں کی،... ...میں نے عرض کیا بیشک پھر فرمایا کیا میں نے تم کو تنگدست دیکھ کر مالدار نہیں کردیا، میں نے عرض کیا بے شک پھر ارشاد فرمایا کیا میں نے تمہارا سینہ نہیں کھول دیا کیا تمہارا وہ بوجھ جس سے تمہاری کمر جھکی جاتی تھی، تم سے

نہیں اُتارا، کیا تمہارے ذکر کو میں نے بلند نہیں کیا۔ میں نے کہا بیشک اے رب! یہ سب کچھ تو نے کیا۔ ابس میں نے اس بات کو پسند کیا کہ میں یہ سوال نہ کرتا تو اچھا ہوتا۔ (حاکم، بیہقی، ابن عساکر)

یعنی حضرت کے توجہ دلانے سے معلوم ہوا کہ پہلے نبیوں سے تو مجھے بہت زیادہ دیا گیا ہے اس لیے خیال ہوا کہ ناحق ہی سوال کیا۔

۲۳۔ عبداللہ بن حوالہ کے واسطے سے ابن عساکر نے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شام کو لازم پکڑ جانتے ہو! اللہ تعالیٰ نے شام کو خطاب کر کے کیا فرمایا ہے؛ اے شام تجھ پر میرا ہاتھ ہے تو تمام شہروں میں سے میرا برگزیدہ ہے، تجھ میں اپنے برگزیدہ بندوں کو داخل کرونگا، اے شام تو میرے انتقام کی تلوار ہے اور میرے عذاب کا کوڑا ہے تو جگہ ہی اچھے لوگوں کی ہے اور تیری ہی طرف محشر ہوگا۔ (طبرانی، ابن عساکر)

روایت طویل ہے ہم نے اس کو مختصر کر دیا ہے، ملک شام کے بہت سے فضائل حدیثوں میں آئے ہیں، انہی فضائل کی جانب اس حدیث قدسی میں بھی اشارہ ہے، ہم نے صرف اللہ تعالیٰ کا وہ قول نقل کیا ہے، جس میں شام کو خطاب کیا ہے۔

۲۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جب میں سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچا تو مجھ سے کہا گیا یہ سدرۃ المنتہیٰ ہے، مجھ سے اللہ تعالیٰ نے وہاں پہنچنے کے بعد فرمایا سوال کرو، میں نے عرض کیا الٰہی آپ نے حضرت ابراہیم کو خلیل بنایا اور آپ نے

حضرت موسیٰؑ کو کلام سے نوازا اور آپ نے حضرت داؤدؑ کو بہت بڑی سلطنت عطا فرمائی اور لوہا اُن کے لئے نرم کر دیا اور پہاڑ اُن کے لئے مسخر کر دئے، حضرت سلیمانؑ کو بہت بڑا ملک عطا فرمایا اُن کے لئے جن، انسان اور شیاطین اور ہوا کو مسخر کر دیا، اور اُن کو ایسا ملک عنایت کیا، جو اُن کے بعد کسی کو نہیں دیا گیا، حضرت عیسیٰؑ کو آپ نے توریت اور انجیل کا علم دیا اندھے اور کوڑھیوں کو اُن کے ہاتھ سے شفا دی، اُن کو اور اُن کی ماں کو شیطان رجیم سے پناہ دی اور شیطان کو اُن دونوں پر کوئی راہ نہیں، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا میں نے آپؐ کو اپنا حبیب بنایا توراۃ میں آپ کو حبیب الرحمان کے لقب سے یاد کیا، آپؐ کو تمام انسانوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا، آپ کی اُمت کو اول و آخر کا لقب دیا، اور آپ کی اُمت کے لئے ہر خطبہ میں شرط لگائی کہ کوئی خطبہ جائز نہ ہوگا۔ جب تک اس خطبہ میں یہ شہادت نہ دیجائے کہ آپ میرے بندے اور آپ میرے رسولؐ ہیں، میں نے آپ کو پیدائش کے اعتبار سے اول اور بعثت کے اعتبار سے آخر کیا۔ میں نے آپ کو سبع مثانی یعنی سورۂ فاتحہ عطا کی جو آپ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دیگئی، اور میں نے آپ کو عرش کے خزانوں میں سے سورۂ بقر کی آخری آیتیں عطا کیں جو آپ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دیں، اور میں نے آپ کو نبوت کی ابتدا کرنے والا اور نبوت کو ختم کرنے والا بنایا، (شفاء قاضی عیاض)

خواتیم سورۂ بقر یعنی اٰمن الرسول سے لیکر آخر تک۔

۲۳---

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی فضیلت

۱۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے میں نے اپنے رب سے اپنے اصحاب کے باہمی اختلاف کے متعلق سوال کیا تو مجھ پر وحی کی گئی اے محمدؐ تمہارے اصحاب میرے نزدیک آسمان کے تاروں کی مانند ہیں کہ بعض بعض سے زیادہ نورانی ہیں مگر نور سب میں ہے، پس جس شخص نے ان کے اختلاف میں سے کہ جس پر وہ ہوں کچھ لے لیا تو وہ میرے نزدیک ہدایت پر ہے، حضرت عمرؓ کہتے ہیں اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے اصحاب تاروں کی مانند ہیں ان میں سے تم جس کی پیروی کروگے ہدایت حاصل کرلوگے۔ (رزین)

ہدایت اور راہ پانے کے لئے تاروں کی بہترین مثال ہے۔

۲۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ ارشاد فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو اور حضرت زبیر اور مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ایک خاص واقعہ کی تلاش میں بھیجا تھا چنانچہ ہم دوڑ گئے اور جس جگہ کا آپ نے ہم کو پتہ بتایا تھا وہاں ہم کو ایک عورت ملی ہم نے اُس کو پکڑ لیا اور اُس سے خط دریافت کیا، تو اُس نے کہا میرے پاس کوئی خط نہیں ہے مگر جب ہم نے کہا کہ یا تو خط ہم کو دیدے ورنہ ہم تیری تلاشی لیں گے اس دھمکی پر اُس نے اپنی چوٹی میں سے نکال کر وہ خط دیا ہم اس خط کو واپس لے کر آگئے وہ خط حاطب بن بلتعہ کا تھا جو اُنہوں نے خفیہ طور پر

مکہ کے کافروں کو لکھا تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حاطبؓ سے دریافت کیا یہ کیا معاملہ ہے انہوں نے کہا یا رسول اللہؐ میرے معاملہ میں جلدی کوئی فیصلہ نہ کیجئے، واقعہ یہ ہے کہ میں مکہ کا اصل باشندہ نہیں ہوں بلکہ میں نے وہاں سکونت اختیار کر لی ہے اور آپ کے ساتھ جن لوگوں نے ہجرت کی ہے مکہ والوں سے ان کی قرابت اور رشتہ داری ہے اور اسی بنا پر ان کے بچے اور بیویاں اور انکے مال مکہ میں محفوظ ہیں لیکن چونکہ مکہ والوں سے میرے نسب کا کوئی تعلق نہیں ہے اسلئے میں نے یہ خیال کیا کہ مکہ والوں پر کچھ احسان کر دوں تاکہ اس احسان کی وجہ سے وہ میرے اہل و عیال اور میرے مال کو مثل دوسرے مہاجرین کے محفوظ رکھیں میں نے یہ مخبری کسی کفر یا ارتداد کی بنا پر نہیں کی تھی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حاطبؓ سچ کہتا ہے اور اس نے تمہارے سامنے سچ کہا حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ مجھ کو اجازت دیجئے کہ میں اس منافق کو قتل کر دوں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تجھے خبر نہیں کہ حاطبؓ بدر کے معرکے میں شریک ہوا ہے اور کیا تمہیں نہیں معلوم کہ بدر میں شریک ہونے والوں کو اللہ تعالیٰ نے رحمت کی نظر سے دیکھتے ہوئے فرمایا ہے کہ تمہارا جو جی چاہے عمل کرو تم پر جنت واجب ہو گئی، اور ایک روایت میں ہے جو چاہے عمل کرو میں نے تمہاری مغفرت کر دی ہے اس واقعہ کے بعد سورۂ ممتحنہ کی ابتدائی آیتیں نازل ہوئیں کہ اے ایمان والو جو لوگ میرے اور تمہارے دشمن ہیں ان کو دوست نہ بناؤ۔ (بخاری و مسلم)

ہم نے روایت کو مختصر کر دیا ہے حاطب بن بلتعہؓ نے مسلمانوں کے حالات کی مکہ کے کفار سے مخبری کرنی چاہی تھی اور خفیہ طور سے ایک عورت کے ہاتھ خط بھیجا تھا

عرب کی عورتیں سر کے بالوں کو لپیٹ کر جوڑا باندھ لیتی تھیں اس عورت نے وہ خط چٹے میں چھپا لیا اور مکہ کو روانہ ہوئی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے یہ واقعہ بتا دیا آپ نے مذکورہ بالا اصحاب کو روانہ کیا اور روضہ خاخ کا پتہ بتایا کہ وہاں تم کو وہ عورت ملیگی، چنانچہ ایسا ہی ہوا روضہ خاخ پر اس عورت کو پکڑ لیا اور وہ خفیہ خط دربار رسالت میں پیش کر دیا گیا۔

۳۔ حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو چار شخصوں سے محبت کرنے کا حکم دیا ہے اور فرمایا ہے وہ بھی ان چاروں کو دوست رکھتا ہے کسی نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کا نام بتا دیجئے آپ نے فرمایا ان چاروں میں سے ایک علی رضؓ ہیں آپ نے تین مرتبہ حضرت علی رضؓ کا نام لیا پھر فرمایا، ابوذرؓ، مقدادؓ اور سلمانؓ، اللہ نے مجھ کو ان سے محبت کرنے کا حکم دیا ہے اور مجھ کو خبر دی ہے کہ وہ بھی ان کو دوست رکھتا ہے۔ (ترمذی)

۴۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان تشریف رکھتے تھے، اور آپ کے پاس ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیٹھے تھے حضرت ابو بکر رضؓ ایک کمبل اوڑھے ہوئے تھے اور اس کمبل کو ایک کانٹے سے جوڑ رکھا تھا یکایک حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے سلام پہنچایا اور کہا اے محمدؐ یہ کیا بات ہے کہ ابو بکر رضؓ کو میں دیکھتا ہوں کہ انہوں نے کمبل اوڑھ رکھا ہے اور سینہ پر بجائے گھنڈی کے کانٹا لگا رکھا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے جبرئیلؑ

ابوبکرؓ نے اپنا تمام مال میرے لئے خرچ کر دیا، حضرت جبرئیلؑ نے عرض کیا اللہ تعالیٰ کی جانب سے ابوبکرؓ کو سلام کہدیجئے اور ابوبکرؓ سے فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ ان سے دریافت کرتا ہے کہ تم اس فقر اور مفلسی میں اُس سے راضی ہو یا رنجیدہ ہو، ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ اس پیام کو سُنکر رو پڑے اور فرمایا کیا میں اپنے رب سے ناراض ہو سکتا ہوں، میں اپنے رب سے راضی ہوں میں اپنے رب سے راضی ہوں، میں اپنے رب سے راضی ہوں۔ (معالم التنزیل للبغوی)

۴۴

انعاماتِ الٰہی سے سوال

۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ارشاد فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کے دن سب سے پہلے بندے سے دنیا کی نعمتوں کے متعلق سوال کیا جائیگا اور پوچھا جائیگا کیا ہم نے تیرے جسم کو صحت اور تندرستی نہیں عطا کی تھی، اور کیا ہم نے تجھ کو ٹھنڈے پانی سے سیراب نہیں کیا تھا۔ (ترمذی)

۲۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ قیامت کے دن ابن آدم اس طرح لایا جائیگا گویا وہ بھیڑ کا بچہ ہے پس خدا کے سامنے پیش کیا جائیگا اللہ تعالیٰ اُس سے فرمائیگا میں نے تجھ کو زندگی عطا کی دولت و عزت عطا کی اور تجھ پر انعام کیا سو تو نے اُس کے مقابلہ میں کیا کیا ابن آدم عرض کریگا، اے رب میں نے مال جمع کیا اُس کو بڑھایا اور میرے پاس جس قدر مال تھا اُس کا اکثر حصہ چھوڑ آیا ہوں آپ مجھ کو دنیا میں پھر بھیجدیجئے

تاکہ میں وہ تمام مال آپ کے پاس لے آؤں، اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیگا مجھے وہ دکھلا جو تو نے دنیا کی زندگی میں اپنے لئے آگے بھیجا تھا، ابن آدم پھر وہی عرض کرے گا، اے رب میں نے مال جمع کیا اس کو بڑھایا اور جس قدر میرے پاس تھا۔ اس کا اکثر حصّہ چھوڑ آیا ہوں مجھ کو دوبارہ دُنیا میں بھیجدیجئے تاکہ وہ تمام مال آپ کے پاس لے آؤں، پس جب یہ ثابت ہو جائے گا کہ بندے نے کوئی بھلائی پہلے سے نہیں بھیجی ہے تو اس کو دوزخ میں بھیجنے کا حکم دیا جائیگا۔ (ترمذی نے روایت کی اور اس حدیث کو ضعیف بتایا) قیامت میں بندے سے اُن احسانات و انعامات کا سوال ہو گا جو دُنیا کی زندگی میں اس پر کئے گئے تھے۔ حدیث میں بذَجْ[1] بھیڑ کے بچّے کے ساتھ تشبیہہ دینے سے مراد تحقیر و تذلیل ہے، دنیا میں چھوڑ آیا اگر اللہ کے راستے میں خرچ کرتا تو وہاں پاتا۔

۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قیامت میں فرمائیگا اے ابن آدم کیا میں نے تجھکو گھوڑے اونٹ نہیں عطا کئے تھے کیا تجھ کو نکاح کے لئے عورتیں نہیں دی تھیں اور کیا تجھ کو سردار بنا کر مال نہیں دیا تھا بندہ کہے گا اے رب بیشک یہ سب کچھ دیا تھا ارشاد ہو گا پھر ان باتوں کا شکریہ کہاں ہے۔ (بیہقی شعب الایمان)

۴۔ حضرت عبداللہ بن سلام کی روایت میں ہے کیا تو نے مجھ سے بیماری میں تندرستی نہیں طلب کی تھی اور میں نے تجھ کو صحت نہیں عطا کی تھی، اور کیا تو نے اپنی قوم کی اچھی بیوی نہیں طلب کی تھی، اور میں نے تیرا نکاح اس سے نہیں

[1] لفظ بذج آیا ہے ہم نے اس کا ترجمہ بھیڑ کا بچہ کیا ہے۔

کرا دیا تھا۔ (ابو الشیخ، بیہقی)

یعنی جو جو نعمتیں مانگتا تھا کیا وہ سب تجھ کو نہیں دیتا تھا۔

۵ عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن اپنی تقریر میں فرمایا اے لوگو! اللہ تعالیٰ کے فضل یعنی مال میں سے خیرات کر کے اپنے کو بچاؤ! ہو سکے تو ایک صاع سے یا صاع کے کچھ حصے سے ایک کھجوروں کی مٹھی سے یا ایک کھجور کے ٹکڑے سے تم میں ہر ایک شخص اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرنے والا ہے اور وہ اُس سے کہنے والا ہے، کیا میں نے تجھ کو سنتا دیکھتا نہیں بنایا تھا، کیا میں نے صاحب مال و اولاد نہیں بنایا تھا، پھر تو نے کیا آگے بھیجا یہ بندہ دائیں بائیں جانب دیکھیگا آگے پیچھے دیکھے گا اور کوئی چیز نہ پائیگا، پھر اُس آگ سے نہ بچ سکیگا جو اس کے مُنہ کے سامنے ہو گی، لوگو! آگ سے بچو، ایک کھجور کے ٹکڑے ہی کو خیرات کر کے بچو، یہ بھی نہ ہو سکے تو اچھی بات ہی کہو۔ (احمد، طبرانی)

روایت کو مختصر کر دیا ہے، صاع ایک پیمانے کو کہتے ہیں مطلب یہ ہے کہ جو ہو سکے صدقہ اور خیرات کے ذریعہ دوزخ سے نجات حاصل کرو۔

۶۔ ابو سلمہ بن عبد الرحمان بن عوف کی روایت میں ہے کہ مدینہ منورہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب تشریف لائے تو پہلی تقریر میں آپ نے فرمایا لوگو! اپنی جانوں کی حفاظت کے لئے کچھ آگے بھیجا کرو، اس دن اللہ تعالیٰ کہیگا حالانکہ کوئی ترجمان یا کوئی پردہ تمہارے اور اُس کے درمیان نہ ہو گا کیا تجھ کو مال نہیں دیا گیا تجھ پر اپنا فضل نہیں کیا تو نے اپنے لئے آگے کیا بھیجا، پس اس وقت دائیں بائیں جانب دیکھے گا تو کچھ نظر نہ آئیگا، سامنے دیکھیگا تو سوائے جہنم کے کچھ نظر نہ آئیگا،

پس جو شخص طاقت رکھتا ہے وہ اپنے کو دوزخ سے بچائے اگرچہ ایک کھجور کے ٹکڑے ہی سے ہو۔ (الاتحاف السیدۃ)

۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ روٹی اور گوشت اور میٹھی کھجور اور کچی اور پکی کھجوروں سے قیامت میں سوال کیا جائیگا، قسم اُس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، یہی وہ نعمتیں ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ یَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِیْمِ۔

یہ بات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پر بہت گراں ہوئی اور وہ بہت پریشان ہوئے سرکار نے فرمایا جب کبھی تم کو اس قسم کی نعمتیں حاصل ہوں تو بِسْمِ اللّٰہِ پڑھ لیا کرو، اور جب کھا کر فارغ ہوا کرو تو یہ دعا پڑھ لیا کرو۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھُوَ اَشْبَعَنَا وَ اَنْعَمَ عَلَیْنَا وَ اَفْضَلَ یہ دعا ان نعمتوں کی طرف سے کافی ہو جائیگی۔ (ابن حبان عن ابی)

صحابہؓ یہ سُنکر پریشان ہوئے کہ روزمرہ کی معمولی چیزوں سے بھی سوال ہوگا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر کھانے سے پہلے بسم اللہ اور کھانے کے بعد یہ دعا پڑھ لیا کرو تو پھر سوال کا ڈر نہیں۔

۲۵

عقل کی پیدائش اور اس کی فضیلت

۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے عقل کو پیدا کیا تو ارشاد فرمایا کھڑی ہو، وہ کھڑی ہو گئی، پھر فرمایا بیٹھ پھر اُس نے پیٹھ پھیری، پھر فرمایا سامنے کر

اس نے منہ سامنے کیا پھر فرمایا بیٹھ وہ بیٹھ گئی، اس تعمیل حکم کے بعد فرمایا میں نے کوئی مخلوق تجھ سے بہتر اور نہ کمال میں تجھ سے زیادہ اور نہ خوبیوں میں تجھ سے اچھی پیدا کی، تیری ہی وجہ سے عبادت قبول کروں گا تیری ہی وجہ سے ثواب دوں گا، تیری ہی وجہ سے میں پہچانا جاؤں گا، تیری ہی وجہ سے عتاب کروں گا، تیری ہی وجہ سے ثواب ہے اور تیرے ہی سبب سے عذاب ہے۔ (بیہقی، علماء نے اس حدیث کی صحت میں کلام کیا ہے) مطلب یہ ہے کہ عقل ہی پر ہر قسم کے احکام جاری ہوتے ہیں۔

باب ۳۴

مکروہات ومحرمات

۱۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نگاہ ابلیس کے تیروں میں سے ایک زہریلا تیر ہے، جس نے میرے خوف سے اس کو ترک کر دیا تو میں اس کے ایمان میں ایسی صفات پیدا کر دوں گا جس کی لذت وحلاوت وہ اپنے قلب میں محسوس کرے گا۔ (طبرانی)

یعنی نگاہ کی حفاظت کرے اور جن چیزوں کا دیکھنا حرام ہے ان کو نہ دیکھے تو ایسے محتاط بندے کے ایمان کو ایک خاص کیفیت میں تبدیل کر دیا جاتا ہے مطلب یہ ہے کہ گناہوں سے جو ایمان میں ضعف پیدا ہوتا ہے اس کو قوت سے بدل دیا جاتا ہے۔

۲۔ حضرت شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے ساتھ احسان کرنے اور بھلائی کرنے کو لازم کر دیا ہے، یہاں تک کہ اگر کسی کو قتل بھی کرنا ہو تو بھلے طریقہ سے قتل کرو اور اگر کسی جانور کو ذبح کرتا ہے تب بھی اچھی طرح ذبح کیا کرو، اور تم میں سے ہر ایک کو لازم ہے کہ ذبح کے وقت اپنی چھری کو تیز کر لیا کرے اور ذبیحہ کو آرام دیا کرے۔ (مسلم)

یعنی قصاص وغیرہ میں اگر کسی کو قتل کرنا ہو تو تکلیف نہ پہنچائے تلوار تیز ہو تاکہ قتل میں ایذا نہ ہو، اسی طرح جانور کے ذبح کرنے میں چھری تیز کرے تاکہ جانور کو تکلیف نہ ہو اور کھال اُتارنے میں جلدی نہ کرے، بلکہ جب جانور ٹھنڈا ہو جائے تب کھال اُتارے۔

۳۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مدینہ کی طرف ہجرت کی تو آپ کے ہمراہ طفیل بن عمرو الدوسی نے بھی ہجرت کی اور طفیل کے ہمراہ ایک اور شخص نے بھی جو انہی کی قوم میں سے تھا اُس نے بھی ہجرت کی، اتفاق سے وہ شخص بیمار ہو گیا اور بیماری کی تکلیف سے گھبرا کر اُس نے چھری سے اپنی اُنگلیوں کے پورو ے کاٹ ڈالے اور اُس کے ہاتھوں سے اتنا خون گیا کہ آخر کار مر گیا، طفیل نے اُس شخص کو خواب میں دیکھا کہ وہ اچھی ہیئت میں ہے اور دیکھا کہ اُس کے دونوں ہاتھ ڈھکے ہوئے ہیں، طفیل بن عمرو نے اس سے دریافت کیا کہ تیرے رب نے تیرے ساتھ کیا کیا۔

اُس نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ؐ کے ساتھ ہجرت کرنے کی وجہ سے میری مغفرت کر دی میں نے کہا یہ تیرے ہاتھوں کو کیا ہوا ان کو میں ڈھکا ہوا دیکھتا ہوں

اُس نے کہا ہاتھوں کے متعلق مجھے یہ کہا گیا کہ جس کو تو خراب کر کے آیا ہے اس کو ہم درست نہیں کریں گے، طفیل بن عمرو نے یہ تمام قصہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سُنایا آپ نے اس واقعہ کو سُنکر دعا فرمائی یا اللہ اس کے دونوں ہاتھ! ان کی بھی بخشش کر دیجئے۔ (مسلم)

زخموں کی تکلیف کو برداشت نہ کر سکا، ہجرت کی وجہ سے اس کو بخشش تو دیا گیا لیکن ہاتھوں کو اسی حالت میں دکھایا گیا، آخر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھوں کی بخشش کے لئے بھی دعا کی۔

۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اللہ تعالیٰ نے اُس بات کی اجازت دی ہے کہ میں اُس مُرغ کا حال بیان کروں، جس کے پاؤں تو زمین تک پہنچے ہوئے ہیں اور اس کی گردن عرش الٰہی کے نیچے ہے اور وہ خدا کی تعریف ان الفاظ میں کرتا ہے سُبحَانَکَ مَا اَعظمکَ حضرت حق تعالیٰ اُس کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں، مگر جو شخص میرے نام کی جھوٹی قسم کھاتا ہے، وہ میری عظمت کو نہیں جانتا۔ (ابو الشیخ)

یہ کوئی فرشتہ ہے جس کو مُرغ کی صورت میں پیدا کیا ہے، یا مُرغ ہی کو یہ کلمات تعلیم کئے گئے ہیں، بہرحال جھوٹی قسم کھانے والوں کے لئے سخت وعید ہے۔

۵۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا میرے بندوں کا مُثلہ نہ کیا کرو۔ (احمد)

کسی کی شکل و صورت بگاڑنے کو مُثلہ کہتے ہیں زمانہ جاہلیت میں لوگوں کے ناک کان کاٹا کرتے تھے۔

۶۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے پہلی نظر تو تیرے لئے ہے لیکن دوسری کا کیا حال ہے۔ (ابو الشیخ)

یعنی اگر کسی غیر محرم پر اچانک نظر جا پڑے تو قابل عفو ہے لیکن دوبارہ اگر قصداً دیکھے تو مواخذہ ہے۔

۷۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے ابن آدم اگر تیری آنکھ میری حرام کی ہوئی چیزوں کے دیکھنے پر جھگڑا کرے تو میں نے دو ڈھکنوں سے تیری امداد کی ہے ان کو بند کر لیا کر اور اگر تیری زبان میری حرام کی ہوئی چیزوں پر تجھ سے جھگڑا کرے تو میں نے اس کیلئے بھی دو بند کرنے والی چیزیں تیرے لئے بنادی ہیں ان کو بند کر لیا کر۔ (دیلمی)

روایت کو مختصر کر دیا ہے، ڈھکنوں سے مراد پلکیں اور ہونٹ ہیں۔

۷۔ حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک مرسل روایت میں ہے کہ شراب پینے والا جب قیامت کے دن حاضر کیا جائیگا تو وہ نشہ کی حالت میں ہوگا اللہ تعالیٰ فرمائیگا تیرے لئے خرابی ہو تو نے کیا پیا ہے یہ عرض کریگا شراب پی ہے ارشاد ہوگا کیا میں نے تجھ پر شراب کو حرام نہیں کیا تھا یہ کہے گا ہاں حرام تو کی تھی بس اس کو آگ میں ڈالنے کا حکم دیا جائیگا۔ (عبد الرزاق)

۲۷

علامات قیامت

۱۔ ابو نواس بن سمعان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کا ذکر کیا اور اس کی تفصیلات بتائیں آپ نے یہ بھی فرمایا کہ جو کوئی اسکو پائے تو وہ اس پر سورۂ کہف کی ابتدائی آیتیں پڑھے یہ آیتیں اس کے فتنہ سے

پناہ دینے والی ہیں، آپ نے فرمایا وہ عراق و شام کے درمیان نکلے گا، اے اللہ کے بندو ثابت قدم رہنا صحابہ نے دریافت کیا یا رسول اللہ وہ کتنے روز تک زمین پر رہیگا آپ نے فرمایا چالیس روز تک، ان چالیس دنوں میں ایک دن ایک سال کے برابر ہوگا اور ایک دن ایک مہینے کے برابر ہوگا اور ایک دن ایک ہفتہ کے برابر ہوگا اور باقی دن عام دنوں کی طرح ہونگے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا سال بھر کے دن میں ایک ہی دن کی نماز پڑھیں آپ نے فرمایا نہیں اندازہ لگا کر پورے سال کی نماز پڑھنا پھر آپ نے مزید ذکر کرنے کے بعد فرمایا اسی حال میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ بھیجے گا، حضرت مسیح ابن مریمؑ دمشق کے شرقی منارے کے قریب نازل ہوں گے، دو چادروں کے درمیان آپ کی تشریف آوری ہوگی، حضرت ابن مریمؑ دو فرشتوں کے پروں پر اپنے دونوں ہاتھ رکھے ہوئے ہوں گے، جب آپ سر جھکائیں گے تو آپ کے سر سے قطرے ٹپکتے ہوں گے اور جب سر اونچا کریں گے تو قطرے موتیوں کی طرح اُن پہ بہتے ہوں گے، حضرت مسیح ابن مریمؑ دجال کے متبعین کو قتل کریں گے اور مقام لُدّ پر دجال کو قتل کریں گے، پھر حضرت عیسیٰؑ ان لوگوں کے پاس پہنچیں گے جو فتنۂ دجال سے محفوظ رہے ہوں گے، حضرت عیسیٰؑ اُن لوگوں کے مُنہ سے غبار صاف کریں گے اور اُن کے مراتب سے جو جنت میں ملنے والے ہوں گے ان کو آگاہ کریں گے اسی حال میں ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ کی وحی ان کو پہنچیگی اور خدا تعالیٰ ان کو حکم دیگا، کہ میں نے اپنے بہت سے ایسے بندے نکالے ہیں جن سے جنگ کرنے کی کسی کو طاقت نہیں ہے تم اپنے ساتھیوں کو طور پر لیجاؤ اور ان کی حفاظت کرو اور اللہ تعالیٰ یاجوج ماجوج کو بھیجے گا اور وہ ہر بلند زمین سے دوڑیں گے یاجوج

ماجوج کی تفصیل فرمانے کے بعد پھر آپ نے اُن کے مرنے اور حضرت عیسیٰ کے طور پر سے اُترنے کا ذکر فرمایا اور اس زمانے کی خیر و برکت کا ذکر کرتے ہوئے آخر میں فرمایا کہ ایک پاکیزہ ہوا چلے گی، جس سے ہر ایک مسلمان مرد اور عورت کی روح قبض کر لی جائے گی اور دنیا میں بدترین لوگ رہ جائیں گے اور بازاروں میں بے حیائی اس طرح علی الاعلان ہوگی جس طرح گدھے کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ ان لوگوں پر قیامت قائم ہوگی۔ (مسلم)

ہم نے روایت کو مختصر کر دیا ہے۔

۲۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایک مرغ پیدا کیا ہے جس کے پروں کو موتیوں، زبرجد، اور یاقوت سے آراستہ فرمایا ہے، اس کا ایک پر مشرق میں اور ایک مغرب میں ہے، اس کا سر عرش کے قریب ہے، اور پاؤں زمین کے نیچے ہیں، پس جب صبح ہوتی ہے تو وہ اپنے پروں کو ہلا کر کہتا ہے سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا اللّٰہُ لَا اِلٰہَ غَیْرُہٗ اس مرغ کی آواز پر تمام مرغ پَر ہلاتے اور آواز نکالتے ہیں، جب قیامت کا دن آئیگا تو اللہ تعالیٰ اس مرغ کو فرمائیں گے تو اپنے پَر ہلا لے اور اپنی آواز کو بند کر دے، اس بات سے آسمان اور زمین والے یہ بات جان لیں گے کہ قیامت بالکل قریب ہے۔ (ابوالشیخ)

یعنی اس مرغ کی تسبیح کا بند ہونا بھی علاماتِ قیامت میں سے ہے۔

۲۸—

قیامت

۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن زمین سمیٹ لے گا، اور آسمانوں کو اپنے دائیں ہاتھ میں لپیٹ لیگا اور فرمائیگا میں بادشاہ ہوں کہاں ہیں زمین کے بادشاہ (بخاری)

ہاتھ سے اُن کی قدرت مُراد ہے۔

۲۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں قیامت کے دن اللہ تعالیٰ آسمانوں کو لپیٹ لیگا پھر اُن کو اپنے دائیں ہاتھ میں لیگا اور فرمائیگا کہاں ہیں ظالم، کہاں ہیں سرکش، پھر زمینوں کو بائیں ہاتھ میں لے گا ایک دوسری روایت میں ہے پھر زمینوں کو دوسرے ہاتھ میں لیگا پھر فرمائیگا میں شہنشاہ ہوں کہاں ہیں سرکش اور متکبر۔ (مسلم)

۳۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ یہود کا ایک عالم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا اے محمدؐ اللہ تعالیٰ قیامت میں آسمانوں کو ایک اُنگلی پر رکھے گا اور زمینوں کو ایک اُنگلی پر اور پہاڑوں اور درختوں کو ایک اُنگلی پر اور دریا کے نیچے کی مٹی کو ایک اُنگلی پر اور تمام مخلوق کو ایک اُنگلی پر پھر اُنگلیوں کو ہلائیگا پھر کہیگا کہ میں بادشاہ ہوں میں اللہ ہوں، پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس عالم کے اس کہنے پر تعجب سے ہنس پڑے یہ ہنسنا اس عالم کے قول کی تصدیق کے لئے تھا پھر آپ نے یہ آیت پڑھی

وَمَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ وَالْاَرْضُ جَمِیْعًا قَبْضَتُہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِیّٰتٌ بِیَمِیْنِہٖ سُبْحٰنَہٗ وَتَعٰلٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ - (بخاری، مسلم)

مطلب یہ ہے کہ عالم کو جس طرح پھیلایا ہے اسی طرح اس کو سمیٹ لینگے جو کچھ قرآن میں کہا گیا تھا اسی کے موافق اس یہودی عالم نے بھی کہا تو آپ نے اس کی تصدیق فرمائی یہ ممکن ہے کہ قرآن میں ہاتھ اور مٹھی جس کو کہا گیا ہے توراۃ میں اس کو انگلیوں سے تعبیر کیا گیا ہو۔

۳۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ قیامت میں حضرت آدمؑ کو خطاب کر کے فرمائے گا۔ اے آدم! حضرت آدم عرض کریں گے ارشاد! میں حاضر ہوں، اور امر بجالانے کو مستعد ہوں، ہر قسم کی بھلائی تیرے ہی قبضہ میں ہے اللہ تعالیٰ فرمائیگا دوزخ کے لشکر کو چھانٹ لے حضرت آدمؑ عرض کریں گے کہ دوزخ کے لشکر یعنی دوزخ میں جانے والوں کی کیا مقدار ہے ارشاد ہوگا ہر ایک ہزار میں سے نو سو ننانوے اس حکم کا اعلان ہوتے ہی مارے خوف کے بچے بڈھے ہو جائیں گے اور حاملہ عورت اپنے حمل کو گرادے گی اور تُو لوگوں کو دیکھیگا کہ وہ نشہ سے بیہوش ہیں حالانکہ وہ کسی نشیلی چیز سے بے ہوش نہ ہونگے لیکن اللہ کا عذاب بہت سخت ہے صحابہؓ نے عرض کیا یارسول اللہ وہ ہم میں سے کونسا ایک ہوگا آپ نے فرمایا خوشخبری

لہ یعنی مشرکوں نے اللہ کی قدر جیسی پہچاننی چاہئے تھی نہیں پہچانی اور تمام زمین قیامت کے دن اس کی مٹھی میں ہوگی اور آسمان اُس کے دائیں ہاتھ میں ہونگے وہ اُس چیز سے بہت پاک اور بلند ہے جس کو اُس کے ساتھ شریک کرتے ہو۔

حاصل کرو بیشک تم میں سے ایک ہوگا اور یاجوج ماجوج میں سے ہزار ہوں گے پھر آپ نے فرمایا قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے میں اُمید کرتا ہوں کہ تم تمام اہل جنت کے ایک چوتھائی ہو گے، صحابہؓ نے اس بشارت کو سُنکر اللہ اکبر کا نعرہ لگایا پھر آپ نے فرمایا میں اُمید کرتا ہوں تم تمام اہل جنت کے ایک تہائی ہو گے پھر ہم نے اللہ اکبر کہا پھر آپ نے فرمایا میں اُمید کرتا ہوں کہ تم تمام اہل جنت کے آدھے ہو گے اس پر پھر ہم نے اللہ اکبر کہا پھر آپ نے فرمایا کہ تم لوگوں میں ایسے ہو جیسے سفید رنگ کے بیل میں سیاہ بال یا یوں فرمایا جیسے سیاہ رنگ کے بیل میں سفید بال"۔ (بخاری، مسلم)

یعنی تمام بنی نوع انسان میں تمہاری تعداد ہی کیا ہے، اس پر بھی جو لوگ جنت میں جانے والے ہیں ان کے آدھے تم ہو گے۔

۴۔ حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے اللہ تعالیٰ تمام بندوں کو اکٹھا کرے گا اور ان میں آواز لگائیگا اس آواز کو دور والا بھی ایسا ہی سُنے گا، جیسے قریب والا فرمائیگا، میں شہنشاہ ہوں انصاف کرنے والا۔ (بخاری تعلیقاً)

۵۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپ ہنسے اور فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ میں کیوں ہنستا ہوں ہم نے عرض کیا کہ اس کا سبب اللہ اور اس کا رسولؐ ہی جانتا ہے آپ نے فرمایا بندے کی اللہ تعالیٰ سے جو گفتگو ہو گی اُس پر مجھے ہنسی آرہی ہے بندہ کہیگا، اے میرے رب کیا تیرا یہ مقصد نہیں ہے کہ مجھ پر ظلم نہ ہو حضرت حق فرمائیں گے

بے شک! بندہ عرض کریگا میں اپنے خلاف کسی فیصلے کو اس وقت تک جائز نہیں سمجھتا جب تک میرے متعلقین میں سے میرے خلاف کوئی شہادت نہ دے حضرت حق فرمائیں گے آج تیرا نفس ہی خود تجھ پر گواہی دینے کے لئے کافی ہے اور کراماً کاتبین شہادت دینے کے لئے کافی ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں پھر اس بندے کے منہ پر مُہر کر دیجائیگی اور اس کے اعضاء کو بولنے کا حکم دیا جائے گا، حضورؐ فرماتے ہیں سو اس کے اعضا اس بندے کے اعمال بیان کریں گے پھر اس بندے اور بندے کے کلام کو چھوڑ دیا جائیگا، حضورؐ فرماتے ہیں یہ بندہ اپنے اعضاء کو کہیگا تم ہلاک ہو اور تم کو دوری ہو میں تو تمہارے ہی لئے جھگڑ رہا تھا (مسلم)، پہلے یہ مطالبہ کریگا کہ مجھ پر فردِ جرم قائم کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ گواہ ایسے ہوں جن پر مجھے اعتماد ہو جب حضرت حق خود اس کے اعضاء اور جوارح کو گویائی عطا فرما دیں گے اور وہ اس کے خلاف شہادت دیں گے تو ان پر بگڑیگا اور ان کو کوسے گا، اور کہیگا میں تو تمہارے ہی بچانے کے لئے یہ جھگڑا کر رہا تھا، اور تم ہی نے میرے خلاف شہادت دی۔ کلام کو چھوڑ دیا جائے گا یعنی بولنے کی قوت کو لوٹا دیا جائے گا۔

۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ کیا ہم قیامت میں اپنے رب کو دیکھیں گے آپ نے فرمایا کیا تم دوپہر کے وقت جبکہ آفتاب ابر اور بادل میں نہ ہو آفتاب کے دیکھنے میں کوئی شبہ کرتے ہو صحابہ نے کہا نہیں پھر آپ نے فرمایا کیا جس رات کو چاند پورا ہو اور چاند بادل میں بھی ہو کیا تم چاند کے دیکھنے میں شک و شبہ کرتے ہو

جواب دیا نہیں پھر آپ نے فرمایا قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم جس طرح چاند اور سورج کے دیکھنے میں شبہ نہیں کرتے اُسی طرح خدا کے دیکھنے میں بھی تم کو اُس دن کوئی شبہ نہیں ہوگا، پھر فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ ایک بندے کو خطاب کرتے ہوئے فرمائے گا اے فلاں شخص کیا میں نے تجھکو دنیا میں عزت اور آبرو نہیں دی کیا میں نے تجھ کو تیری حسب منشا بیوی نہیں دی کیا میں نے اونٹ اور گھوڑے تیرے تابع اور فرمانبردار نہیں کئے، کیا میں نے تجھ کو سردار بننے اور لوگوں سے خراج وصول کرنیکا موقعہ نہیں دیا، بندہ ان تمام باتوں کے جواب میں عرض کرے گا بے شک تو نے یہ سب کچھ عطا کیا، پھر اللہ تعالیٰ فرمائیگا کیا تجھ کو یہ یقین تھا کہ تو مجھ سے ملاقات کرنے والا ہے بندہ کہیگا نہیں تیری ملاقات کا مجھ کو گمان نہیں تھا، ارشاد ہوگا، جس طرح تو نے ان تمام نعمتوں کے باوجود مجھ کو بھلا دیا اور فراموش کر دیا اسی طرح میں بھی آج تیرے ساتھ سلوک کرونگا اور تجھ کو بھلا دوں گا پھر دوسرے بندے سے اسی طرح گفتگو کریگا پھر تیسرے سے اسی طرح ملاقات کریگا اور یہی فرمائیگا، بندہ عرض کرے گا اے میرے رب میں تجھ پر ایمان لایا اور تیری کتاب اور تیرے رسولوں پر ایمان لایا اور میں نے نماز پڑھی اور زکوٰۃ دی اور جس قدر تعریف کر سکتا ہوگا کرے گا، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اچھا ٹھہر ہم تیرے لئے گواہ طلب کرتے ہیں بندہ اپنے جی میں سوچے گا یہاں کون ہے جو میرے خلاف شہادت دیگا، سو اس کے مُنہ پر مُہر کر دی جائے گی اور اس کی ران اور اُس کا گوشت اور اُس کی ہڈیاں اُس کے اعمال پر گواہی دیں گے، اور یہ معاملہ اس لئے کیا جائیگا تاکہ بندے کو کوئی عذر

باقی نہ رہے اور یہ منافق کا حال ہے، اور یہ وہ بندہ ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے ناراض ہے۔ (مسلم)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حق کے دیکھنے کی چاند سورج سے تشبیہہ فرمائی ہے مطلب یہ ہے کہ دیکھنے والوں کو شبہ کی گنجائش نہ ہوگی، بندوں سے ملاقات کرکے اپنی نعمتیں یاد دلائیں گے بعض تو صاف کہدیں گے کہ ہم تجھ پر ایمان نہ رکھتے تھے اور بعض خدا کے سامنے بھی جھوٹ بولیں گے تو اللہ تعالیٰ ان جھوٹوں کو خود انہیں کے اعضا کی شہادت سے قائل کردیگا۔

۷۔ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بے شک میں اُس شخص کو جانتا ہوں جو سب سے پیچھے جنت میں داخل ہوگا اور سب سے آخر میں دوزخ سے نکلیگا ایک شخص قیامت میں لایا جائیگا پس حضرت حق کی جانب سے حکم دیا جائیگا کہ اس کے روبرو اس کے صغیرہ گناہ پیش کئے جائیں اور اس کے کبیرہ گناہوں کو اس کے سامنے پیش نہ کیا جائے، پس اس سے کہا جائیگا تو نے فلاں دن یہ کام کیا اور فلاں دن ایسا کیا یہ بندہ کہیگا ہاں! اس کو انکار کرنے کی ہمت و طاقت نہ ہوگی، اور یہ بندہ کبیرہ گناہوں کے خیال سے ڈر رہا ہوگا کہ کہیں وہ پیش نہ ہوجائیں پس حضرت حق کی جانب سے کہا جائیگا کہ اچھا اس بندے کے لئے ہر گناہ کے بدلے میں ایک ایک نیکی، یہ بشارت اور مہربانی دیکھ کر جلدی سے کہیگا اے رب میں نے بعض اعمال اور بھی کئے تھے اُن کو میں یہاں نہیں دیکھتا، حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں میں نے دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے ہنس پڑے یہاں تک کہ آپ کی

کچلیاں نظر آگئیں۔ (مسلم)

مطلب یہ ہے کہ جب بندہ دیکھے گا کہ گناہ کی جگہ نیکی مل رہی ہے تو خوشی میں آکر کبیرہ گناہوں کو خود ہی پوچھنے لگے گا، حضرت ابو ہریرہ رضؓ نے یہ جو کہا کہ کچلیاں نظر آنے لگیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ عام عادت سے زیادہ ہنسے کیونکہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عام عادت یہ تھی، کہ آپ کی ہنسی تبسم اور مسکراہٹ سے زیادہ تر ہوتی تھی، حضور جب کبھی بہت زیادہ ہنستے تو صرف کچلیاں نظر آجایا کرتی تھیں۔

۸۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیشک اللہ تعالیٰ قیامت کے دن میری اُمت میں سے ایک شخص کو خلائق کے سامنے طلب کریگا، پھر اس کے سامنے ننانوے کاغذ رکھیگا، ہر کاغذ کی لمبائی اتنی ہوگی جہاں تک ایک آدمی کی نگاہ پہنچتی ہے، پھر اللہ تعالیٰ اس بندے کو خطاب کرتے ہوئے فرمائیگا کیا تو ان میں سے کسی بات کا انکار کرتا ہے کیا میرے لکھنے والے فرشتوں نے تجھ پر کچھ ظلم کیا ہے پس بندہ کہیگا اے رب نہیں، پھر اللہ تعالیٰ فرمائیگا، کیا ان گناہوں کی فہرستوں کے خلاف تجھے کوئی عذر ہے، بندہ عرض کریگا نہیں اے رب! پھر ارشاد فرمائیگا بے شک تیری ایک نیکی ہمارے پاس ہے اور آج تجھ پر کوئی ظلم نہ ہوگا، پھر ایک کاغذ کا پرزہ نکالا جائے گا، اس پرزے میں اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ لکھا ہوگا۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیگا نامۂ اعمال کے تلنے کی جگہ حاضر ہو یہ بندہ عرض

کرے گا، اے پروردگار کہاں یہ پرزہ اور کہاں وہ کاغذات کا طومار! ارشاد ہوگا، تجھ پر کوئی ظلم نہ ہوگا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر وزن کیا جائیگا تو ایک پلڑے میں کاغذات کا طومار رکھا جائے گا اور ایک پلڑے میں وہ پرزہ رکھا جائیگا۔

پس کاغذات کا وہ طومار ہلکا ہو جائیگا اور یہ پرزہ بھاری ہوگا اور واقعہ بھی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نام سے کوئی چیز بھاری نہیں ہو سکتی۔ (ترمذی ابن ماجہ)

مطلب یہ ہے کہ خدا کی توحید اور اُس کے رسول کی رسالت کا اقرار ہر چیز پر غالب ہوگا۔

۹۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائیگا میرے دوستوں کو مجھ سے قریب کردو، فرشتے عرض کریں گے آپ کے دوست کون لوگ ہیں ارشاد ہوگا فقرا مسلمین، پس وہ فقرا قریب کر دئے جائیں گے اللہ تعالیٰ ان سے فرمائیگا میں نے دنیا تم پر اس لئے تنگ نہیں کی تھی کہ میں تم کو ذلیل کروں بلکہ میں یہ چاہتا تھا کہ تمہارا مرتبہ اور تمہاری بزرگی زیادہ کروں اور آج کے دن تمہاری عزت بلند کروں، پس تم مجھ سے اپنی تمنا کا اظہار کرو، پھر ان کو اغنیاء سے چالیس سال پہلے .....

..... جنت میں داخل ہونے کا حکم دیا جائے گا۔ (ابوالشیخ)

یعنی دنیا میں محتاج رکھنے سے تمہاری ذلت مقصود نہ تھی بلکہ قیامت میں تمہاری عزت و شرافت کا اظہار مقصود تھا۔

۱۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ قیامت کے دن بندے کی نیکیاں اور اُس کے گناہ لائے

جائیں گے، پھر ایک دوسرے کا بدلہ ہوتے رہیں گے یہاں تک کہ اگر کسی کے پاس ایک نیکی بھی رہ جائے گی تو وہ بھی جنت میں داخل کر دیا جائیگا۔ (طبرانی)

۱۱۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ملائکہ سے ارشاد فرمائیگا میرے بندوں کے نامۂ اعمال کو دیکھو جسکو تم دیکھو کہ مجھ سے جنت مانگتا تھا میں اُس کو جنت دیدوں اور جس کو تم دیکھو کہ مجھ سے دوزخ سے بچنے کی دعا کرتا تھا اُس کو دوزخ سے پناہ دیدوں۔ (ابونعیم)

۱۲۔ حضرت ابوامامہ اور حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری شخص جو دوزخ میں داخل کئے بغیر جنت میں داخل ہوگا اُس کی جہنم کے پُل پر یہ حالت ہوگی کہ وہ پیٹ کے بل اس طرح لوٹتا ہوگا جیسے کسی بچہ کا باپ اُس کو مارتا ہو اور وہ باپ سے بھاگتا ہو اور دوڑنے سے عاجز ہو، یہ بندہ کہیگا، اے میرے رب مجھ کو جنت میں پہنچا دے اور مجھ کو دوزخ سے بچالے اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی جانب وحی کریگا، اے میرے بندے اگر تجھکو دوزخ سے بچا کر جنت میں داخل کر دیا جائے تو کیا اپنے گناہوں کا اقرار کرے گا یہ بندہ کہیگا ہاں مجھے تیری عزت و جلال کی قسم اگر دوزخ سے بچا کر مجھ کو جنت میں داخل کر دیگا تو میں اپنے تمام گناہوں کا اقرار کرلوں گا، پس اُس کو جہنم کے پُل سے گذار دیا جائیگا، یہ بندہ تب گذر جائیگا تو خیال کرے گا کہیں ایسا نہ ہو کہ میں اپنے گناہوں کا اقرار کرلوں تو مجھ کو اللہ تعالیٰ دوزخ میں لوٹا دے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائیگا، اے بندے اپنے گناہوں کا اقرار کر یہ عرض کرے گا۔ تیری عزت اور جلال کی قسم میں نے کوئی گناہ بھی نہیں کیا اللہ تعالیٰ فرمائے گا میرے پاس تیرے خلاف گواہی

دینے والے موجود ہیں یہ شخص اپنے دائیں بائیں دیکھے گا تو اس کو کوئی گواہ نظر نہ آئیگا یہ عرض کرے گا میرے گواہ مجھ کو دکھا دیجئے اللہ تعالیٰ اُس کے جسم کی کھال کو گویائی عطا فرما دیگا۔ اور اُس کا جسم اُس کے صغیرہ گناہ بتائیگا' یہ عرض کریگا تیری عزت کی قسم کبیرہ گناہ بھی پوشیدہ ہیں ارشاد ہوگا میں تیرے گناہوں کو تجھ سے زیادہ جانتا ہوں، تو اقرار کرلے تو میں تیری مغفرت کر دوں اور جنت میں داخل کر دوں، لیس بندہ اپنے تمام گناہوں کا اعتراف کرے گا' اور اُس کی مغفرت کر دیجائیگی اور اُس کو جنت میں داخل کر دیا جائیگا' یہ اُس شخص کا حال ہے جو مرتبہ میں بہت کم ہے تو بڑے مرتبے والوں کا کیا حال ہوگا۔ (حکیم ترمذی، طبرانی)

۱۳۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نیکی کرنیوالوں کو ایک میدان میں جمع کریگا اور فرمائیگا یہ تمہاری نیکیاں اور عمل معروف ہیں میں نے ان کو قبول کر لیا تم اُن کو نے لو بندے عرض کریں گے اے ہمارے معبود اور اے ہمارے سردار ہم ان نیکیوں کو کیا کریں آپ ہی ان اعمال کے زیادہ مستحق ہیں، اللہ تعالیٰ فرمائیگا میں اس معروف کو کیا کروں میں تو خود ہی معروف کے نام سے مشہور ہوں ان کو لیجاؤ اور اُن لوگوں پر صدقہ کر دو جو گناہوں میں لتھڑے ہوئے ہیں، چنانچہ یہ لوگ اپنے دستوں اور اپنے گناہگار متعلقین پر صدقہ کر دیں گے، جن کے گناہ پہاڑوں کی مانند ہونگے وہ گناہگار ان معروف اور نیک کاموں کی وجہ سے جنت میں داخل ہونگے۔ (ابن نجار)

مطلب یہ ہے کہ ہم نے تمہارے اعمال قبول کر لئے اور تم کو ہدیہ کے طور پر واپس کرتے ہیں تاکہ تم اپنے گنہگار دوستوں پر صدقہ کر دو اور اُن کی بھی بخشش ہو جائے۔

۱۴۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائے گا جو لوگ اپنے کانوں اور اپنی آنکھوں کو شیطان کے مزامیر سے محفوظ رکھتے تھے اُن کو علیحدہ کرو چنانچہ ان تمام لوگوں کو مُشک اور عنبر کے ٹیلوں پر جمع کیا جائیگا پھر ملائکہ سے فرمائیگا ان سے میری تسبیح اور میری تمجید سنو پس ملائکہ ان لوگوں سے ایسی آواز سنیں گے جو کبھی کسی سُننے والے نے نہیں سُنی۔ (دیلمی، دار قطنی)

یعنی یہ لوگ خدا کی تسبیح اور اُس کی بزرگی ترنم سے پڑھیں گے چونکہ دنیا میں ناجائز آوازوں سے محفوظ رہے تھے اس وجہ سے ان کو خوش آوازی سے نوازا جائے گا۔

۱۵۔ حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ قیامت میں زمانۂ جاہلیت کے کچھ لوگ اپنے بتوں کو اُٹھائے ہوئے حاضر ہوں گے ان سے ان کا رب سوال کریگا وہ عرض کریں گے نہ تو ہمارے پاس تو نے کوئی رسول بھیجا اور نہ تیرا کوئی امر ہم کو پہنچا، اگر تیرا رسول ص ہمارے پاس آتا تو ہم تیرے بہت ہی فرمانبردار بندوں میں سے ہوتے، اللہ تعالیٰ فرمائیگا بتاؤ اگر اب تمہیں کوئی حکم دوں تو اس کی تعمیل کروگے یہ کہیں گے ہاں! ارشاد ہوگا جہنم میں چلے جاؤ جب یہ قریب پہنچکر دوزخ کا غصہ اور اس کی ہیبتناک آواز سُنیں گے تو واپس آکر عرض کریں گے اے رب ہم کو اس سے بچایئے اللہ تعالیٰ فرمائیگا تم نے نہیں کہا تھا کہ جو حکم ہم کو ملے گا اس کی تعمیل کریں گے پھر اللہ تعالیٰ ان سے عہد و پیمان لیکر دوبارہ حکم دے گا کہ جاؤ جہنم میں چلے جاؤ یہ پھر بڑھیں گے

لیکن متفرق ہو جائیں گے اور لوٹ کر عرض کریں گے، اے رب ہم جہنم کی طاقت نہیں رکھتے اللہ تعالیٰ فرمائیگا ذلت کے ساتھ اس میں داخل ہو جاؤ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اگر پہلی مرتبہ داخل ہو جاتے تو دوزخ ان پر سلامتی کے ساتھ ٹھنڈی ہو جاتی۔ (نسائی حاکم)

غالباً یہ وہ لوگ ہوں گے جن کے پاس خدا کی توحید کا پیام نہیں پہنچا ہوگا، مگر اللہ کے علم میں یہ نافرمان ہوں گے اس لئے قیامت میں ان کی نافرمانی کا اظہار کرا دیا جائیگا اور پھر ان کو دوزخ میں داخل کر دیا جائیگا۔

۱۶۔ حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ تین چیزیں میں نے اپنے بندوں سے چھپا رکھی ہیں اگر ان تین چیزوں کو کوئی شخص دنیا میں دیکھ لے تو کبھی کوئی گناہ نہ کرے، اگر میں اپنے سامنے سے پردہ ہٹا دوں اور کوئی شخص مجھ کو دیکھ لے اور یہ بات جان لے کہ میں مخلوق کو موت دینے کے بعد اُن کے ساتھ کیا کروں گا، اور کسی کو یہ بات معلوم ہو جائے کہ میں کس طرح آسمانوں اور زمینوں کو اپنی مٹھی میں لیکر کہوں گا کہ میں بادشاہ ہوں میرے علاوہ کسی کی بادشاہت نہیں، اور میں اپنے بندوں کو جنت اور جو میں نے اُن کے لئے سامان تیار کیا ہے وہ بھی دکھا دوں اور وہ دیکھ کر اس کا یقین کر لیں، اور میں اپنے بندوں کو دوزخ اور جو میں نے عذاب مقرر کیا ہے وہ دکھا دوں اور وہ اس کا یقین کر لیں، لیکن میں نے قصداً ان باتوں کو چھپا لیا ہے البتہ ان کا ذکر ان سے کر دیا تاکہ یہ بات معلوم ہو کہ وہ کیسے عمل کرتے ہیں۔ (طبرانی)

یعنی تین باتوں میں سے ایک تو خود اُن کی ذات ہے، دوسرے جنت تیسرے دوزخ اگر یہ چیزیں دنیا ہی میں ظاہر ہو جائیں تو کوئی بھی گناہ نہ کرے۔

۱۷۔ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ بلند آواز سے فرمائے گا۔ اس آواز میں دہشت نہ ہو گی اے میرے بندو! میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی پرستش کے قابل نہیں، میں سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہوں، اور سب حاکموں سے بہتر حاکم ہوں، اور حساب کرنے میں بہت تیز ہوں، اے میرے بندو آج تم پر کسی قسم کا خوف نہیں اور نہ تم غم کھاؤ، اپنی اپنی دلیلیں پیش کرو اور جواب میں آسانی حاصل کرو تم سب کے سب سوال کئے جاؤ گے اور تم سے حساب لیا جائیگا، اے میرے فرشتو! میرے بندوں کو حساب کیلئے صفیں باندھ کر کھڑا کرو۔ (دیلمی)

یعنی حساب لینے میں آسانی کی جائے گی برتاؤ سخت نہیں ہو گا، اور ظلم و ناانصافی بھی نہیں ہو گی۔

۱۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ قیامت میں ایک بندے کو دوزخ کی طرف گھسیٹتے ہوئے لیجایا جائیگا، دوزخ اُس کو دیکھ کر سمٹنے لگے گی، حضرت حق فرمائیں گے تجھ کو کیا ہو گیا، دوزخ عرض کرے گی یہ شخص دنیا میں مجھ سے پناہ مانگتا تھا، اللہ تعالیٰ فرمائیگا میرے بندے کو چھوڑ دو۔ (دیلمی)

۱۹۔ حضرت تبیب بن سعد البلوی کی روایت میں ہے کہ قیامت میں

ایک بندے کو اُس کے نامۂ اعمال دیئے جائیں گے تو اُن میں اس کو بعض ایسی نیکیاں نظر آئیں گی جو اُس نے نہیں کی ہوں گی، وہ عرض کریگا اے میرے رب یہ اعمال کہاں سے آئے ہیں میں نے تو یہ عمل نہیں کئے اللہ تعالیٰ فرمائیگا یہ لوگوں کی غیبت کی وجہ سے ہے کہ وہ تیری غیبت کرتے تھے اور تجھ کو خبر نہ ہوتی تھی۔ (ابونعیم فی المعرفۃ)

یعنی لوگوں کی غیبت کرنے سے تیرے نامۂ اعمال میں نیکیاں لکھی جاتی تھیں۔

۲۰۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں اس قدر زائد ہے کہ ایک اور بندے کو جب نامۂ اعمال دیئے جائیں گے تو وہ اُس میں اپنی بعض نیکیوں کو نہیں پائیگا اور عرض کریگا اے میرے رب کیا میں نے فلاں فلاں نیک کام نہیں کئے تھے ارشاد ہوگا تو نے چونکہ بعض لوگوں کی غیبت کی تھی، اس وجہ سے تیری وہ نیکیاں مٹادی گئیں۔ (خرائطی)

۲۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ پہلا گروہ جو جنت میں داخل ہوگا وہ فقراء و مہاجرین کا ہوگا جو مصیبت اور خطرات کے موقعوں پر بچاؤ کا کام دیتے تھے اور جب اُن کو حکم دیا جاتا تھا، تو اُس کی تعمیل کرتے تھے اور اگر اُن کی کوئی ضرورت اور حاجت بادشاہ سے پیش آئے تو وہ اُن کے سینے ہی میں رہجاتی تھی، یہاں تک کہ اُن کو موت آجائے اور وہ حاجت اُن کے سینے ہی میں رہے۔ اللہ تعالیٰ قیامت میں جنت کو طلب کریگا، جنت اپنی زینت اور رونق کے ساتھ

حاضر ہو گی، اللہ تعالیٰ فرمائیگا میرے وہ بندے کہاں ہیں جنہوں نے میرے راستے میں قتال کیا اور اُن کو تکلیف پہنچائی گئی اور اُنہوں نے میری راہ میں جہاد کیا یہ لوگ بغیر عذاب اور بدون حساب جنت میں داخل ہو جائیں اس اعلان کو سنکر فرشتے سجدہ کریں گے اور عرض کریں گے اے رب ہم رات اور دن تیری تسبیح و تقدیس کرتے ہیں، یہ لوگ کون ہیں جن کو ہم پر ترجیح دی گئی ہے اللہ تعالیٰ فرمائیگا' یہ میرے وہ بندے ہیں جنہوں نے میری راہ میں جہاد کیا اور میری راہ میں اُن کو تکالیف پہنچائی گئیں، فرشتے ان پر ہر دروازے سے داخل ہوں گے اور کہیں گے تم پہ سلام ہو یہ بدلا ہے تمہاری ثابت قدمی کا' سو خوب ملا پچھلا گھر' (طبرانی، حاکم)

قتال یعنی جہاد کیا کرتے تھے، غربت کی وجہ سے بادشاہ اور بڑے آدمیوں تک رسائی نہ ہو سکتی تھی، جو حاجت پوری کرا سکیں۔

۲۲۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی دوسری روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کو حکم دیگا کہ اُن فقراء مہاجرین کا استقبال کرو جن کی وجہ سے دارالاسلام کی حدوں کی حفاظت کی جاتی تھی، فرشتے عرض کریں گے، ہم تیرے آسمان کے رہنے والے اور تیری تسبیح و تقدیس کرنے والے ہم کو ان کے سلام اور استقبال کا حکم دیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ فرمائیگا' یہ میری عبادت کرتے تھے میرے ساتھ شرک نہیں کرتے تھے ان کی وجہ سے دارالاسلام کے قلعوں کی حفاظت کی جاتی تھی، اور خطرات کے موقعہ پر ان سے بچاؤ کا کام لیا جاتا تھا اور ان کی تمنائیں اور حاجتیں مرتے وقت تک ان کے سینے سے نہیں نکلتی تھیں، فرشتے ہر دروازے سے ان پر داخل ہوں گے اور کہیں گے تم پر سلامتی ہو بسبب اس کے کہ تم ثابت قدم رہے سو خوب ملا

پچھلا گھر، (احمد ابو نعیم)

یہ وہ معاملہ ہے جو فقراء و مجاہدین کے ساتھ ہو گا۔

۲۳۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، ایک دن سرکار ہماری مجلس میں تشریف رکھتے تھے ہم نے آپ کو دیکھا کہ آپ ہنسے یہاں تک کہ آپ کے دندان مبارک ظاہر ہو گئے، حضرت عمر رضی نے فرمایا میرے ماں باپ آپ پر سے قربان ہوں آپ کو کس چیز نے ہنسایا۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا میری اُمت کے دو شخص رب العزۃ کے سامنے جھگڑا کرتے ہوں گے، ایک شخص کہیگا اے رب میرے اس بھائی سے میرا وہ حق دلوا جو اس نے ظلماً مجھ سے لیا تھا اللہ تعالیٰ فرمائیگا یہ کس طرح ہو گا، اس کے پاس تو کوئی نیکی باقی نہیں رہی یہ کہیگا اے رب میرے گناہ اس پر لاد دے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرما کر رونے لگے اور آپ کی آنکھیں بہنے لگیں پھر آپ نے فرمایا یہ دن ایسا ہی ہے جس دن لوگ اس بات کے سخت محتاج ہوں گے کہ ان کے گناہ کوئی اٹھا لے اور اپنے ذمہ لے لے پس اللہ تعالیٰ مظلوم سے فرمائیگا اپنی نگاہ اوپر اٹھا کر دیکھ جب یہ نظر اٹھا کر دیکھیگا تو کہیگا اے رب یہ سونے اور چاندی کے شہر اور یہ جواہرات کے مکان کونسے نبی یا کونسے صدیق یا کون سے شہید کے ہیں، اللہ تعالیٰ فرمائیگا جو ان کی قیمت ادا کر دے یہ اُس کے ہیں یہ کہیگا اے رب اس کا کون مالک ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ فرمائیگا تو مالک ہو سکتا ہے یہ کہیگا، میں کس طرح مالک ہو سکتا ہوں، اللہ تعالیٰ فرمائیگا اپنے بھائی کو معاف کر دینے سے تو مالک ہو سکتا ہے، یہ کہیگا اے رب میں نے اپنا حق معاف کر دیا اللہ تعالیٰ فرمائیگا اپنے بھائی کا

ہاتھ پکڑ لو اور اس کو جنت میں داخل کردے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ سے ڈرو اور آپس میں صلح کرو، دیکھو اللہ تعالے مسلمانوں کے درمیان صلح کراتا ہے۔ (حاکم، بیہقی)

۲۴۔ حضرت سعید بن عامر کی روایت میں ہے کہ فقراء مسلمین ایسے سمٹے ہوتے ہوں گے، جیسے کبوتر سمٹ جاتا ہے ان سے کہا جائیگا، حساب کیلئے کھڑے ہو جاؤ یہ کہیں گے خدا کی قسم ہم نے تو کچھ چھوڑا ہی نہیں جس کا حساب دیں، اللہ عزوجل فرمائیگا میرے بندوں نے سچ کہا یہ فقرا جنت میں ستر سال اور لوگوں سے قبل داخل کر دئے جائیں گے۔ (طبرانی فی الکبیر)

۲۵۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میرے دوست جبرئیلؑ ابھی میرے پاس سے گئے ہیں وہ کہتے تھے قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے ایک بندہ نے پانچ سو سال تک ایک پہاڑ کی چوٹی پر عبادت کی یہ پہاڑ سمندر کے بیچ میں ہے، یہ پہاڑی تیس گز مربع میل ہے، اس کے چاروں طرف سیکڑوں میل کا سمندر ہے، اللہ تعالیٰ نے اس عابد کے لئے اس پہاڑ میں ایک میٹھے پانی کا چشمہ جاری کر دیا، جس کی دھار انگلی کے برابر موٹی ہے اور ایک درخت انار کا اس پہاڑی کی جڑ میں اگا دیا گیا، جس میں ہر روز ایک انار تیار ہوتا تھا، یہ عابد اس پہاڑی سے اتر کر وضو کرتا اور اس انار کو کھا کر پھر خدا کی عبادت میں مشغول ہو جاتا، جب اس عابد کی وفات کا وقت قریب ہوا تو اس نے عرض کیا، الٰہی میری روح سجدے کی حالت میں قبض ہو اور

میرے جسم کو محفوظ رکھا جائے اور میں قیامت میں سجدے کی حالت سے اٹھایا جاؤں اللہ تعالیٰ نے اُس کے ساتھ ایسا ہی کیا، چنانچہ ہم آسمان سے اترتے چڑھتے اُس کو اسی حالت میں دیکھتے ہیں، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے یہ بندہ جب حاضر کیا جائیگا تو حضرت حق ارشاد فرمائیں گے میرے بندے میری رحمت سے جنت میں داخل ہو جا یہ عرض کرے گا، الٰہی میرے عمل کی وجہ سے دو دفعہ ایسا ہی ہوگا، اللہ تعالیٰ رحمت سے فرمائیگا اور یہ عمل کا نام لیگا، پس اللہ تعالیٰ فرمائیگا، جو نعمتیں میں نے اس پر کی ہیں اور جو عمل اس نے کئے ہیں ان کا حساب کرو، جب حساب شروع ہوگا تو صرف آنکھ کی نعمت ہی کے بدلے میں پانچ سو سال کی عبادت ختم ہو جائے گی اور باقی جسم پر جو احسان ہیں وہ فاضل ہوں گے ارشاد ہوگا، میرے بندے کو آگ میں داخل کرو، پس دوزخ کی طرف اس کو کھینچا جائیگا، یہ کہے گا اے رب مجھ کو اپنی رحمت سے جنت میں داخل کر دیجئے، ارشاد ہوگا اس کو لوٹالاؤ، چنانچہ یہ حاضر کیا جائیگا، پس اللہ تعالیٰ فرمائیگا، اے میرے بندے تجھ کو کس نے پیدا کیا، یہ عرض کریگا، آپ نے پیدا کیا، پھر ارشاد ہوگا پانچ سو سال تک عبادت کرنے کی طاقت کس نے دی، یہ کہیگا یا رب آپ نے پھر ارشاد ہوگا پانی کی موجوں کے درمیان پہاڑ پر تجھ کو کس نے پہنچایا، اور کھاری پانی میں سے میٹھے پانی کا چشمہ تیرے لئے کس نے نکالا اور انار کا درخت جو ایک سال میں ایک دفعہ پھل لاتا ہے، رات دن میں اس کو ایک پھل دینے والا کس نے بنایا اور تو نے جب یہ درخواست کی کہ میری جان سجدے کی حالت میں نکلے تو میں نے یہ بات . . . بھی تیری پوری

کردی یہ عرض کریگا اے رب تو نے ہی یہ سب کچھ کیا ارشاد ہوگا یہ میری رحمت ہے اور میں اپنی رحمت سے تجھ کو جنت میں داخل کرتا ہوں حضرت جبرئیل علیہ السلام نے مجھ سے کہا اے محمدؐ تمام اشیاء اللہ کی رحمت ہی ہیں۔ (بیہقی فی شعب الایمان)

۲۶- حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ قیامت میں حکمرانوں کو لایا جائے گا ان میں ظالم بھی ہوں گے اور عادل بھی، پھر ان سب کو دوزخ کے پل پر کھڑا کیا جائیگا اور اللہ تعالیٰ فرمائے گا تمہارے بارے میں میرے مطالبات ہیں، پھر ان میں سے ہر وہ ظالم جو حکم کرنے میں ظالم ہوگا، اور وہ جو فیصلہ کرنے میں رشوت لیتا ہوگا، اور وہ شخص جو متخاصمین میں سے کسی ایک کی طرف کانوں کو مائل کرتا ہوگا ان سب کو دوزخ کی گہرائیوں میں ڈالدیا جائیگا یہ گہرائیاں ستر سال کی راہ ہوں گی پھر اللہ تعالیٰ کے روبرو وہ شخص لایا جائیگا، جس نے حد میں زیادتی کی ہوگی، اللہ تعالیٰ فرمائیگا تو نے مقررہ حد سے زیادہ کیوں سزا دی یہ کہے گا میں نے تیری وجہ سے اس پر غصہ کیا اللہ تعالیٰ فرمائیگا تیرا غصہ میرے غصہ سے بھی زیادہ تھا، پھر ایسا شخص لایا جائیگا جس نے حد مارنے میں کمی کی ہوگی اللہ تعالیٰ فرمائیگا تو نے مقررہ حد میں کمی کیوں کی یہ عرض کریگا مجھے مجرم پر رحم آگیا، اللہ تعالیٰ فرمائیگا کیا تیرا رحم میری رحمت سے بھی زیادہ تھا۔ (ابو یعلیٰ)

مطلب یہ ہے کہ جس جرم کی جو حد شریعت نے مقرر کی ہے اُس سے کم وبیش کرنے والوں پر بھی عتاب ہوگا، عادل حاکموں کا اس روایت میں ذکر نہیں ہے دوسری روایتوں میں امام عادل کے متعلق ذکر ہے کہ عرش الٰہی کے

سایہ میں ہوں گے، یہاں صرف ظالم اور رشوت خور حاکموں کے عذاب کا ذکر ہے۔

۱۷۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ قیامت میں پاگل، مخبوط الحواس اور نابالغ کو بلا کر دریافت کیا جائیگا کہ تم نے کیا عمل کئے، پاگل کہیگا اگر مجھے عقل ہوتی تو بہترین کام کرتا اور کوئی عقل والا مجھ سے زیادہ نیک نہ ہوتا مخبوط الحواس بھی یہی ہوگا، اگر میرا دماغ صحیح ہوتا تو میں تمام تندرستوں سے زیادہ نیک ہوتا نابالغ کہے گا، اگر میں بالغ ہوتا تو تمام اپنے ہم عمروں میں میں ہی زیادہ نیک ہوتا اللہ تعالیٰ فرمائے گا اب تم میری اطاعت کرنے کو تیار ہو یہ تینوں کہیں گے جو حکم ہوگا اس کو بجا لائیں گے اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیگا جاؤ دوزخ میں چلے جاؤ اگر وہ اس حکم کو سنکر دوزخ میں چلے جاتے تو دوزخ ان کو نقصان نہ پہنچاتی یہ دوزخ کی طرف جائینگے، پس دوزخ سے شعلے نکلیں گے اور وہ یہ سمجھیں گے کہ یہ آگ تمام مخلوق کو جلا دیگی اور وہ فوراً واپس ہو جائیں گے اور عرض کریں گے اے رب ہم نکل آئے ہم نے اس میں داخل ہونیکا ارادہ کیا تھا لیکن اس میں سے شعلے نکلے اور ہم نے یہ گمان کیا کہ یہ آگ تمام مخلوق کو جلا دیگی پھر ان کو دوبارہ حکم ہوگا اور وہ پھر لوٹ آئیں گے اور وہی عرض کریں گے جو پہلی مرتبہ کہا تھا، اللہ تعالیٰ فرمائیگا میں تمہارے پیدا کرنے سے قبل ہی یہ جانتا تھا کہ تم عمل نہیں کروگے، میں نے تم کو اپنے علم کے موافق پیدا کیا تھا اور میرے علم کے موافق ہی تم ہوئے، اے آگ ان کو پکڑ لے (طبرانی)

مطلب یہ ہے کہ ہمارے علم میں تم دوزخی ستھے تم نے آج بھی میرے حکم کی تعمیل نہ کی، تو دنیا میں کیا کرتے نابالغ سے مراد شاید کافروں کی اولاد مراد ہو۔

۲۸۔ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ قیامت میں کچھ لوگوں کو حکم دیا جائیگا کہ جنت کی طرف جاؤ جب یہ لوگ جنت کے قریب پہنچیں گے اور وہاں کی خوشبو میں سونگھیں گے اور وہ محلات و مکانات جو جنتیوں کے لئے بنائے گئے ہیں دیکھیں گے تو یکایک ایک آواز آئیگی کہ ان کو ہٹا دو ان کا جنت میں کوئی حصہ نہیں ہے۔ یہ نہایت حسرت کے ساتھ لوٹینگے اور وہ حسرت ایسی ہوگی کہ ایسی حسرت اور افسوس کسی کو نہوا ہوگا یہ عرض کریں گے اے ہمارے رب اگر ہم کو جنت اور اس کا وہ سامان جو آپ نے اپنے دوستوں کے لئے تیار کیا ہے دکھانے سے پہلے ہی دوزخ میں ڈال دیتے تو ہمارے لئے یہ آسان ہوتا، اللہ تعالیٰ فرمائیگا، یہ میں نے تم کو سزا دینے کی غرض سے کیا ہے، بدبختو! جب تم تخلیہ میں جاتے تھے تو بڑے بڑے گناہوں کے ساتھ میرا مقابلہ کرتے تھے اور جب تم لوگوں میں آتے تھے تو ان سے نہایت تواضع اور پرہیزگاروں کی طرح ملتے تھے لوگوں کو تم اس امر کے خلاف ظاہر کرتے تھے جو تم میرے ساتھ کیا کرتے تھے، تم لوگوں سے ڈرتے تھے اور مجھ سے نہیں ڈرتے تھے لوگوں کو بڑا سمجھتے تھے اور مجھ کو نہیں سمجھتے تھے لوگوں کے لئے پاکیزہ بنتے تھے اور میرے لئے پاکیزہ نہیں بنتے تھے، آج میں تم کو عذاب کا مزہ چکھاؤں گا اور ہر قسم کے ثواب سے محروم کردوں گا۔ (بیہقی۔ ابن عساکر۔ ابن النجار)

چونکہ تمہارا ظاہر و باطن یکساں نہ تھا۔ اس لئے تم کو سزا بھی ایسی ہی دی گئی کہ دکھائی جنت اور بھیجا دوزخ میں۔

۲۹۔ واثلہ بن الاسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے

روایت کرتے ہیں کہ قیامت میں ایک ایسا بندہ اٹھایا جائیگا جس نے کوئی گناہ نہ کیا ہوگا اللہ تعالیٰ اس سے فرمائیگا تجھ کو تیرے عمل کا بدلہ دیا جائے یا میں اپنی نعمت اور احسان کا سلوک کروں یہ عرض کریگا اے رب تو جانتا ہے میں نے تیری کوئی نافرمانی نہیں کی ارشاد ہوگا اس سے ہمارے احسانات کا مقابلہ کرو، یہاں تک کہ کوئی نیکی باقی نہ رہیگی اور تمام نیکیاں اللہ تعالیٰ کے احسانات کے مقابلے میں ختم ہو جائیں گی، پس یہ عرض کریگا اے رب تیری نعمت اور رحمت چاہتا ہوں ارشاد ہوگا ہماری نعمت اور رحمت کی وجہ سے اس کو جنت میں لیجاؤ پھر ایک اور بندہ لایا جائیگا جو اپنی جان پر بھلائی کرنیوالا ہوگا اور اس کے ذمہ کوئی گناہ نہیں ہوگا، اس سے کہا جائے گا کیا تو نے میرے کسی دوست سے دوستی اور میرے کسی دشمن سے دشمنی کی تھی، یہ عرض کریگا اے رب میں اس بات کو پسند نہیں کرتا تھا کہ میرے اور کسی کے درمیان کوئی تعلق ہو، اللہ تعالیٰ فرمائیگا مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم میری رحمت اس شخص کو میسر نہیں ہو سکتی جو میرے دوستوں میں سے کسی دوست سے محبت نہ کرے اور میرے دشمنوں میں سے کسی دشمن سے دشمنی نہ کرے۔ (حکیم ترمذی، طبرانی)

• ۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ قیامت میں لوگوں کو جمع کیا جائیگا اور کہا جائیگا اس امت کے فقرا کہاں ہیں، پس یہ لوگ کھڑے ہو جائیں گے ان سے کہا جائیگا تم نے کیا عمل کئے تھے۔ یہ عرض کریں گے اے رب ہمارے ہم بلاؤں میں مبتلا کئے گئے اور ہم نے صبر کیا اور ہمارے غیروں کو بادشاہ اور حکمراں بنایا گیا، اللہ تعالیٰ

فرمائیگا تم نے سچ کہا یہ لوگ جنت میں عام لوگوں سے بہت زمانہ قبل داخل کردئے جائیں گے، پھر حساب کی شدت کے لئے صرف وہ لوگ رہجائیں گے جو ذی سلطنت اور حکمراں ہوں گے لوگوں نے دریافت کیا، مومنین کاملین اُس دن کہاں ہونگے ارشاد فرمایا وہ نور کی کرسیوں پہ ہوں گے اور اُن پر اُس دن بادل سایہ کئے ہوتے ہونگے، اور قیامت کا دن اُن لوگوں پر دن کی ایک گھڑی کے برابر ہوگا۔ (طبرانی)

یعنی مومنوں کے لئے وہ دن زیادہ طویل نہ ہوگا، ان کو صرف ایک گھڑی کے برابر معلوم ہوگا۔

۱۳۱۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ قیامت کے دن قرآن، مسجد، اور عترت[۱] حاضر کئے جائینگے قرآن کہیگا اے میرے رب مجھ کو جلایا اور مجھ کو پھاڑا اور میرے ٹکڑے ٹکڑے کئے، مسجد عرض کریے گی مجھے ویران کیا۔ مجھے بیکار شئی سمجھا اور مجھ کو ضائع کردیا، عترت کہیگی ہم کو دفع کیا اور ہم کو قتل کیا اور ہم کو منتشر کیا، یہ سب چیزیں خدا کے سامنے دوزانو ہوں گی اور جھگڑا کرینگی، اللہ تعالیٰ فرمائیگا یہ سب چیزیں میری تھیں اور میں ہی ان کا فیصلہ کرنیکا زیادہ مستحق ہوں۔ (دیلمی)

۱۳۲۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ قیامت میں اللہ تعالیٰ مومن کو طلب کریگا، یہاں تک کہ اسے اپنے سامنے بلا کر دریافت کریگا میرے بندے میں نے تجھ کو حکم دیا تھا کہ مجھ کو پکار تو

---

[۱] عترت سے مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات اور آپ کی اولاد ہے، جو لوگ قرآن مساجد اور اہل بیت کی توہین کے ذمہ دار ہیں ان کے خلاف یہ شکایتیں کی جائینگی۔

اور میں نے تجھ سے وعدہ کیا تھا کہ جب پکاریگا تو تیری پکار کو قبول کرونگا، پس کیا تو نے مجھے پکارا تھا یہ عرض کریگا کہ ہاں آپ کو پکارا تھا اللہ تعالیٰ فرمائیگا کیا یہ بات نہیں کہ جب تو نے مجھے پکارا تو میں نے تیری پکار کو قبول کیا، فلاں فلاں دن تجھ کو پریشانی اور غم ہوا تھا اور تو نے مجھے پکارا تھا اور میں نے تیری دعاء کو قبول کرلیا تھا، بندہ عرض کریگا ہاں میرے رب، اللہ تعالیٰ فرمائیگا، وہ میں نے دنیا میں تیرے لئے جلدی کی تھی اور فلاں فلاں دن جب تو نے مصیبت کے وقت پکارا تو تو نے کشادگی نہ پائی ہوگی، بندہ عرض کریگا، ہاں اُس دن تو دعا کا کوئی اثر نہیں دیکھا اللہ تعالےٰ فرمائیگا اس کو میں نے تیرے لئے جنت میں ذخیرہ کردیا ہے، پھر فرمائیگا فلاں فلاں دن تو نے اپنی ایک حاجت میرے سامنے پیش کی تھی، مگر اُس کو پورا ہوتا نہ دیکھا ہوگا، بندہ عرض کریگا ہاں میرے رب وہ تو میری حاجت پوری نہیں ہوئی۔ اللہ تعالیٰ فرمائیگا، میں نے جنت میں اس کو تیرے لئے ذخیرہ بنا رکھا ہے، پس مومن کی کوئی دعا ایسی نہیں ہے یا تو دنیا میں اس کا اثر ظاہر ہوجاتا ہے اور یا جنت کے لئے ثواب کا ذخیرہ بنادیا جاتا ہے، یہ باتیں دیکھ کر مومن کہیگا کاش دنیا میں میری دعاؤں کا اثر ظاہر نہ ہوتا، (حاکم)

مطلب یہ ہے کہ وہاں کا ثواب دیکھ کر تمنا کریگا کہ دنیا میں کوئی دعا ہی نہ قبول ہوتی، بلکہ تمام دعائیں جنت میں ہی ذخیرہ کردی جاتیں۔

۲۳۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن حضرت آدم علیہ السلام سے معذرت کرے گا اور تین عذر کرے گا، اللہ تعالیٰ فرمائیگا اے آدم اگر یہ بات نہ ہوتی کہ میں جھوٹوں پر

لعنت کرتا ہوں اور وعدہ خلافی سے بغض رکھتا ہوں اور کذب کے متعلق عذاب سے ڈرا چکا ہوں اگر یہ باتیں نہ ہوتیں تو میں اس عذاب کی شدت کو دیکھتے ہوئے جو میں نے اُن کے لئے تیار کیا ہے آج تیری تمام اولاد کے ساتھ رحمت کا معاملہ کرتا لیکن میری یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ اگر میرے رسولوں کی تکذیب کی گئی اور میرے حکم کی مخالفت کی گئی تو میں تمام جنات اور انسانوں سے دوزخ کو بھر دونگا' اور اللہ تعالیٰ فرمائے گا' اے آدمؑ اس بات کو یاد رکھو کہ میں تمہاری اولاد میں سے کسی کو عذاب نہ کروں گا مگر اُس شخص کو جس کے متعلق مجھے یہ معلوم ہے کہ اگر دنیا میں اُس کو دوبارہ لوٹا دوں تب بھی وہ شر کے ہی کام کرے گا اور اپنے خیال سے باز نہ آئیگا' تیسری بات اللہ تعالیٰ یہ فرمائیگا اے آدمؑ آج میں اپنے اور تمہاری اولاد کے درمیان تم کو ہی پنچ بناتا ہوں تم ترازو کے پاس کھڑے ہو جاؤ اور جو اعمال تولے جا رہے ہیں اُن کو دیکھو جس کی بھلائی اُس کی بُرائی کے مقابلہ میں رائی کے دانہ کی برابر بھی زائد ہو اس کے لئے جنت ہے یہاں تک کہ تم کو یہ بات معلوم ہو جائے کہ میں آگ میں اُسی کو داخل کرتا ہوں۔ جو پرلے درجہ کا ظالم ہو۔ (ابن عساکر بسند ضعیف)

اس حدیث کی اسناد ضعیف ہے۔

۲۹

شفاعت

۱۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا قیامت میں مسلمان روکے جائیں گے یہاں تک کہ وہ اس بات کی تمنا کریں گے کہ
ہمارے رب کے پاس ہماری شفاعت کی جائے تاکہ ہم کو اس جگہ سے راحت میسر ہو
چنانچہ حضرت آدم، حضرت نوح، حضرت ابراہیم خلیل الرحمٰن، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ علیہم السلام
کی خدمت میں یکے بعد دیگرے حاضر ہوں گے، اور یہ تمام پیغمبر اس ذمہ داری سے
معذرت کریں گے حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
میں جاؤ وہ ایک ایسے بندے ہیں جن کی پہلی اور پچھلی تمام لغزشیں معاف ہو چکی ہیں پھر
آپ نے فرمایا یہ سب لوگ میرے پاس آئیں گے میں اپنے رب سے قریب ہونے
کی اجازت طلب کروں گا، سو مجھ کو اجازت دی جائیگی، اور جب میں خدا کو دیکھوں گا تو
سجدے میں گر جاؤں گا وہ مجھ کو جب تک چاہیگا سجدے میں رہنے دیگا پھر فرمائیگا اے
محمد سر اٹھاؤ اور کہو جو کہو گے سنا جائیگا، اور شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول کی جائیگی
اور مانگو جو مانگو گے وہ تم کو دیا جائیگا پھر آپ نے فرمایا میں سر اٹھاؤنگا اور اپنے رب کی
وہ حمد و ثنا کرونگا جو اسی وقت مجھ کو سکھائی جائے گی، پھر میں شفاعت کروں گا پس
میرے لئے ایک حد مقرر کر دی جائیگی میں وہاں سے نکلوں گا اور اس معین مقدار کو آگ سے
نکالوں گا اور جنت میں ان کو داخل کرونگا۔

پھر دوبارہ بارگاہ الٰہی کی طرف لوٹونگا اور اپنے رب کے مکان میں داخل ہونے کی

اجازت ..... طلب کروں گا سو مجھ کو اجازت دیدی جائے گی پس جب میں اُس کو دیکھونگا تو سجدے میں گر پڑونگا، اور جب تک وہ چاہیگا مجھے سجدے ہی میں رہنے دیگا پھر فرمائیگا اے محمدؐ سر اُٹھاؤ اور بیان کرو سُنا جائیگا، شفاعت کرو قبول کی جائے گی مانگو دیا جائیگا، پس میں سر اُٹھاؤنگا، پھر میں اپنے رب کی وہ حمد و ثنا بیان کرونگا جو مجھے اُسی وقت بتائی جائیگی، پھر میں شفاعت کروں گا، پس میرے لئے ایک حد متعین کر دی جائیگی میں وہاں سے نکلوں گا اور متعین تعداد کو آگ سے نکال کر جنت میں داخل کرونگا، پھر تیسری بار حاضر ہونگا اور اپنے رب کے مکان میں داخل ہونے کی اجازت طلب کرونگا، پس مجھ کو اجازت دیجائیگی میں اُس کو دیکھ کر سجدے میں گر پڑونگا اور جب تک وہ چاہیگا۔ مجھے سجدے میں رہنے دیگا، پھر فرمائیگا اے محمدؐ سر اٹھاؤ، کہو جو کہو گے سُنا جائیگا اور شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی، اور مانگو جو مانگوگے وہ دیا جائیگا، پھر آپ نے فرمایا میں سر اُٹھاؤں گا، اور اپنے رب کی وہ حمد و ثنا بیان کرونگا جو مجھ کو اسی وقت تعلیم کی جائے گی پھر میرے لئے ایک حد مقرر کی جائے گی، میں وہاں سے نکلونگا اور متعین تعداد کو آگ سے نکال کر جنت میں داخل کرونگا، یہانتک کہ آگ میں صرف وہی لوگ رہجائیں گے جن کو قرآن نے روکا ہے یعنی جن کو ہمیشہ دوزخ میں رہنا ہے، راوی نے کہا پھر آپ نے یہ آیت پڑھی عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا[1] آیت کی تلاوت کے بعد آپ نے فرمایا یہ وہ مقامِ محمود ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی سے وعدہ کیا ہے۔ (بخاری مسلم)

روایت کو مختصر کر دیا گیا ہے، خدا تعالیٰ کے گھر سے مُراد ہے مقامِ محمود جہاں خدا

---

[1] یعنی قریب ہے کہ آپ کو آپ کا رب مقامِ محمود میں پہنچائے گا۔

کی حمد و ثنا کی جائے وہی اُس کا گھر ہے، یہ جو فرمایا کہ اُسی وقت مجھ کو سکھائی جائیگی اس کا مطلب یہ ہے کہ اِس وقت مجھے اس کا علم نہیں۔

۲- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک روایت ہے جس میں یہ الفاظ ہیں کہ قیامت کے دن لوگ ایک دوسرے میں گھس رہے ہوں گے یعنی کثرت کی وجہ سے رلے ملے ہوں گے پھر حضرت آدمؑ کے پاس شفاعت کی غرض سے جائیں گے اور سکے بعد دیگرے حضرت عیسیٰؑ کی خدمت میں حاضر ہوں گے حضرت عیسیٰؑ بھی شفاعت کی ذمہ داری سے انکار کریں گے، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونیکا مشورہ دیں گے پھر لوگ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوں گے آپ فرمائیں گے میں اس کے لئے تیار ہوں، پس میں اپنے پروردگار کی خدمت میں حاضر ہونے کیلئے اجازت چاہوں گا مجھ کو اجازت دیجائے گی اور مجھ کو اُس وقت حمد و ثنا الہام کیجائیگی کہ میں ان کلمات کے ساتھ حمد کروں، اس وقت مجھکو وہ کلمات یاد نہیں پس میں اُن کلمات کے ساتھ حمد بیان کروں گا اور سجدے میں گرونگا پس کہا جائیگا اے محمدؐ تم اپنا سر اٹھاؤ اور کہو سنا جائیگا مانگو دیا جائیگا شفاعت کرو شفاعت قبول ہوگی، پس میں کہوں گا اے رب میری اُمت، میری اُمت یعنی میری اُمت کو بخشدے پس کہا جائیگا جاؤ جس کے دل میں ایک جَو کے برابر ایمان ہو اُس کو نکال لو، سو میں جاؤں گا اور ایسا ہی کروں گا میں پھر دوبارہ واپس حاضر ہونگا اور انہی الفاظ کے ساتھ اُس کی حمد و ثنا بیان کروں گا اور سجدے میں گروں گا، پس مجھ سے کہا جائیگا اے محمدؐ اپنا سر اُٹھاؤ اور کہو تمہاری بات سُنی جائے گی جو مانگو گے دیا جائیگا، اور شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول کیجائیگی، میں کہوں گا اے رب میری اُمت کو بخشدے، اے رب میری اُمت کو بخشدے،

پس مجھ کو کہا جائیگا جاؤ جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہو اُس کو نکال لو چنانچہ میں جاؤں گا اور اُن لوگوں کو نکال لوں گا اُس کے بعد پھر حاضر ہونگا اور انہی الفاظ کے ساتھ پھر خدا کی حمد و ثنا بیان کروں گا اور اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدے میں گر جاؤنگا پس کہا جائیگا اے محمدؐ سر اٹھاؤ اور کہو تمہاری بات سنی جائیگی جو مانگو گے دیا جائیگا اور شفاعت کرو شفاعت قبول کی جائے گی میں کہونگا اے رب میری اُمت میری اُمت پس کہا جائیگا جاؤ جس کے دل میں رائی کے چھوٹے سے چھوٹے دانہ کی برابر بھی ایمان ہو اُس کو نکال لو پس میں اُن لوگوں کو نکال لوں گا اس کے بعد چوتھی مرتبہ پھر واپس آؤں گا اور انہی الفاظ کے ساتھ خدا کی حمد و ثنا بیان کروں گا اللہ تعالیٰ کے لئے سجدہ میں گر جاؤں گا پس حکم ہوگا اے محمدؐ اپنا سر اٹھاؤ اور فرماؤ جو کہو گے وہ سنا جائیگا اور طلب کرو جو مانگو گے دیا جائیگا اور شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی میں عرض کروں گا صرف لا الٰہ الا اللہ کہنے والوں کو آگ سے نکال لینے کی اجازت دیدیجئے ارشاد ہوگا یہ تمہارا حق نہیں ہے لیکن میں اپنی عزت اور جلال اور بلندی اور عظمت کی قسم کھاتا ہوں کہ جس نے لا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھا ہے اُس کو آگ سے نکال لوں گا۔ (بخاری مسلم)

اعمال کی کوتاہی کے باعث تین قسم کے لوگوں کا ذکر ہے جو شفاعت سے بخشے جائیں گے۔ ایمان میں جو ضعف اور کمزوری ہوجاتی ہے اُس کیفیت کو جَو اور رائی کے دانہ کے ساتھ تمثیل دی ہے اور چوتھی قسم جن کو اپنے فضل سے بخشنے کا وعدہ فرمایا ہے اُس کے متعلق بعض علماء نے فرمایا ہے یہ وہ لوگ ہیں جو عام آبادیوں سے اس قدر دور رہتے ہوں گے جن تک رسالت کی اطلاع نہیں پہنچی

لیکن یہ لوگ خدا کی وحدانیت کے قائل تھے۔

۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پکا ہوا گوشت لایا گیا آپ نے اس گوشت میں سے ایک ٹکڑا اٹھا کر کھانا شروع کیا اس کے بعد فرمایا میں قیامت کے دن لوگوں کا سردار ہوں گا جس دن لوگ رب العالمین کے سامنے جوابدہی کے لئے کھڑے ہوں گے آفتاب اس دن قریب کر دیا جائیگا لوگ ناقابل برداشت غم اور درد میں مبتلا ہوں گے پس لوگ آپس میں کہیں گے اس پر غور کرو کہ کون شخص خدا کے سامنے جا کر ہماری شفاعت کرے پھر آپ نے حضرت آدمؑ اور حضرت عیسیٰؑ وغیرہ کے پاس جانیکا ذکر کیا پھر فرمایا اللہ تعالیٰ مجھ سے فرمائیگا "اے نبی اپنا سر اٹھاؤ مانگو جو مانگو گے دیا جائیگا اور شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی میں کہونگا یارب میری امت کو بخشدے اے رب میری امت کو بخشدے اے رب میری امت کو بخشدے پس کہا جائیگا اپنی امت کے ان لوگوں کو جن پر کوئی حساب نہیں ہے جنت میں باب الیمن سے داخل کر دو اور اس دروازے سے داخل ہونے والے دوسرے دروازوں میں بھی لوگوں کے شریک رہیں گے پھر حضورؐ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے جنت کے ہر دروازے کے دونوں پہلوؤں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا مکہ اور ہجر کے مابین ہے۔ (بخاری مسلم)

یعنی جو بے حساب جنت میں جانیوالے ہیں ان کو تو داخل کر دو باب الیمن یعنی دائیں جانب کے دروازے سے یہ جو فرمایا دوسرے دروازوں میں بھی شریک ہونگے اس کا یہ مطلب ہے کہ باب الیمن سے داخل ہونے کی وجہ سے جنت کے اور دروازوں سے

داخلہ کا حق ساقط نہیں ہوگا' دروازے میں جو چوکھٹ ہوتی ہے اس کے دونوں بازوؤں کے درمیان کا فاصلہ فرمایا۔ ہجر ایک مقام کا نام ہے جو مکہ سے کئی سو میل کے فاصلہ پر ہے۔

۴۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابراہیمؑ کے متعلق اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تلاوت کی (رب انھن[1] اضللن کثیرا من الناس فمن تبعنی فانہ منی)

اور حضرت عیسیٰؑ کے اس قول کی بھی تلاوت کی اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ[2] پھر آپ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور فرمایا اَللّٰهُمَّ[3] امتی امتی پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے جبرئیلؑ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ، اور اُن کا رب زیادہ جاننے والا ہے پھر اُن سے دریافت کرو کس چیز نے اُن کو رلایا، جبرئیلؑ آئے اور آپ سے سوال کیا آپ نے اُن کو خبر دی اور جو کچھ کہا تھا وہ اُن کو بتایا پس اللہ تعالیٰ نے جبرئیلؑ سے فرمایا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر کہدو ہم عنقریب تم کو تمہاری اُمت کے متعلق خوش کر دینگے اور ناراض نہیں کریں گے۔ (مسلم)

حضرت ابراہیمؑ اور حضرت عیسیٰؑ کے الفاظ سے دل بھر آیا رو کر فرمایا میری اُمت کا کیا حال ہوگا اس پر جبرئیلؑ تسلی لے کر آئے یعنی تمہاری اُمت کی بخشش ہو جائیگی۔

۵۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ تعالیٰ کی روایت اور اُس کے دیدار کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک طویل روایت کرتے ہیں اس روایت

---

[1] یعنی اے رب ان بتوں نے بہت لوگوں کو گمراہ کر دیا ہے پس جو میری پیروی کریگا وہ مجھ سے ہوگا۔
[2] یعنی اگر تو ان کو عذاب کرے تو تیرے بندے ہیں [3] یا اللہ میری اُمت میری اُمت

میں ہے قیامت کے دن ایک اعلان کرنے والا اعلان کریگا کہ ہر جماعت اور ہر گروہ دنیا میں جس کی عبادت اور پوجا کرتا تھا اپنے اپنے معبودوں کے پیچھے چلا جائے، یہاں تک کہ جو لوگ غیر اللہ کے پوجنے والے تھے خواہ بتوں کو پوجتے تھے یا بتوں کی مڑھی اور تھان کو پوجتے تھے وہ سب دوزخ میں جا پڑیں گے اور میدان حشر میں صرف وہ لوگ رہ جائیں گے، جو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کی بندگی اور پوجا نہیں کرتے تھے ان میں نیک بھی ہوں گے اور گنہگار بھی ہوں گے، پھر اللہ تعالیٰ ان لوگوں پر تجلی فرمائیگا اور دریافت کریگا تم کس کے منتظر ہو ہر جماعت جس کو پوجتی تھی اُس کے ساتھ گئی یہ لوگ کہیں گے اے رب ہمارے ہم دنیا میں بھی ان لوگوں سے علیحدہ رہے اور ہم اُن کے دوست اور مصاحب نہیں بنے حالانکہ ہم ان کے بہت زیادہ محتاج تھے یعنی ہم مشرکوں کے باوجود انسانی ضروریات میں ان کے محتاج ہونے کے کبھی دوست نہیں بنے اور دنیا میں ہمیشہ ان سے علیحدہ رہے پھر آج ان کے ساتھ کس طرح چلے جاتے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں یوں ہے کہ خدا پرست کہیں گے ہماری تو یہی جگہ ہے یہاں تک کہ ہمارا رب ہمارے پاس آئے اور جب ہمارا رب آئیگا تو ہم اُس کو پہچان لیں گے، یعنی ہم یہاں سے اُس وقت تک نہیں جائیں گے جب تک ہمارا معبود نہ آئے۔

حضرت ابو سعید خدری کی روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرمائیگا کیا تمہارے اور تمہارے رب کے درمیان کوئی ایسی نشانی ہے جو تم اُس کو پہچان لوگے یہ لوگ کہیں گے ہاں! نشانی ہے، پس ایک نور کی پنڈلی سے پردہ ہٹایا جائیگا

تو جو لوگ دنیا میں اللہ تعالیٰ کو خلوص کے ساتھ سجدہ کرتے تھے ان میں کوئی شخص ایسا باقی نہ رہیگا جو اس وقت سجدے میں گر پڑے ۔ اور جو لوگ دنیا میں اللہ تعالیٰ کو محض دکھاوے اور لوگوں کے ڈر سے سجدہ کرتے تھے ان کی پیٹھ کو اللہ تعالیٰ ایک تختہ کی مانند کر دیگا اور بجائے سجدہ کرنے کے چت گر پڑیں گے پھر جہنم پر پل قائم کیا جائیگا اور شفاعت کی اجازت ہو جائیگی ، لوگ کہیں گے اَللّٰھُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ[1] پھر بعض مومن تو اس طرح صراط سے گذر جائیں گے جس طرح آنکھ جھپکتی ہے بعض بجلی کی طرح بعض تیز آندھی کی طرح بعض پرندوں کی اڑان کی طرح بعض تیز رفتار گھوڑوں کی طرح اور کچھ لوگ وہ ہوں گے جو نوچے جائیں گے مگر گذر جائیں گے اور کچھ وہ لوگ ہوں گے جو گذر نہ سکیں گے اور جہنم میں گرا دئے جائیں گے یہاں تک کہ جب مومن لوگ دوزخ سے خلاصی پائیں گے تو فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ تم میں سے کوئی شخص اپنے حق پر اتنا جھگڑا نہیں کرتا جتنا جھگڑا قیامت کے دن نجات یافتہ مسلمان اللہ تعالیٰ سے اپنے بھائیوں کے متعلق کریں گے جو آگ میں ہوں گے ، یہ نجات یافتہ مسلمان کہیں گے اے ہمارے رب یہ لوگ ہمارے ساتھ روزہ رکھتے تھے ، نماز پڑھتے تھے اور حج کرتے تھے ، پس حکم ہوگا اچھا جن کو تم پہچانتے ہو اُن کو نکال لو اور آگ پر اُن کی صورتیں حرام کر دیجائیں گی یعنی گنہگاروں کے باقی جسم کو آگ جلائیگی ، مگر اُن کی صورتیں محفوظ رہینگی ، پس یہ نجات یافتہ مسلمان بے شمار مخلوق کو نکال لائیں گے اور عرض کریں گے اے رب جن کے متعلق تو نے ہم کو نکالنے کا حکم دیا تھا ان میں سے اب کوئی باقی نہیں رہا ، ارشاد ہوگا پھر جاؤ اور جس کے

---

[1] یعنی یا اللہ سلامت رکھیو سلامت رکھیو ۔

دل میں ایک دینار کی برابر بھی خیر دیکھو اُس کو نکال لو پھر یہ لوگ بیشمار مخلوق کو نکال لیں گے پھر ارشاد ہوگا جاؤ پھر جاؤ اور جس کے دل میں ایک ذرہ کے برابر بھلائی پاؤ اُس کو بھی نکال لاؤ پھر یہ لوگ بے شمار مخلوق کو نکال لائیں گے اور عرض کریں گے اے رب ہمارے ہم نے دوزخ میں کچھ خیر نہیں چھوڑی یعنی سب بھلائی والوں کو نکال لیا ایس اللہ تعالیٰ فرمائیگا فرشتے شفاعت کر چکے انبیا شفاعت کر چکے اور مسلمان شفاعت کر چکے اب سوائے ارحم الراحمین کے کوئی باقی نہ رہا پھر اللہ تعالیٰ ایک مٹھی بھر کر اہل نار کو نکال لیگا ان میں وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے کبھی کوئی بھلائی نہ کی ہوگی یہ لوگ جل کر کوئلہ کی شکل ہوگئے ہوں گے سو اللہ تعالیٰ ان کو نہر حیات میں ڈال دیگا یہ نہر جنت کے دروازوں پر ہے سو وہ اس میں سے اس طرح سے نکلیں گے جس طرح سیلاب کی وجہ سے جو کوڑا کہیں اکٹھا ہو جاتا ہے اور اس میں کوئی دانہ پھوٹ نکلتا ہے یہ لوگ اس نہر میں سے ایسے نکلیں گے جیسے چمکدار موتی ان کی گردنوں میں ایک مہر لگی ہوئی ہوگی جس میں لکھا ہوگا یہ لوگ وہ ہیں جن کو رحمٰن نے آزاد کیا اور ان کو بغیر کسی عمل اور بغیر کسی خیر اور بھلائی کے جو انہوں نے آگے بھیجی ہوئی جنت میں داخل کیا ان لوگوں سے کہا جائیگا تمہارے واسطے وہ مراتب و درجات ہیں جو تم نے دیکھے اور اسی کی مثل اور بھی۔ (بخاری و مسلم)

پنڈلی کھولی جائے گی، ایک درمیانی درجہ کی تجلی کی طرف اشارہ ہے، برسات کا پانی جب کسی نالے میں بہتا ہے تو اس کے کناروں پہ کوڑا اور تنکے اور مٹی جمع ہو جاتی ہے کبھی کبھی اس میں کوئی دانہ پھوٹ نکلتا ہے اس کی ابتدائی

حالت بہت ہی نرم ہوتی ہے اور چونکہ اس کوڑے میں مٹی کے مختلف ذرے ہوتے ہیں اس لئے اس میں نمو جلدی ہوتا ہے، یہی حالت اُن گنہگاروں کی ہوگی جب جلتے جلتے کوئلہ بن گئے ہوں گے نہرِ حیات میں ڈالتے ہی نئے گوشت و پوست کا پھٹاؤ شروع ہو جائیگا اور بہت جلد اصلی صورت و حالت عود کر آئے گی۔

۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک اور روایت میں ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا قیامت میں ہم اپنے رب کو دیکھیں گے باقی روایت ابو سعید خدری کی روایت کے موافق ہے مگر پنڈلی کھلنے کا ذکر نہیں ہے، پس روایت میں واقعہ کی تفصیل اس طرح ہے کہ دوزخ پر ایک پل قائم کیا جائیگا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں رسولوں میں سب سے پہلا میں رسولؐ ہوں جو اپنی اُمت کے ساتھ اس پر سے گذرونگا، اور اس دن سوائے انبیاء علیہم السلام کے کسی کو کلام کرنے کی جرأت نہ ہوگی اور انبیاء بھی صرف اتنا کہتے ہوں گے اَللّٰھُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ اور جہنم میں بڑے بڑے کانٹے اور آنکڑے ہوں گے جیسے سعدان[1] کے کانٹے ان کانٹوں کی بڑائی سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا لوگ اپنے اپنے اعمال کے موافق ان کانٹوں سے نوچے کھسوٹے جائیں گے (یعنی پل کے دونوں طرف یہ کانٹے نکلے ہوئے ہوں گے) بعض لوگ تو اپنے اعمال کی وجہ سے ہلاک ہو جائیں گے یعنی جہنم میں گر پڑیں گے، بعض پھنسکر نکل جائیں گے اور کسی نہ کسی طرح پل سے پار ہو جائیں گے یہاں تک کہ جب اللہ تعالیٰ تمام بندوں کا فیصلہ کرنے کے بعد آگ سے لوگوں کو نکالنے کا ارادہ کریگا اور جن کے

[1] سعدان ایک کانٹوں دار بوٹی کا نام ہے۔

نکالنے کا ارادہ کریگا وہ وہی ہونگے جو توحید کے قائل تھے اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی شہادت دیتے تھے، پس ملائکہ کو حکم ہوگا کہ جو اللہ کو پوجتے تھے اُن کو نکال لاؤ، پس فرشتے اُن کو پہچان پہچان کر نکال لائیں گے اور اُن کی پہچان سجدے کے نشان سے ہوگی اللہ تعالیٰ آگ پہ سجدے کے نشان کو جلانا حرام کریگا، ابن آدم کے تمام جسم کو آگ جلائیگی، مگر سجدے کے نشانات یعنی پیشانیاں یا وہ اعضا جو سجدے کی حالت میں زمین پر ٹکتے ہیں محفوظ رہیں گے، پس یہ لوگ آگ سے نکالے جائیں گے اور یہ بالکل جھلس چکے ہوں گے، پس اُن پر زندگی کا پانی[1] ڈالا جائیگا پس اُن کا جسم اس طرح اُگے گا جس طرح سیلاب سے جو کوڑا نالے کے کناروں پر جمع ہوجاتا ہے اُس میں کوئی دانہ اُگ آتا ہے، ایک شخص جنت اور دوزخ کے درمیان باقی رہجائیگا اور یہ شخص دوزخ والوں میں سب سے آخری شخص ہوگا جو جنت میں داخل ہوگا۔ (یعنی جنت میں سب سے آخر میں داخل ہوگا) یہ شخص دوزخ کی طرف منہ کئے ہوئے عرض کررہا ہوگا اے رب میرا مُنہ دوزخ کی طرف سے پھیر دے، اس کی گرم ہوا اور لُو نے سخت تکلیف دے رکھی ہے اور اُس کے شعلوں نے مجھ کو پھونک ڈالا ہے اللہ تعالیٰ فرمائیگا اگر میں تیری یہ درخواست قبول کرلوں تو شاید تو اس کے علاوہ اور سوال کریگا، یہ شخص کہے گا تیری عزت کی قسم اور کچھ نہیں مانگوں گا، اور یہ شخص جس قدر چاہے گا اللہ تعالیٰ کو عہد و پیمان دے گا (یعنی قسمیں کھا کھا کر بہت پختہ وعدہ کریگا) پس اللہ تعالیٰ اس کا مُنہ آگ کی طرف سے پھیر دے گا، پس جب یہ شخص جنت کی طرف مُنہ کریگا تو اس کی

---

[1] یعنی نہر حیات میں ڈالے جائیں گے یا اس نہر کا پانی ان پر ڈالا جائیگا۔

خوبی اور جنت کی تروتازگی کو دیکھے گا تو جب تک اللہ تعالیٰ کو منظور ہوگا چپ چاپ کھڑا رہیگا،
پھر عرض کریگا اے رب مجھ کو جنت کے دروازے تک پہنچا دے، پس اللہ تعالیٰ
فرمائیگا کیا تو نے عہد و پیمان نہیں کیا تھا کہ اس سوال کے علاوہ جو میں تجھ سے
کر رہا ہوں اور کچھ نہیں مانگوں گا، یہ عرض کریگا اے میرے رب میری خواہش یہ ہے
کہ میں تیری مخلوق میں سب سے زیادہ بدنصیب نہ ہوں، اللہ تعالیٰ فرمائیگا: پھر اگر میں
یہ تیری درخواست منظور کرلوں تو اس کے بعد تو کچھ اور نہیں مانگے گا، یہ عرض
کریگا تیری عزت کی قسم اور کچھ نہیں مانگوں گا، پھر یہ اپنے رب کو جس قدر چاہیگا
عہد و پیمان دے گا (یعنی خوب قسمیں کھا کھا کر عہد کریگا) پس اللہ تعالیٰ اس کو
جنت کے دروازہ تک بڑھا دیگا، جب یہ شخص جنت کے دروازے پر پہنچ جائیگا،
اور جنت کی آراستگی اور وہاں کی تروتازگی اور خوشی دیکھیگا تو جب تک اللہ تعالیٰ
اس کو چپ رکھنا چاہیگا یہ چپ رہیگا، پھر کہیگا اے میرے رب مجھ کو جنت میں
داخل کر دے، اللہ تعالیٰ فرمائیگا اے ابن آدم تیرے اوپر تف افسوس ہے تو
کیا ہی عہد شکن ہے کیا تو نے یہ عہد و پیمان نہیں کیا تھا کہ جو تو میری یہ آرزو
پوری کر دیگا تو میں اس کے بعد تجھ سے کوئی درخواست نہیں کروں گا، بندہ عرض
کریگا اے میرے رب اپنی مخلوق میں مجھ کو سب سے زیادہ بدنصیب نہ بنا، پس وہ
مانگتا ہی رہیگا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کے مانگنے پر ہنس دیں گے پس
جب وہ ہنس دیں گے یعنی وہ راضی ہو جائیں گے تو اس کو بہشت میں داخل
ہونے کی اجازت دیدیں گے، پھر فرمائیں گے اپنی آرزو اور خواہش بیان کر وہ
بیان کرتا رہیگا یہاں تک کہ اس کی آرزوئیں ختم ہو جائیں گی، پھر اللہ تعالیٰ فرمائیگا

یہ مانگ وہ مانگ خود اللہ تعالیٰ اُس کو بتاتا کر منگوائیگا اور خود اُس کا رب اس کو آرزو میں تعلیم کریگا۔ جب اس کی تمام اُمیدیں اور آرزوئیں پوری ہوجائیں گی، تو فرمائیگا یہ سب اور اُن کی برابر اور اتنی ہی تجھ کو دیجائیں گی، حضرت ابو سعید خدری کی روایت میں ہے یہ سب، اور ان کی دس گنی اور بھی۔ (بخاری مسلم)

یعنی جو مانگے گا اس سے اُس کو دس گنا زیادہ دیا جائیگا، یہ اُس شخص کا حال ہے جو سب سے آخر میں دوزخ سے نکال کر جنت میں بھیجا گیا ہے۔

۷۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص جنت میں تمام لوگوں کے بعد داخل ہوگا، یعنی سب سے پچھلا آدمی اُس کی حالت یہ ہوگی کہ ایک قدم چلے گا اور پھر مُنہ کے بل اوندھا گر پڑے گا، اور آگ اُس کو تھپیڑے مار رہی ہوگی، اس مصیبت اور مشکل سے گرتا پڑتا جب دوزخ کو طے کر چکیگا تو آگ کی طرف رُخ کر کے کہیگا، وہ ذات بڑی برکت والی ہے جس نے مجھ کو تجھ سے نجات دی بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ چیز عطا فرمائی ہے جو اولین و آخرین میں سے کسی کو نہیں دی گئی پھر اُس کے سامنے ایک درخت بلند کیا جائیگا یعنی اسے ایک درخت نظر آئے گا یہ عرض کریگا اے میرے رب مجھے اس درخت سے قریب کر دے تاکہ میں اُس کے سایہ میں آرام حاصل کروں اور اس کا پانی پیوں پس اللہ تعالیٰ فرمائیگا اے ابن آدم شاید میں تیری یہ درخواست قبول کر لوں تو اس کے علاوہ مجھ سے کچھ اور سوال کریگا۔ یہ عرض کریگا۔ اے پروردگار نہیں اور اللہ تعالیٰ سے عہد کریگا کہ اس بات کے علاوہ اور کچھ نہیں مانگوں گا، اور اس کا رب اس کو معذور رکھے گا کیونکہ وہ ایسی شے دیکھیگا جس پر صبر کرنا اُس کی طاقت سے

باہر ہوگا یعنی دوزخ سے نکلکر ایک سایہ دار درخت کو دیکھنا پس اس کا رب اُسکو اس درخت تک پہنچا دیگا ۔ وہ شخص اس کے سایہ سے نفع حاصل کریگا، پھر اس کے سامنے ایک اور درخت بلند کیا جائیگا یعنی ایک اور درخت نظر آئیگا جو پہلے درخت سے زیادہ اچھا ہوگا، پس یہ عرض کریگا اے میرے رب مجھے اس درخت کے قریب پہنچا دے تاکہ میں اس کا پانی پیوں، اور اس کے سایہ سے نفع حاصل کروں، اور میں اس کے علاوہ تجھ سے کچھ اور نہیں طلب کروں گا، پس اللہ تعالیٰ فرمائے گا، اے ابن آدم کیا تو نے مجھ سے عہد نہیں کیا تھا اور یہ وعدہ نہیں کیا تھا کہ اب کچھ نہیں مانگونگا پھر فرمائیگا اگر میں تجھ کو اس درخت کے قریب کر دوں گا تو اس کے بعد اور کچھ تو مجھ سے نہیں مانگے گا، سو یہ بندہ پھر خدا سے عہد کریگا اور وعدہ کریگا کہ اس خواہش کے علاوہ اور کچھ طلب نہیں کروں گا، اور اس کا رب اس کو معذور سمجھے گا، کیونکہ یہ ایسی چیز دیکھے گا جس سے رکنا اُس کی طاقت سے باہر ہوگا، پس اللہ تعالیٰ اس بندے کو اُس دوسرے درخت کے نزدیک پہنچا دیگا، اور یہ اُس کے سایہ سے فائدہ حاصل کریگا اور اُس کا پانی پیئے گا، پھر اُس کو ایک اور درخت نظر آئیگا جو دونوں سے زیادہ اچھا اور بہتر ہوگا، یہ عرض کریگا، اے میرے رب مجھے اس درخت کے قریب پہنچا دے تاکہ میں اس کے سایہ سے نفع حاصل کروں اور اس کا پانی پیوں اس کے بعد میں تجھ سے کوئی سوال نہیں کروں گا، حضرت حق ارشاد فرمائیں گے اے ابن آدم کیا تو نے مجھ سے پختہ عہد نہیں کیا تھا، کہ اس کے بعد کوئی سوال نہیں کروں گا، یہ عرض کریگا اے میرے رب بیشک میں نے عہد کیا تھا، مگر اب اس کے سوا کچھ اور نہیں طلب کروں گا، اور اس کا رب اسے معذور رکھے گا کیونکہ وہ ایسی سے

دیکھیگا جس پر وہ صبر نہیں کر سکتا پس اللہ تعالیٰ اُس بندے کو تیسرے درخت کے نزدیک پہنچا دیگا پس یہ اُس درخت کے نزدیک پہنچے گا تو وہاں اہل جنت کی آوازیں اُس کو آنے لگیں گی، پس یہ عرض کریگا اے میرے رب مجھے جنت میں داخل کر دے، پس اللہ تعالیٰ فرمائیگا تجھے کونسی چیز اس سوال کرنے سے روکیگی یعنی مانگے چلا جاتا ہے اور مانگنے کا سلسلہ ختم نہیں کرتا تو آخر کونسی چیز لے کر اس سلسلے کو ختم کریگا، اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے کیا تو اس بات سے راضی ہو جائیگا کہ میں تجھ کو دنیا کے برابر اور اُس کی اور ایک مثل دیدوں بندہ عرض کرے گا کیا آپ مجھ سے مذاق اور خوش طبعی کرتے ہیں، حالانکہ آپ رب العالمین ہیں یعنی آپ تو اس قسم کے مذاق اور استہزا سے پاک ہیں، حضرت ابن مسعود اس واقعہ کو ذکر کرتے ہوئے ہنسے اور حاضرین سے فرمایا تم مجھ سے دریافت کیوں نہیں کرتے کہ میں کیوں ہنسا، پس حاضرین نے عرض کیا بتائیے آپ کس وجہ سے ہنسے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب اس واقعہ کو بیان فرما رہے تھے تو آپ بھی یہاں پہنچکر ہنسے تھے، اور لوگوں نے دریافت کیا تھا یا رسول اللہ آپ کس وجہ سے ہنسے تھے، آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے ہنسنے کی وجہ سے، جبکہ اُس شخص نے یہ کہا کیا آپ رب العالمین ہو کر مجھ سے خوش طبعی کرتے ہیں (یعنی جب بندہ یہ الفاظ کہیگا، تو اللہ تعالیٰ ہنسے گا) اس کے ہنسنے کی وجہ سے میں بھی ہنسا، اور چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہنسے تھے اس لئے روایت بیان کرتے ہوئے عبداللہ بن مسعودؓ بھی ہنسے (اللہ تعالیٰ کا ہنسنا اُس کا راضی ہونا اور خوش ہو جانا ہے) پس اللہ تعالیٰ بندے کے جواب میں فرمائیگا میں مذاق

نہیں کرتا بلکہ میں جو کچھ چاہوں اس پر قادر ہوں۔ (مسلم)

مطلب یہ ہے کہ میں استہزا اور مذاق کرنے سے پاک ہوں بلکہ جو کچھ کہتا ہوں وہی کروں گا۔

۸۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضؓ کی ایک اور روایت میں ہے کہ جب وہ جنت میں داخل ہونے کی درخواست کریگا تو اللہ تعالیٰ اُس کو بتائے گا یہ مانگ وہ مانگ یہانتک کہ جب اُس کی تمام آرزوئیں پوری ہو جائیں گی تو اللہ تعالیٰ فرمائیگا یہ سب تیرے لئے ہے اور اس سے دس گنی اور زیادہ بھی۔ پھر وہ بندہ اپنے گھر میں داخل ہوگا اور اسکی دو بیویاں بھی جو حوروں میں سے ہونگی اُس کے ساتھ ہوں گی، اور وہ دونوں بیویاں کہیں گی سب تعریف اللہ کے لئے ہے، جس نے تجھکو ہمارے لئے پیدا کیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، یہ بندہ کہیگا جو کچھ مجھ کو دیا گیا ہے وہ کسی کو نہیں دیا گیا۔ (مسلم)

یعنی انعامات الٰہی کی کثرت کو دیکھ کر یہ خیال کریگا کہ مجھ کو سب سے زیادہ ملا ہے۔

۹۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلا شک میں اُس شخص کو جانتا ہوں جو سب سے پیچھے دوزخ سے نکلیگا اور سب سے پیچھے جنت میں داخل ہوگا، وہ ایک شخص ہوگا جو چوتڑیوں گھسٹتا ہوا دوزخ سے نکلیگا پس اللہ تعالیٰ فرمائیگا۔ جا بہشت میں داخل ہو جا پس وہ جنت کے پاس آئیگا۔ اور یہ خیال کرے گا کہ جنت تو پُر ہو چکی ہو گی پس کہے گا اے پروردگار میں نے تو اس کو بھرا ہوا پایا (یعنی کہاں جاؤں اس میں جگہ تو ہے ہی نہیں) ارشاد ہو گا، جا جنت میں داخل ہو جا، تجھ کو دنیا اور دُنیا سے دس گُنا زیادہ دیا جائیگا، بندہ کہے گا کیا آپ مجھ سے ٹھٹا کرتے ہیں، یا یوں کہیگا کیا آپ مجھ سے ہنسی کرتے ہیں، حالانکہ

آپ شہنشاہ ہیں، عبداللہ بن مسعود رضؓ فرماتے ہیں میں نے دیکھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس واقعہ کو بیان کرتے ہوئے ہنسے یہاں تک کہ آپ کی کچلیاں ظاہر ہوگئیں اور کہا جاتا تھا کہ یہ شخص اہل جنت میں سب سے کم درجہ کا ہوگا۔ (بخاری ومسلم)

یعنی جب کم درجہ والے کو دنیا کی بادشاہت سے دس گنی سلطنت ملے گی، تو اعلیٰ مرتبہ والوں کا کیا کہنا ہے۔

۱۰۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ میری اُمت میں سے چار لاکھ آدمیوں کو بغیر حساب کے جنت میں داخل کریگا یعنی اُن سے کوئی حساب نہیں لیا جائیگا، حضرت ابوبکر رضؓ نے عرض کیا یارسول اللہ زیادہ کیجئے آپ نے اپنی دونوں ہتھیلیوں کو ملاکر لپ بنائی اور فرمایا اچھا اتنی اور زیادہ ابوبکر رضؓ نے پھر عرض کیا یارسول اللہ زیادہ کیجئے آپ نے پھر لپ بناکر فرمایا اچھا اتنی اور پھر حضرت عمر رضؓ نے کہا اے ابوبکر رضؓ رہنے دو، حضرت ابوبکر رضؓ نے فرمایا عمر رضؓ تمہارا کیا حرج ہے اگر اللہ تعالیٰ ہم سب ہی کو بہشت میں داخل کردے۔ حضرت عمر رضؓ نے کہا بلاشک اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو ایک ہی لپ میں تمام مخلوق کو جنت میں داخل کرسکتا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمر رضؓ نے سچ کہا۔ (شرح السنۃ)

حضرت ابوبکر رضؓ کی درخواست پہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو دفعہ لپیں بناکر دکھلائیں۔ مطلب یہ تھا کہ چار لاکھ پر دو لپیں اور بڑھادی جائیں، حضرت عمر رضؓ نے ابوبکر رضؓ کو یہ کہہ کر روک دیا کہ جب اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق کو بخشنے کے لئے ایک ہی لپ کافی ہے تو پھر زیادہ پر اصرار کرنے کی کیا ضرورت ہے۔

۱۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں چلے جائیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائیگا جس کے قلب میں رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہو اُس کو دوزخ سے نکال لو، پس اہل ایمان نکالے جائیں گے اور اُن کی حالت یہ ہو گی کہ تمام جسم جھلسا ہوا ہوگا اور کوئلے کی مانند ہو چکے ہوں گے، پھر ان سب کو نہر حیات میں ڈال دیا جائیگا، نہر حیات میں ان کا گوشت دوبارہ اُگ آئے گا، کیا تم نے دیکھا نہیں سیلاب کی رو میں جو کوڑا پانی پر یا نالے کے کناروں پر جمع ہو جاتا ہے اُس میں کوئی دانہ اُگ آتا ہے وہ زرد رنگ کا لپٹا ہوا ہوتا ہے۔ (بخاری مسلم)

یعنی جس طرح وہ نرم اور نازک ہوتا ہے اسی طرح اُن کے جسم پر بھی آہستہ آہستہ نرم اور نازک کھال نکل آئے گی۔

۱۲۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مجھ سے حضرت جبرئیل ؑ نے کہا ہے قیامت میں اللہ تعالیٰ مجھ سے فرمائیگا اے جبرئیل ؑ یہ کیا بات ہے میں فلاں بن فلاں کو آگ والوں کی صف میں دیکھ رہا ہوں میں کہوں گا اے رب ہم نے اُس کی کوئی نیکی نہیں پائی جس کی وجہ سے آج اُس کو کوئی بھلائی پہنچتی، اللہ تعالیٰ فرمائیگا میں دنیا میں سنتا تھا یا حنّان یا منّان کہا کرتا تھا تو تم اُس کے پاس جاؤ اور اُس سے دریافت کرو، حضرت جبرئیل ؑ کہتے ہیں، جب اُس سے پوچھا جائیگا تو وہ کہیگا، کیا حنّان منّان سوائے خدا کے کوئی اور بھی ہے، میں اس کا ہاتھ پکڑ کر اہل جہنم کی صفوں سے نکال کر اہل جنت کی صفوں میں داخل کردوں گا۔ (حکیم ترمذی)

۱۳۔ صحابہؓ میں سے ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قیامت میں چھوٹے بچوں سے فرمائیگا، جنت میں داخل ہو جاؤ وہ عرض کریں گے اے رب ہمارے باپ اور ہماری مائیں بھی داخل ہوں، اللہ تعالیٰ فرمائیگا یہ کیا بات ہے میں تم کو دیکھتا ہوں تم تاخیر کر رہے ہو یا تم اس طرح انکار کر رہے ہو، جس طرح کچھ طلب کرنے والا انکار کرتا ہے پھر یہ عرض کریں گے اے رب ہمارے باپ! اللہ تعالیٰ فرمائیگا تم اور تمہارے باپ بھی جنت میں داخل ہو جائیں۔ (احمد)

حدیث میں محبنطئین کا لفظ ہے اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ انکار اس غرض سے کیا جائے کہ مطالبہ پورا نہیں ہوا بچے حکم کی تعمیل سے انکار نہیں کریں گے بلکہ یہ عرض کریں گے کہ ہمارے ماں باپ کو بھی جانے کی اجازت دیجائے تب جائیں گے، جب یہ بات مان لیجائیگی تب چلے جائیں گے۔

جن بچوں کا ذکر ہے یہ مسلمانوں کے بچے ہوں گے۔

۱۴۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ میرے رب نے میری اُمت کے متعلق مجھ سے دریافت کیا کہ تیری اُمت کے ساتھ کیا معاملہ کروں میں نے عرض کیا اے رب آپ کو اختیار ہے وہ تیری مخلوق ہے اور تیرے بندے ہیں، پھر مجھ سے دوبارہ فرمایا میں نے یہی عرض کیا پھر مجھ سے تیسری مرتبہ دریافت کیا میں نے یہی عرض کیا آپ کی مخلوق ہے اور آپ کے بندے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے احمدؐ میں تیری اُمت کے متعلق تجھ کو رسوا نہیں کروں گا، اور اللہ تعالیٰ نے مجھ کو یہ بھی بشارت دی کہ میری اُمت میں سے سب سے اول میرے ساتھ ستر ہزار آدمی جائیں گے ہر ایک کے ساتھ

ستر ستر ہزار ہوں گے، ان لوگوں پر کوئی حساب نہ ہوگا اس کے بعد میرے پاس پیام بھیجا جائیگا اور مجھ سے کہا جائیگا مانگو تم کو دیا جائیگا دعا کرو تمہاری دعا قبول کی جائیگی، میں پیامبر سے کہونگا کیا میرا رب میرا سوال پورا کرے گا، پیامبر کہیگا مجھ کو خدا نے آپ کے پاس اسی لئے بھیجا ہے تاکہ آپ کی خواہش پوری کیجائے[1] (احمد ابن عساکر)

۱۵۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت میں ہے، کہ جب اللہ تعالیٰ موحدین کو جہنم سے نکالنے کا ارادہ کریگا تو کفار جہنم میں اُن مسلمانوں کو جو اپنے گناہوں کی وجہ سے جہنم میں ہوں گے، یہ طعنہ دیں گے کہ دنیا میں ہم تم سب مل کر رہتے تھے، پس تم ایمان لے آئے اور ہم نے کفر کیا، تم نے نبیوں کی تصدیق کی اور ہم نے تکذیب کی، تم نے اقرار کیا اور ہم نے انکار کیا لیکن آج تم کو ان باتوں نے کوئی نفع نہیں دیا تم اور ہم سب آج برابر ہیں تم کو بھی عذاب ہو رہا ہے اور ہم کو بھی، ہم بھی دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے اور تم بھی ہمیشہ رہو گے، کفار کے اس طعنہ پر حضرت حق جل مجدہ، سخت غضبناک ہوں گے اور اُس وقت شفاعت کا سلسلہ جاری ہوگا[2] (حکیم ترمذی)

۱۶۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک طویل روایت میں ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ کیا موحدین اور توحید کے قائلوں میں سے بھی کوئی شخص دوزخ میں پڑا رہیگا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں! ایک شخص جہنم کی گہرائیوں میں پڑا ہوا حنّان منّان کی صدائیں لگا رہا ہوگا، یہاں تک کہ اُس کی آواز حضرت جبرئیل ؑ

[1] روایت کو ہم نے مختصر کر دیا ہے۔ [2] ہم نے روایت کو مختصر کر دیا ہے۔

سُنکر تعجب کریں گے اور حضرت حق سے عرض کریں گے الٰہی میں جہنم کی گہرائیوں میں ایک شخص کی آواز سنتا ہوں جو یا حنّان یا منّان کہہ کر آپ کو پکار رہا ہے اللہ تعالیٰ اُس بندے کو حاضر کرنیکا حکم دیگا، حضرت جبرئیلؑ بڑی تلاش کے بعد مالک کی وساطت سے اُس تک پہنچیں گے اور اُس کو اس حال میں پائیں گے کہ پیشانی کے بل اوندھا پڑا ہوگا، ہاتھ اور پاؤں بندھے ہوئے ہوں گے، تمام جسم پر سانپ اور بچھو لپٹے ہوئے ہوں گے مالک داروغہ دوزخ اُس کو نکال کر لائے گا، سانپ بچھو ہٹا کر زنجیریں علیحدہ کریگا، حضرت جبرئیلؑ اُس کو عرش الٰہی کے سامنے لیجائینگے اور سجدہ کریں گے حضرت حق ارشاد فرمائیگا اے جبرئیلؑ سر اٹھاؤ پھر اُس شخص کی جانب متوجہ ہو کر فرمائیگا اے بندے کیا میں نے تجھ کو اچھی شکل وصورت کے ساتھ پیدا نہیں کیا تھا کیا میں نے تیری طرف رسول نہیں بھیجا کیا تجھ پر میرے رسول نے میری کتاب نہیں پڑھی کیا تجھ کو اُس نے اچھی باتوں کا حکم نہیں دیا اور کیا تجھ کو بُری باتوں سے منع نہیں کیا، بندہ ان تمام باتوں کا اقرار کریگا، پھر اللہ تعالیٰ فرمائیگا تو نے کیوں ایسا ایسا کیا بندہ عرض کریگا اے رب میں نے اپنی جان پر ظلم کیا، میں اگرچہ اتنے عرصے جہنم میں پڑا ہوا ہوں مگر میں نے تجھ سے اپنی اُمید منقطع نہیں کی، اے رب میں تجھ کو حنّان اور منّان کہہ کر پکار رہا ہوں تو نے اپنے فضل سے مجھ کو نکالا تو مجھ پر اپنی رحمت کے صدقہ میں رحم فرما، اللہ تعالےٰ فرمائیگا اے میرے ملائکہ تم گواہ رہو بیشک میں نے اُس پر رحم کر دیا۔[1] (مسند امام اعظم)

۷۱- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے اپنے رب سے اپنی اُمت کے متعلق سوال کیا تو اُس نے

---

[1] ہم نے روایت کو مختصر کر دیا ہے۔

مجھ سے وعدہ فرمایا کہ میں آپ کی اُمت کے ستر ہزار آدمیوں کو جنت میں اس طرح بھیجوں گا کہ اُن کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے میں نے عرض کیا اور زیادہ ارشاد ہوا ہر ایک کے ساتھ ستر ستر ہزار، میں نے عرض کیا اگر میری اُمت کے مہاجرین کی تعداد اس قدر نہ ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا گاؤں کے رہنے ... والوں سے تعداد کو پورا کر دوں گا۔ (احمد)

۱۸۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا میری اُمت کا حساب میرے سپرد کر دیجئے تاکہ دوسری اُمتوں کے سامنے میری اُمت کی رسوائی نہ ہو، اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم بھیجا کہ اے محمدؐ! میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ کی اُمت کا حساب میں خود ہی کروں اور اگر کوئی لغزش ہو تو اس کو آپ سے بھی پوشیدہ رکھوں تاکہ آپ کی اُمت کی آپ کے سامنے بھی رسوائی نہ ہو۔ (دیلمی)

۱۹۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنے رب سے عرض کیا اے رب جو لوگ لا الٰہ الا اللّٰہ کے قائل ہیں اُن کے حق میں شفاعت کی اجازت دی جائے اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ بات منظور کر لی جاتی ہے۔ (دیلمی)

۲۰۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ تم سے پہلے لوگوں میں ایک شخص گناہگار تھا جب وہ کھانا کھانے سے فارغ ہوتا تو اپنا دستر خوان ایک کوڑی پہ جھاڑ دیا کرتا تھا؟ اس کوڑی پہ ایک عابد پڑا رہتا تھا وہ اگر کوئی ٹکڑا یا دانہ دیکھتا تو کھالیا کرتا تھا یا

دسترخوان میں سے کوئی ہڈی پھینکی جاتی تو اس کو چوس لیا کرتا کچھ عرصہ کے بعد اس گناہگار کی وفات ہوگئی، اور یہ عابد جنگل میں چلا گیا، اور وہیں گھاس پات سے اپنا گذر کرتا رہا کچھ دنوں بعد اس کا بھی انتقال ہوگیا اللہ تعالیٰ نے اس عابد سے دریافت کیا تیرے ساتھ کسی نے کچھ بھلائی کی تھی اُس نے کہا یا رب نہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا تیری معاش کہاں سے تھی حالانکہ خدا کو سب معلوم تھا، اُس عابد نے کہا میں اُس کوڑی پر جاتا تھا اور کوئی روٹی کا ٹکڑا یا دانہ یا کوئی ہڈی مل جاتی تھی تو اُس کو کھا لیا کرتا تھا جب آپ نے اُس بستی کے رئیس کو موت دیدی تو میں جنگل میں نکل گیا اور جنگل کے پتے اور پانی سے اپنا گذر کرنے لگا، اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ اُس گناہگار رئیس کو آگ سے نکال کر لاؤ، اس عابد نے اُس کو دیکھ کر کہا الٰہی یہی وہ شخص ہے جس کے دسترخوان کی ہڈیاں اور ٹکڑے میں کھایا کرتا تھا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس کا ہاتھ پکڑ اور اس کو جنت میں داخل کردے یہ اُس بھلائی کی وجہ سے جو یہ تیرے ساتھ کرتا تھا، اگر یہ جانتے ہوئے تیرے ساتھ یہ سلوک کرتا تو میں آگ میں داخل ہی نہ کرتا۔ (ابن النجار)

مطلب یہ ہے کہ اس کی لاعلمی میں تجھ کو اس سے فائدہ پہنچتا تھا اگر جان بوجھ کر تجھ کو بھلائی پہنچاتا تو عذاب ہی نہ کیا جاتا۔

۲۱۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا، اے معاذ! کاش تم اس واقعہ کو جانتے کہ میں نے نماز جو میرے لئے میرے رب نے مقدر کی تھی، پڑھی، پھر میرے پاس میرا رب آیا اور اُس نے فرمایا اے محمدؐ! میں تیری اُمت کے ساتھ کیا کرونگا؟ میں نے عرض کیا آپ ہی کو معلوم

ہے کہ آپ کیا کریں گے تین چار مرتبہ یہ سوال کیا، جب آخری مرتبہ بھی میں نے یہی جواب دیا کہ آپ ہی کو علم ہے تو فرمایا میں تیری اُمت کے معاملے میں تجھ کو رسوا نہیں کرونگا، میں نے یہ سُن کر اپنے رب کو سجدہ کیا، اور تیرا رب قدر دان ہے، شکر کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ (طبرانی)

۳۰

جنّت اور دوزخ کا بیان

۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ دوزخ اور جنت نے آپس میں جھگڑا کیا جہنم نے کہا میں متکبرین اور سرکش لوگوں کے لئے مقرر کی گئی ہوں اور جنت نے کہا مجھ کو کیا ہوا ..... کہ مجھ میں سوائے ضعیف لوگوں اور نظروں سے گرے ہوئے اشخاص اور بھولے بھالے لوگوں کے اور کوئی داخل نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے جنت سے فرمایا تو میری رحمت کی جگہ ہے تیرے ذریعہ سے اپنے بندوں میں سے جس کو چاہوں گا اس پر رحم کروں گا اور جہنم سے فرمایا تو میرے عذاب کی جگہ ہے، تیرے واسطے سے جس پر چاہوں گا عذاب کروں گا اور تم دونوں کے لئے بھرنا اور پُر ہونا ہے، پس دوزخ پُر نہیں ہوگی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس میں اپنا پاؤں رکھدیگا، اسوقت دوزخ کہے گی بس، بس، بس، اسوقت دوزخ بھر جائے گی اور اس کے بعض اجزا اپنے اجزا کی طرف سمٹ جائیں گے اور اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے

کسی پر ظلم نہیں کریگا، اور بہرحال جنت تو وہ بھی خالی رہے گی، لیکن اللہ تعالیٰ اس کے لئے نئی مخلوق پیدا کریگا اور نئی مخلوق سے اس کو بھر دے گا۔ (بخاری، مسلم)

پاؤں رکھنے سے مطلب ہے اس کو دبا دیا جائیگا تاکہ سکڑ جائے اور سمٹ کر چھوٹی ہو جائے، لیکن جنت کو سمیٹا نہیں جائیگا بلکہ نئی مخلوق سے اُس کو بھرا جائے گا۔

۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے جنت کو پیدا کیا تو جبرئیلؑ کو حکم دیا گیا کہ تم جاکر جنت کو دیکھو پس حضرت جبرئیلؑ گئے اور جنت کو دیکھا اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اہل جنت کے لئے تیار کیا ہے اُس سب کو دیکھا پھر آئے اور عرض کیا اے رب تیری عزت کی قسم جو شخص جنت کا ذکر سُنے گا اور اُس کی خوبیوں کو معلوم کریگا وہ اس میں ضرور داخل ہو گا، یعنی داخل ہوئے بغیر نہیں رہے گا، پھر اللہ تعالےٰ نے جنت کو تکلیفات اور مصائب و مکارہ سے ڈھانک دیا، اور جبرئیلؑ کو حکم دیا جاؤ اب جاکر اُس کو دیکھو، حضرت جبرئیل گئے اور اُس کو دیکھا اور پھر حاضر ہو کر عرض کیا، اے رب تیری عزت کی قسم البتہ اب مجھے خوف ہے کہ جنت میں کوئی داخل نہ ہو سکے گا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور جب اللہ تعالیٰ نے دوزخ کو پیدا کیا تو جبرئیلؑ کو حکم دیا کہ جاؤ اور جاکر اس کو دیکھو حضرت جبرئیلؑ گئے اور دوزخ کو دیکھا پھر آئے اور عرض کیا اے رب تیری عزت کی قسم کوئی شخص ایسا نہیں جو دوزخ کا حال سُنے اور پھر اُس میں داخل ہونے کی کوشش کرے پھر اللہ تعالیٰ نے اُس کو خواہشات اور شہوات سے ڈھانک دیا، پھر جبرئیلؑ کو حکم دیا، اب جاکر

اُس کو دیکھو حضرت جبرئیل گئے اور اُس کو دیکھا پھر واپس آکر عرض کیا، اے رب تیری عزت کی قسم اب مجھے البتہ اس بات کا خوف ہے کہ شاید ہی کوئی باقی بچے جو دوزخ میں داخل نہ ہو۔ (ترمذی، نسائی)

یعنی جنت بہترین چیز ہے لیکن اس کو حاصل کرنا نیک اعمال پر موقوف ہے اور دوزخ اگرچہ بہت خوفناک ہے لیکن گناہ کرنے اور نفسانی خواہشات کو پورا کرنے کی سزا ہے۔

نیک اعمال میں چونکہ تکلیف ہے اس لئے جنت میں بہت کم لوگ جائینگے اور گناہ کرنے سے نفس خوش ہوتا ہے اس لئے لوگ گناہ زیادہ کریں گے اور دوزخ میں بھی زیادہ جائیں گے۔

۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے جو چیز تیار کی ہے وہ ایسی چیز ہے جو آجتک نہ کسی آنکھ نے دیکھی اور نہ کسی کان نے سُنی اور نہ کسی بشر کے قلب میں اُن نعمتوں کا تصور گذرا اور اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھ لو فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ [1] (یعنی کوئی متنفس) جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ [2] اور جنت میں ایک ایک درخت ایسا ہے کہ کوئی گھوڑے سوار اگر سَو سال تک چلتا رہے تو اس کے سایہ کو طے نہیں کر سکتا اور اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھ لو ظِلٍّ مَّمْدُودٍ [3] اور جنت کی ایک کوڑے برابر جگہ دُنیا اور دُنیا کی

---

[1] نہیں جانتا جو ان کے لئے آنکھوں کو ٹھنڈک دینے والی چیزیں پوشیدہ ہیں۔ [2] یہ ان لوگوں کے اعمال کا بدلہ ہے [3] اور جنت میں دراز سایہ ہوگا۔

تمام چیزوں سے بہتر ہے تم اگر چاہو تو پڑھو فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ (ترمذی، نسائی ابن ماجہ)

اس روایت کا بعض حصہ بخاری مسلم نے بھی نقل کیا ہے کوڑے کی مقدار کا ذکر کیا ہے جیسے کوئی کہے جنت کی گز بھر زمین بھی دنیا اور مافیہا سے بہتر ہے۔

۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کم سے کم درجہ کے آدمی کو بھی جنت میں ایسا مرتبہ ملے گا کہ اُس سے کہا جائیگا کہ مانگ اور اپنی آرزو ظاہر کر وہ مانگے گا، پھر مانگے گا، پھر اُس سے دریافت کیا جائیگا مانگ چکا اپنی آرزو ظاہر کر چکا وہ عرض کریگا ہاں! مانگ چکا ارشاد ہو گا جو کچھ تو نے مانگا وہ سب اور اُس کے ساتھ اتنا ہی اور۔ (مسلم)

کم سے کم درجہ باعتبار اعمال کے یعنی کم مرتبہ شخص کو بھی جب اتنا دیا جائیگا تو بڑے مرتبہ والوں کا کیا کہنا ہے۔

۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حدیث بیان فرما رہے تھے اور آپ کے پاس گاؤں کا ایک آدمی بیٹھا ہوا تھا آپ بیان فرما رہے تھے کہ ایک شخص اہل جنت میں سے اپنے رب سے کھیتی کرنے کی اجازت طلب کریگا تو اللہ تعالیٰ فرمائیگا کیا جو کچھ تو چاہتا تھا وہ یہاں موجود نہیں ہے یہ عرض کریگا سب کچھ ہے لیکن میں چاہتا ہوں کہ کھیتی کروں، پس وہ بیج ڈالے گا اور ایک پلک جھپکنے میں بیج اُگ آئیگا کھیتی سرسبز ہو جائیگی اور کھڑی ہو جائے گی اور کٹ کٹا کر پہاڑوں کی مانند اس کے ڈھیر بھی لگ جائیں گے۔

لہ جو شخص دوزخ سے بچا لیا گیا اور جنت میں داخل کر دیا گیا اس کا کام بنا۔

اللہ تعالیٰ فرمائیگا، اے ابن آدم کھیتی تیار ہے بیشک تجھ کو کوئی چیز سیر نہیں کرسکتی، یہ حدیث سنکر وہ گنوار بولا خدا کی قسم تم اس قسم کا کوئی آدمی یعنی جو کھیتی کی جنت میں تمنا کرے سوائے قریشی اور انصاریوں کے نہیں پاؤ گے، کیونکہ وہی لوگ کھیتی والے ہیں اور ہم لوگ تو کھیتی والے نہیں ہیں، پس گنوار کی اس بات پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہنس دئے۔ (بخاری)

یعنی جنت میں ہر قسم کی خواہش پوری کی جائیگی۔ اللہ تعالیٰ فرمائیگا کیا تیری ضروریات کا سب سامان یہاں موجود نہیں ہے مگر جب زراعت پر اصرار کرے گا تو اجازت دیجائیگی، گاؤں کے آدمی نے چونکہ بے تکلفی اور سادگی سے یہ جملہ کہا کہ جناب اس قسم کی تمنا کرنے والا تو کوئی قریشی یا انصاری ہی ہوگا، ہم لوگ تو زراعت پیشہ نہیں ہیں اس کی بے تکلفی پر سرکارؐ کو ہنسی آگئی۔

۶۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل جہنم میں سے قیامت کے دن ایک ایسے شخص کو لایا جائیگا جو دنیا میں بہت زیادہ آسودہ اور مرفہ الحال تھا اُس کو دوزخ میں ایک غوطہ دیا جائیگا، پھر اُس سے دریافت کیا جائیگا اے ابن آدم تو نے کوئی آسودگی دیکھی کیا تجھ پر عیش و آرام کی کوئی گھڑی گذری تھی، وہ عرض کریگا۔ اے رب خدا کی قسم میں نے کبھی کوئی عیش نہیں دیکھا اور اہل جنت میں سے ایک ایسے شخص کو لایا جائے گا جو دنیا میں سخت ترین مصائب و آلام میں مبتلا رہ چکا ہوگا اُس کو جنت میں ایک غوطہ دیکر اُس سے کہا جائیگا، کیا تو نے کبھی کوئی تکلیف دیکھی تھی اور تجھ پر کبھی سختی گذری وہ عرض کریگا اے رب نہیں نہ تو مجھ پر کبھی کوئی تکلیف گذری اور نہ میں نے کبھی کوئی سختی دیکھی۔ (مسلم)

یعنی ہمیشہ کا مصیبت زدہ جنت کی ایک لمحہ ہوا کھانے کے بعد دنیا کی مصیبتیں بھول جائیگا اور ہمیشہ کا آرام پسند دوزخ میں ایک لمحہ کے لئے جانے کے بعد دنیا کا سب عیش بھول جائیگا۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ الْجَنَّۃَ وَنَعُوْذُ بِکَ مِنَ النَّارِ۔

۷۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر روز جنت کو حکم دیتا ہے کہ اپنے آنیوالوں کے لئے اچھی بن، تو وہ ہر روز اپنی خوبی اور خوشگواری کو زیادہ کرتی رہتی ہے صبح کے وقت جو لوگ ٹھنڈک محسوس کرتے ہیں یہ جنت ہی کا اثر ہے۔ (طبرانی)

سحر کے وقت عام طور سے خنکی ہو جاتی ہے اُس کو جنت کا اثر فرمایا۔

۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک ضعیف روایت منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جنت عدن کو اپنی قدرت کے ہاتھوں سے بنایا پھر ملائکہ کو حکم دیا اُس میں انہوں نے نہریں بنائیں پھل لگائے، جب اللہ تعالیٰ نے جنت عدن کی رونق اور اُس کی تر و تازگی کو ملاحظہ فرمایا تو کہا مجھ کو اپنی عزت و جلال کی قسم اور مجھے اپنے عرش کی بلندی کی قسم بخیل تجھ میں داخل نہیں ہوگا۔ (ابن النجار خطیب)

۹۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تین چیزوں کو تو اپنے ہاتھ سے بنایا ہے، باقی تمام اشیاء کو لفظ "کن" سے پیدا کیا ہے، یعنی "کن" کہا اور وہ چیزیں ہو گئیں، ایک حضرت آدمؑ کو، دوسرے قلم کو، تیسرے جنت فردوس کو، جنت فردوس کو بنانے کے بعد کہا مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم بخیل تجھ میں داخل نہیں ہوگا اور دیّوث تیری خوشبو بھی نہیں سونگھے گا۔ (دیلمی)

۱۰۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے جنت کو پیدا کیا تو اُس میں درخت لگائے اور اُس کے درخت یہی تھے سبحان اللّٰہ والحمد للّٰہ ولا الٰہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ پھر فرمایا ایمان والے کامیاب ہوئے۔ اے جنت کلام کر جنت نے عرض کیا سوائے تیرے کوئی معبود نہیں تو ہی زندہ اور قائم رہنے والا ہے، جو مجھ میں داخل ہوا وہ خوش نصیب ہوا اللہ تعالیٰ نے فرمایا مجھ کو اپنی عزت اور مخلوق پر برتری اور بلندی کی قسم تجھ میں زنا پر اصرار کرنے والا اور ہمیشہ شراب پینے والا اور چغلخور نہیں داخل ہوگا۔ (شیرازی)

۱۱۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جنت کے گھوڑے پیشاب اور لید وغیرہ سے پاک ہوں گے، ان گھوڑوں کے پر ہوں گے اللہ کے دوست اُن گھوڑوں پر سوار ہو کر جہاں چاہیں گے یہ گھوڑے اُن کو لیجائیں گے، جب اولیاء اللہ ان گھوڑوں پہ اُڑ رہے ہوں گے تو بعض اہل جنت جو مرتبہ میں کم ہوں گے اُن کو دیکھ کر کہیں گے اے اہل جنت ہمارے ساتھ انصاف کرو، اور اللہ تعالیٰ سے عرض کریں گے الٰہی یہ لوگ اس مرتبہ پر کس طرح پہنچے، اللہ تعالیٰ فرمائیگا یہ لوگ روزے رکھا کرتے تھے اور تم افطار کرتے تھے، یہ راتوں کو عبادت کیا کرتے تھے تم سویا کرتے تھے، یہ اللہ کی راہ میں خرچ کرتے تھے اور تم بخل کرتے تھے، یہ دشمن سے جہاد کرتے تھے اور تم بزدلی دکھایا کرتے تھے، (ابو الشیخ۔ خطیب)

مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ فرائض کے علاوہ نفلی عبادت بہت کیا کرتے

سکتے اور تم نہیں کرتے تھے، روایت طویل تھی اس کو ہم نے مختصر کر دیا ہے!

۱۳۱ —

خدا کا دیدار

۱۔ حضرت جابر رضؓ بن عبداللہؓ سے روایت ہے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی حالت میں جبکہ اہل جنت جنت کی نعمتوں میں ہوں گے کہ یکایک ان کے لئے ایک نور روشن ہوگا، پس اہل جنت اپنا سر اٹھائیں گے اور وہ اس بات کو محسوس کریں گے کہ ان کا رب اوپر کی جانب سے اپنی تجلی کی ضیاپاشیاں فرما رہا ہے پھر فرمائیگا، اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْجَنَّۃِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اسی سلام کی طرف قرآن میں اشارہ ہے سَلَامٌ قَوْلاً مِّنْ رَّبٍّ الرَّحِیْمِ پھر حضرتؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اہل جنت کو دیکھے گا اور اہل جنت اللہ تعالیٰ کو دیکھیں گے اور جب تک خدا کی طرف دیکھتے رہینگے، جنت کی نعمتوں میں سے کسی نعمت پر توجہ نہیں کریں گے یہاں تک کہ وہ اُن سے حجاب میں ہوجائیگا اور صرف اس کے نور کی برکت اور اس کا اثر باقی رہجائیگا۔ (ابن ماجہ)

یعنی محویت کا یہ عالم ہوگا کہ دیدار کے وقت جنت کی کسی نعمت کا خیال ہی نہیں آئے گا۔

۲۔ حضرت جابر رضؓ بن عبداللہؓ سے ایک اور طویل روایت منقول ہے اس میں یوں ہے کہ جب اہل جنت اپنا سر اٹھائیں گے تو ناگاہ وہ محسوس کریں گے

۱؎ اے اہل بہشت تم پر سلامتی ہو۔

کہ حضرت حق تعالیٰ ان پر جلوہ فگن ہے اور فرماتا ہے اے اہل جنت مجھ سے مانگو، اہل جنت عرض کریں گے، ہم تجھ سے تیری رضامندی طلب کرتے ہیں، ارشاد ہوگا یہ میری رضامندی ہی تو ہے کہ میں نے تم کو اپنے گھر یعنی جنت میں داخل کیا ہے۔ اور اپنی بزرگی اور کرامت سے تم کو نوازا ہے اور ان باتوں کا یہی وقت ہے پس مجھ سے مانگو یہ عرض کریں گے ہم آپ سے زیادہ مانگتے ہیں، پھر اہل جنت کے لئے سرخ یاقوت کے تیز رفتار گھوڑے لائے جائیں گے جن کی لگامیں سبز زمرد اور سُرخ یاقوت کی ہونگی، ان کی برق رفتاری کا یہ حال ہوگا کہ نظر کے ساتھ ساتھ ان کا قدم بڑھتا ہوگا۔

اسی روایت میں ہے کہ یہ سب لوگ جنت عدن میں پہنچائے جائیں گے پس فرشتے عرض کریں گے اے رب ہمارے، قوم حاضر ہے صادقین کو مبارک ہو تابعداروں اور فرمانبرداروں کو جنت عدن میں آنا مبارک ہو، فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے یعنی اہل جنت کے سامنے سے حجاب اور پردہ ہٹا دیا جائیگا، پس یہ اللہ تعالیٰ کی طرف دیکھیں گے اور رحمٰن کے نور سے لطف اندوز ہوں گے، یہاں تک کہ اس وقت یہ آپس میں ایک دوسرے کو نہیں دیکھتے ہوں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائیگا ان کو انکے محلوں میں واپس پہنچا دو اور ہدایا اور تحائف ان کے ہمراہ کردو پس سب لوگ واپس لوٹ آئیں گے اور اس وقت ایک دوسرے کو دیکھے گا، فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا تعالیٰ کے قول نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِیْمٍ[1] کا یہی مطلب ہے (ابو نعیم۔ بیہقی)

ہم نے روایت کو مختصر کر دیا ہے اس روایت کا مطلب یہ ہے کہ دیدار الٰہی کیلئے سب کو جنت عدن میں جمع کیا جائیگا۔ محویت کا یہ عالم ہوگا۔ کہ دیدار الٰہی کے وقت ایک کو

[1] یعنی اس خدا کی طرف سے مہماں نوازی ہے جو غفور رحیم ہے۔

دوسرے کی خبر نہ ہوگی زیادہ سے مراد دیدار الٰہی ہے۔

۳۔حضرت صہیب رضؓ کی روایت میں ہے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب اہل جنت جنت میں داخل ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ اُن سے فرمائیگا تم چاہتے ہو کہ میں تم کو کچھ اور اپنی نعمتوں میں سے عطا کروں؟ یہ عرض کریں گے کیا تو نے ہمارے چہروں کو نورانی نہیں کیا، کیا تو نے ہم کو جنت میں داخل نہیں کیا اور ہم کو دوزخ سے نجات نہیں دی یعنی یہی احسانات کیا کم ہیں جو آپ نے اب تک ہم پر کئے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اُس وقت پردہ اُٹھا دیا جائیگا، پس اہل جنت حضرت حق تعالیٰ کی ذات کو دیکھنے لگیں گے، اور جو نعمتیں اُن کو دی گئیں ہیں اُن میں سے کوئی نعمت اُن کو حضرت حق کے دیکھنے سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ نہ ہوگی، پھر آپ نے یہ آیت پڑھی، لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰی وَزِیَادَۃٌ (مسلم)

یعنی قرآن میں جو لفظ زیادہ ہے اُس سے مراد دیدار الٰہی ہے، روایت کا مطلب یہ ہے کہ دیدار الٰہی ایک ایسی نعمت ہے کہ اُس کے مقابلہ میں باقی نعمتیں ہیچ معلوم ہونگی۔

۴۔حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات کی پس حضرت ابوہریرہ رضؓ نے سعید بن مسیبؒ سے کہا اللہ تعالیٰ مجھ کو اور تم کو جنت کے بازار میں جمع کرے سعید بن مسیبؒ نے کہا کیا جنت میں بازار بھی ہے حضرت ابوہریرہ رضؓ نے فرمایا مجھ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا ہے کہ جب اہل جنت جنت میں داخل ہوں گے تو جنت میں اپنے اپنے اعمال کے مطابق قیام فرمائیں گے پھر ان کو ایام دنیا میں سے جمعہ کے دن کی مقدار میں اللہ تعالیٰ کی زیارت

---

[۱] یعنی جن لوگوں نے بھلائی کی ہے ان کے واسطے نیکی ہے اور زیادہ بھی۔

کے لئے اجازت دی جائیگی یعنی ہفتہ میں ایکدن زیارت کیا کریں گے، اور اللہ تعالیٰ ان پر تجلی فرمایا کریں گے۔ پہلے سب لوگ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ میں جمع ہونگے، پس اُس باغ میں نور کے موتیوں کے، یاقوت کے زبرجد کے اور سونے چاندی کے منبر بچھائے جائیں گے اور اعمال کے اعتبار سے جو کم مرتبہ کے لوگ ہوں گے وہ مشک اور کافور کے ٹیلوں پر فروکش ہوں گے، اور ان کو یہ خیال نہیں ہوگا کہ وہ کرسی نشین حضرات کو اپنے سے بہتر جگہ بیٹھنے والا سمجھیں، یعنی بیٹھنے میں فرق مراتب ہوگا لیکن دل میں اس فرق مراتب کا کوئی اثر نہیں ہوگا،

حضرت ابوہریرہ رضؓ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا یا رسول اللہ کیا ہم اپنے رب کو دیکھیں گے آپ نے فرمایا کیا تمہیں آفتاب کے دیکھنے میں یا چودھویں رات کے چاند کے دیکھنے میں کوئی شک ہوتا ہے، ہم نے عرض کیا نہیں آپ نے فرمایا اسی طرح تم کو اپنے رب کے دیکھنے میں کوئی شک نہیں ہوگا۔ اور اُس مجلس میں کوئی شخص ایسا باقی نہ رہیگا جس سے اللہ تعالیٰ بلا واسطہ کلام نہ کرے یہاں تک کہ اُن حاضرین میں سے ایک شخص سے فرمائیگا اے فلاں ابن فلاں تجھ کو وہ دن یاد ہے جس دن تو نے ایسا ایسا کیا تھا پھر اُس کو اُس کی بعض عہد شکنیاں یاد دلائیگا جو دنیا میں اُس سے واقع ہوئی تھیں یہ عرض کریگا اے میرے رب کیا تو نے میرے وہ گناہ بخش نہیں دئے اللہ تعالیٰ فرمائیگا بیشک بخش دئے اور یہ میری رحمت کی وسعت اور میری مغفرت کی فراخی ہے جس کے باعث تو اس مرتبہ پر پہنچا ہے، پس اہل مجلس اسی حال میں ہوں گے کہ ان کے اوپر ایک ابر آئیگا اور اُن کو ڈھانک لیگا اور یہ بادل بجائے پانی کے اُن پر ایسی خوشبو برسائیگا جو

اُس سے بیشتر سونگھنے میں نہ آئی ہوگی۔

حضرت ابوہریرہ رض کہتے ہیں اور ہمارا رب فرمائیگا، آؤ اُس بزرگی اور کرامت کی طرف جو میں نے تمہارے لئے تیار کی ہے اور جس قدر تم کو خواہش ہو وہ لو۔ یعنی خوب اچھی طرح دل بھر کر اُس خواہش کو حاصل کرو۔ اُس کے بعد ہم ایک بازار میں آئیں گے جس کو ملائکہ نے اپنے پَروں سے ڈھانک رکھا ہوگا اور اس میں وہ سامان ہوگا جس کو آنکھوں نے کبھی نہ دیکھا ہوگا، اور نہ کبھی کانوں نے سنا ہوگا اور نہ کبھی کسی کے دل میں اُسکا تصور گذرا ہوگا جس نعمت کو ہم چاہیں گے وہ اُس بازار میں ہم کو دیجائیگی اُس بازار میں بیع وشرا نہیں ہوگی، اُس بازار میں اہل جنت آپس میں ایک دوسرے سے ملاقات کریں گے اسی روایت میں ہے کہ جب ہم سب لوگ لوٹ کر اپنے اپنے محلوں میں آجائیں گے تو ہم سے ہماری بیویاں ملاقات کریں گی۔ اور کہیں گی مبارک ادشادانی ہوگیا بات ہے تمہارا حسن وجمال اُسوقت سے زیادہ ہوگیا جس وقت تم ہمارے پاس سے گئے تھے، پس ہم لوگ اپنی اپنی بیویوں کے جواب میں کہیں گے، آج ہم نے اپنے رب جبّار کے ساتھ ہم نشینی کا فخر حاصل کیا ہے اور ہم اس تبدیلی کے لائق ہیں جو ہم میں پائی جا رہی ہے۔ (ترمذی)

یعنی ہمارے حسن وجمال میں جو تبدیلی ہوگئی ہے اس کے ہم مستحق ہیں کیونکہ حضرت حق تعالیٰ کے صحبت یافتہ ہیں، روایت بہت طویل ہے، ہم نے مختصر ذکر کیا ہے نور کے منبروں کا مطلب یہ ہے کہ اس قدر چمکدار ہوں گے گویا نور ہی کے بنے ہوئے ہیں۔

۵ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ میرے پاس جبرئیل ؑ آئے اُن کے ہاتھ میں ایک آئینہ تھا جس میں چھوٹا سا

سیاہ نقطہ تھا، میں نے دریافت کیا جبرئیلؑ یہ کیا ہے؟ اُنہوں نے کہا یہ جمعہ کا دن ہے، میں نے کہا اس میں ہمارے لئے کیا ہے؟ انہوں نے کہا اس میں آپ کی اور آپ کی قوم کی عید ہے، اسی روایت میں ہے کہ میں نے دریافت کیا اس میں ہمارے لئے اور کیا ہے جبرئیلؑ نے کہا اس میں ایک گھڑی ایسی ہے کہ جب کوئی بندہ اس میں سوال کرتا ہے خواہ وہ دنیا کا ہو یا آخرت کا تو اگر اُس کی قسمت میں ہے تو اُس کو دیدیا جاتا ہے اور اگر مقدر میں نہیں ہے تو اُس کے لئے وہ دعا، ذخیرہ کردی جاتی ہے، میں نے دریافت کیا یہ سیاہ نقطہ کیا ہے؟ اُنہوں نے کہا یہ قیامت ہے قیامت اس دن قائم ہوگی، یہ دن ہمارے نزدیک سید الایام ہے۔ قیامت میں اس دن کو یوم المزید کہا جائے گا، میں نے کہا آخرت میں اس کا نام یوم المزید کیوں ہو گا؟ انہوں نے کہا اللہ تبارک و تعالیٰ نے جنت میں ایک ایسا میدان رکھا ہے جو سفید مُشک کا ہے جمعہ کے دن اللہ تعالیٰ کرسی پر جلوہ فگن ہو گا، اور تمام میدان میں سونے کے منبر بچھائے جائیں گے ان منبروں میں جواہرات جڑے ہوئے ہوں گے، پھر انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام ان منبروں پر بیٹھیں گے پھر بالاخانہ والے آئیں گے اور مشک کے میدان میں بیٹھیں گے پھر اللہ تعالیٰ ان پر تجلی فرمائیگا اور کہے گا مجھ سے مانگو تم کو دیا جائیگا وہ کہیں گے تیری رضامندی مطلوب ہے، پس اللہ تعالیٰ فرمائیگا میری رضا نے تم کو میرے گھر میں اُتارا ہے اور میری عزت سے تم کو نوازا ہے تم مانگو تو میں تم کو عطا کروں گا بندے عرض کریں گے تیری رضامندی ہی چاہتے ہیں، پس اللہ تعالیٰ فرمائیگا تم گواہ رہو میں تم سے راضی ہو گیا، پھر اللہ تعالیٰ ان کے سامنے وہ چیز ظاہر کریگا جس کو نہ کسی کان نے سُنا نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی انسان کے قلب نے اُس کا تصور کیا یہ مجلس جمعہ کے دن کی مقدار

قائم رہیگی پھر وہ چیز ہٹائی جائیگی اور اسی کے ساتھ تمام اہل مجالس اپنے اپنے مقامات پر لوٹ جائیں گے۔ (ابن ابی شیبہ)

روایت طویل ہے ہم نے اس کو مختصر کر دیا ہے۔

۶۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اُمت محمدیہ کے لڑکوں کو عرش کے نیچے حوضوں پہ جمع کر کے اُن پر نظر ڈالیگا اور فرمائیگا مجھے کیا ہے کہ میں تم کو سر اٹھائے ہوئے دیکھ رہا ہوں یہ عرض کریں گے اے ہمارے پروردگار ہمارے ماں باپ تو پیاس میں مبتلا ہیں اور ہم ان حوضوں پر ہیں اللہ تعالیٰ اُن سے فرمائیگا ان برتنوں میں پانی بھر لو اور صفوں میں سے نکلتے ہوئے جاؤ اور اپنے ماں باپ کو پانی پلاآؤ۔ (دیلمی)

لڑکوں سے مراد وہ نابالغ بچے ہیں جو قبل از بلوغ مر چکے ہوں گے سر اٹھائے ہوئے یعنی جیسے کوئی کسی کا انتظار کرتا ہے برتنوں سے مراد آبخورے ہیں۔

۲۲—

موت قبر اور اُس کے متعلقات

۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مومن کی روح نکلتی ہے تو دو فرشتے اُس کو لیکر چڑھتے ہیں، راوی نے اس موقعہ پر اُس روح کی خوشبو اور مشک کا ذکر کیا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمان والے کہتے ہیں زمین کی طرف سے ایک پاکیزہ روح آئی ہے تجھ پر اور تیرے

جسم پر اللہ کی رحمت ہو، جس جسم کو تو نے عبادت کے لئے آباد کیا تھا، پھر اُس روح کو اُس کے رب کی طرف لیجاتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لیجاؤ اس کو آخر مدت تک یعنی قیامت تک، پھر فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اور بے شک کافر جب اُس کی روح نکلتی ہے، پھر راوی نے اُس کی گندگی اور ناپاکی کا ذکر کیا اُس روح کو آسمان والے کہتے ہیں زمین کی جانب سے کوئی خبیث اور ناپاک روح آئی ہے پس اُس کو حضرت حق کے پاس لیجایا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس کو آخر مدت تک کیلئے لیجاؤ، حضرت ابوہریرہ رضہ فرماتے ہیں جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کافر کی روح اور اُس کی بدبو کا ذکر فرما رہے تھے تو آپ نے اپنی چادر سے اس طرح ناک ڈھک لی تھی حضرت ابوہریرہ رضہ نے ناک کو ڈھانک کر دکھلایا۔ (مسلم)

یعنی جس وقت سرکار ذکر فرما رہے تھے تو اتنے یقین کے ساتھ فرما رہے تھے کہ گویا اس بدبو کو آپ اس وقت محسوس کر رہے ہیں۔

۳۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک انصاری کی میت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ شریک ہوئے جب ہم قبر پر پہنچے تو قبر تیار ہونے میں کچھ کسر باقی تھی آپ بیٹھ گئے اور ہم اس قدر خاموش تھے گویا ہمارے سروں پر جانور بیٹھے ہیں (یعنی اس قدر خاموش اور بے حس و حرکت بیٹھے تھے کہ پرندے اگر چاہتے تو ہمارے سروں پر آبیٹھتے) سرکار کے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی آپ اس لکڑی سے زمین کو کریدنے لگے، پھر آپ نے سر اُٹھایا اور فرمایا عذاب قبر سے پناہ مانگو یہ کلمہ دو یا تین مرتبہ فرمایا، پھر ارشاد فرمایا جب بندہ مؤمن دنیا سے علیحدہ ہوتا ہے اور آخرت کی جانب متوجہ ہوتا ہے یعنی مؤمن کی موت کے وقت

اُس کے پاس آسمان سے نورانی فرشتے آتے ہیں گویا اُن کے چہروں کے ساتھ آفتاب ہے، اُن کے ہمراہ جنت کا کفن اور جنت کی خوشبوئیں ہوتی ہیں یہ فرشتے اُس کی نگاہ کے سامنے بیٹھ جاتے ہیں پھر ملک الموت علیہ السّلام آتے ہیں اور بندہ مومن کے سر کی جانب بیٹھتے ہیں اور فرماتے ہیں اے اطمینان والی روح اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور رضامندی کی طرف نکل پس روح اس طرح نکل آتی ہے جس طرح مشک میں سے پانی کے قطرے نکل آتے ہیں ملک الموت اس روح کو لیتے ہیں اور اسیوقت اُن کے ہاتھ سے فرشتے لے لیتے ہیں اور کفن اور خوشبوؤں میں لپیٹ لیتے ہیں اور روح سے ایسی بہترین خوشبو نکلتی ہے جو زیادہ سے زیادہ بہتر روئے زمین پر پائی جاسکتی ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فرشتے اس روح کو لیکر چڑھتے ہیں اور یہ فرشتے دوسرے فرشتوں کی جس جماعت پر گذرتے ہیں وہ جماعت کہتی ہے کیا ہی پاکیزہ روح ہے فرشتے اس کا نام بتاتے ہیں اور دنیا میں جس اچھے نام سے اُس کو یاد کیا جاتا تھا وہ نام بتاتے ہیں۔ یہاں تک کہ اس کی روح کو وہ فرشتے آسمان دنیا تک لے جاتے ہیں پھر آسمان کا دروازہ کھلواتے ہیں اور دروازہ کھول دیا جاتا ہے پھر ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک پہنچاتے ہیں اور جس آسمان سے گذرتے ہیں اُس آسمان کے فرشتے اس روح کو پہنچانے کے لئے اپنے سے اوپر والے آسمان تک جاتے ہیں یہاں تک کہ ساتویں آسمان تک پہنچاتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے کا اعمالنامہ علیین میں لکھ لو۔ (علیین ساتویں آسمان پر ایک مقام ہے جہاں نیکوں کے اعمالنامے درج کرنے کے بعد رکھے جاتے ہیں) اور اس کو زمین کی طرف لوٹادو۔ زمین سے میں نے ان کو پیدا کیا ہے اس زمین ہی میں ان کا

لوٹنا ہے اور زمین ہی سے ان کو آخری مرتبہ نکالوں گا۔

حضورؐ نے فرمایا پھر اس کی روح لوٹادی جاتی ہے پھر اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اس کو بٹھاتے ہیں اس سے کہتے ہیں تیرا رب کون ہے وہ کہتا ہے رب میرا اللہ ہے، پھر کہتے ہیں تیرا دین کیا ہے وہ کہتا ہے میرا دین اسلام ہے پھر پوچھتے ہیں وہ شخص جو تمہاری ہدایت کے لئے تم میں بھیجا گیا تھا اس کو کیا سمجھتا ہے یہ کہتا ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں وہ کہتے ہیں تجھے کس طرح معلوم ہوا کہ وہ رسول اللہ ہیں، یہ کہتا ہے میں نے اللہ کی کتاب پڑھی اور اُس پر ایمان لایا اور اُس کو سچا جانا پھر آسمان سے پکارنے والا پکارتا ہے میرے بندے نے سچ کہا پس اس کیلئے جنت کا بچھونا بچھادو اور جنت کا لباس پہنادو اور جنت کی طرف سے اُس کے لئے دروازہ کھولدو، فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی خوشبوئیں اور جنت کی راحت اس کو پہنچتی ہے اور جہاں تک اُس کی نگاہ پہنچتی ہے وہاں تک اس کی قبر کشادہ کر دی جاتی ہے پھر اُس کے پاس ایک نہایت خوبصورت اور خوشبوؤں میں بسا ہوا شخص آتا ہے اور کہتا ہے تجھ کو اس چیز کی بشارت ہو جو تجھ کو خوش کرنیوالی ہے یہ وہ دن ہے جس کا تجھ سے وعدہ کیا گیا تھا بندہ مومن اس سے دریافت کریگا تو کون ہے تیرے چہرے سے بھلائی اور خیر ٹپک رہی ہے یہ شخص جواب دیگا میں تیرے نیک عمل ہوں بندہ کہیگا الٰہی قیامت جلد قیامت جلدی سے قائم کردے تاکہ میں اپنے مال اور اہل وعیال کی طرف لوٹوں اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کافر کی موت کا ذکر فرمایا۔ جب کافر کی موت کا وقت قریب آتا ہے تو فرشتے آتے ہیں جن کا رنگ سیاہ ہوتا ہے اور اُن کے پاس ٹاٹ ہوتا ہے۔ پھر ملک الموت آتے

ہیں وہ فرماتے ہیں۔ اے خبیث روح خدا کے غصے اور عذاب کی طرف نکل۔ اس حکم کو سنکر روح جسم میں پھیل جاتی ہے پھر اس طرح روح کو نکالتے ہیں جس طرح لوہے کی گرم سیخ کو پانی سے بھیگے ہوئے اون میں رکھ کر کھینچا جائے، پھر اس روح کو فرشتے ٹاٹ میں لپیٹ کر لے جاتے ہیں اور اس سے ایسی بدبو نکلتی ہے، جیسے کسی سڑی ہوئی مردار میں سے نکلا کرتی ہے، فرشتوں کی جس جماعت پر یہ فرشتے گذرتے ہیں اس روح کی خباثت کا اظہار کرتے ہیں اور اس کا دنیا میں جو بدترین نام تھا اُس سے اس کا تعارف کراتے ہیں جب آسمان کا دروازہ کھلواتے ہیں تو دروازہ نہیں کھولا جاتا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقعہ پہ یہ آیت پڑھی[1] لا تفتح لہم ابواب السماء ولا یدخلون الجنۃ حتی یلج الجمل فی سم الخیاط۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرمائیگا اس کے نامہ اعمال سجین میں جو سب زمینوں سے نیچے ہے اس میں درج کر کے رکھدو (سجین بھی ایک جگہ کا نام ہے، جہاں کافروں کے اعمالنامے رکھے جاتے ہیں) پھر اس کی روح کو پھینکدیا جاتا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقعہ پہ یہ آیت پڑھی[2] ومن یشرک باللہ فکانما خر من السماء فتخطفہ الطیر او تھوی بہ الریح فی مکان سحیق فرشتے اس کو بٹھاتے ہیں اور وہ سب سوال کرتے ہیں، جو

---

[1] یعنی آسمانوں کے دروازے کافروں کے لئے نہیں کھولے جائیں گے اور جنت میں داخل ہونا تو ان کا ایسا ناممکن ہے جیسے کسی اونٹ کا سوئی کے ناکے میں سے نکل جانا۔

[2] مشرک کی حالت ایسی ہے جیسے اسے آسمان سے پھینکدیا جائے خواہ اس کو جانور اُچک لیں اور اس کی تکا بوٹی کردیں یا اس کو ہوا میں اڑا کر کسی اور مکان میں پھینکدیں، پھر اُس کی روح کو اُس کے جسم میں لوٹا دیا جاتا ہے۔

مسلمان سے کئے تھے، وہ ہر سوال کے جواب میں کہتا ہے میں نہیں جانتا پھر آسمان سے ایک آواز دینے والا آواز دیتا ہے اس نے جھوٹ بولا، اس کے نیچے آگ کا بچھونا بچھا دو اور دوزخ کی طرف سے ایک دروازہ کھولدو، پس دوزخ کی طرف سے دروازہ کھولدیا جاتا ہے پھر اس کی گرمی اور لُو اس کو پہنچتی ہے، اس کی قبر کو اس قدر تنگ کیا جاتا ہے کہ ادھر کی پسلیاں اُدھر نکلجاتی ہیں۔ پھر ایک بہت ہی بدشکل اور بدبودار آدمی اس کے پاس آتا ہے اور کہتا ہے تجھ کو اس چیز کی اطلاع دیجاتی ہے جو تجھ کو رنج پہنچانے والی ہے یہ وہی دن ہے، جس کا تجھ سے وعدہ کیا گیا تھا یہ کافر اس سے پوچھتا ہے تو کون ہے تیرے چہرے سے برائی ٹپک رہی ہے وہ کہتا ہے میں تیرے خبیث عمل ہوں۔ (احمد)

کافر کی موت کے ذکر میں ہم نے روایت کو مختصر کردیا ہے۔

۳۔ حضرت براء بن عازب کی ایک اور روایت میں یوں ہے کہ جب مومن کی روح نکلتی ہے تو آسمان و زمین کے درمیانی فرشتے اُس پر رحمت کی دعا کرتے ہیں اور ہر فرشتہ جو آسمان میں ہے اس کے لئے رحمت طلب کرتا ہے اور اُس کے لئے آسمانوں کے دروازے کھولدئے جاتے ہیں اور کوئی دروازہ ایسا نہیں جس کے محافظ یہ دعا نہ کرتے ہوں کہ یا اللہ اس روح کو ہماری جانب سے گذرنے کی اجازت دیدے اور کافر کی روح کو اس سختی سے کھینچا جاتا ہے کہ اس کی رگیں بھی کھنچ جاتی ہیں اور اس پر آسمان و زمین کے درمیانی فرشتے اور آسمان کا ہر ایک فرشتہ لعنت بھیجتا ہے آسمانوں کے دروازے بند کردئے جاتے ہیں اور ہر دروازے کے نگہبان خدا سے دعا کرتے ہیں۔ کہ اس روح کو ہمارے پاس سے

نہ گذرنے دیا جائے۔ (احمد)

۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ روح سے فرماتا ہے "نکل" وہ کہتی ہے "میں نہیں نکلوں گی مگر ناگواری کے ساتھ"۔ (جامع صغیر)
شاید کافر کی روح مراد ہوگی کیونکہ کافر ہی کی روح کو جبراً نکالا جاتا ہے۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

—۴۳

انبیاء سابقین سے خطاب

۱۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰؑ سے دریافت کیا، اے موسیٰؑ کیا تمہارا رب نماز پڑھتا ہے، حضرت موسیٰؑ نے فرمایا اللہ سے ڈرو، یعنی ایسا سوال نہ کرو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰؑ تمہاری قوم نے تم سے کیا کہا حضرت موسیٰؑ نے کہا الٰہی تو تو خود ہی جانتا ہے، یہی پوچھا ہے کیا تمہارا رب نماز پڑھتا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان سے کہدو میری نماز میرے بندوں پر یہی ہے کہ میری رحمت میرے غضب پر سبقت لے گئی ہے اگر یہ بات نہ ہوتی تو میں ان کو ہلاک کر دیتا۔ (ابن عساکر)

یعنی میری نماز یہ ہے کہ اپنے بندوں کے ساتھ رحمت کا برتاؤ کرتا ہوں۔

۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت داؤد علیہ السّلام نے اپنے رب سے خطاب کرتے ہوئے عرض کی، الٰہی مجھے اپنے بندوں میں سے کونسا بندہ زیادہ محبوب ہے تاکہ تیری

محبت کے سبب سے میں بھی اس سے محبت کروں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے داؤدؑ مجھے اپنے بندوں میں سب سے زیادہ محبوب وہ بندہ ہے، جس کا دل متقی ہو اور جس کی ہتھیلیاں پاک ہوں کسی سے بُرائی نہ کرتا ہو۔ کسی کی چغلخوری کرنے کے لئے اُس کا قدم نہ اُٹھتا ہو اور وہ ایسا مستقل ہو کہ پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل جائے مگر وہ نہ ٹلے اور ہمیشہ مجھ سے محبت کرتا ہو اور جو مجھ سے محبت کیے اُس سے بھی محبت کرتا ہو اور میرے بندوں کو میرا دوست بناتا ہو۔ حضرت داؤدؑ نے عرض کیا اے میرے رب تو جانتا ہے کہ میں تجھ کو دوست رکھتا ہوں اور جو تجھ سے محبت کرتا ہے، اُس کو بھی دوست رکھتا ہوں لیکن تیرے بندوں کو تیرا دوست کیونکر بناؤں، ارشاد ہوا ان کے سامنے میری نعمتیں اور میری بلائیں اور میری گرفت کا ذکر کیا کرو، اے داؤدؑ میرے بندوں سے کوئی ایسا شخص نہیں ہے جو کسی مظلوم کی مدد کرے یا اُس کا حق دلانے کے لئے چلے مگر یہ کہ میں اُس کو ثابت قدم رکھوں گا جس دن قدم پھسلتے ہوں گے۔ (ابن عساکر)

یعنی میرے بندوں کے سامنے میری رحمت اور میری گرفت کا ذکر کرو تاکہ ان کے دل میں میری محبت پیدا ہو جائے۔ جس دن قدم پھسلتے ہوں گے یعنی قیامت کے دن۔

۳۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے حضرت داؤدؑ نے عرض کیا الٰہی، جو کسی جنازے کے ساتھ قبر تک جائے اور یہ فعل محض تیری رضامندی کے لئے کیے اُس کا کیا بدلہ ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ایسے آدمی کے جنازے کے ساتھ فرشتے جائیں گے اور اس کی روح پر رحمت کی دعا کریں گے، پھر

حضرت داؤدؑ نے کہا الٰہی جو کسی غمگین اور مصیبت زدہ کے ساتھ ہمدردی کرے اور اُس کو تسلّی دے، اور یہ فعل اُس کا تیری رضامندی کے لئے ہو تو اُس کا بدلہ کیا ہے ارشاد ہوا میں اُس کو تقویٰ کا لباس عطا کروں گا اور آگ سے بچا کر اسکو جنت میں داخل کر دونگا۔ پھر حضرت داؤدؑ نے عرض کیا: الٰہی جو تیری رضامندی کی غرض سے کسی یتیم اور بیوہ کی سرپرستی کرے اُس کا کیا بدلہ ہے ارشاد ہوا اس کو میں اُس دن اپنے سایہ میں رکھونگا، جس دن سوائے میرے سایہ کے کہیں سایہ نہ ہوگا' پھر حضرت داؤدؑ نے عرض کیا یا اللہ تیرے خوف سے جس کے آنسو اُس کے رخساروں پر بہ جائیں اُس کا کیا بدلہ ہے، ارشاد ہوا اُس کے منہ کو جہنم کی لپیٹ سے بچاؤں گا اور قیامت کے دن گھبراہٹ سے اس کو محفوظ رکھوں گا۔ (ابن عساکر، دیلمی)

۴۔ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے حضرت داؤدؑ نے عرض کیا، اے رب اُن بندوں کا کیا حق ہے جو تیری زیارت کے لئے حاضر ہوں کیونکہ ہر ایک زیارت کرنے والے کا اُس پر کچھ نہ کچھ حق ہوتا ہے جس کی زیارت کی جائے، ارشاد ہوا ان کو دنیا میں عافیت دوں گا اور جب مجھ سے ملاقات کریں گے تو ان کی مغفرت کر دونگا۔ (طبرانی)

زیارت سے مراد بیت المقدس یا خانہ کعبہ کی حاضری ہے۔

۵۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا الٰہی جب تو اپنے بندۂ مومن پر دنیا کا دروازہ بند کر دے تو اس پر جنت کے دروازوں میں سے کوئی دروازہ کھولدیا کر، ارشاد ہوا یہ تو میں نے کیا ہے اور جنت کو اُس کے لئے تیار کیا ہے حضرت موسیٰؑ نے عرض کیا الٰہی تیری عزت و جلال اور تیرے بلند مرتبہ کی قسم اگر اُس مومن کو

دنیا میں اتنی تکلیف دیجائے کہ اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے جائیں اور وہ منہ کے بل گھسٹے اور یہ تکلیف بھی اُس کی زندگی سے قیامت کے دن تک دیجائے اور پھر اُس کو جنت دیدیجائے تو میں اس میں مضائقہ نہیں سمجھتا پھر عرض کیا اے رب جب تو کافر کو دنیا عطا کرتا ہے تو کیا اس پہ دوزخ کے دروازوں میں سے کوئی دروازہ کھولتا ہے ارشاد ہوا دوزخ تو تیار ہی کافر کے لئے کی گئی ہے، حضرت موسیٰؑ نے عرض کیا اے رب تیری عزت و جلال اور تیری بلندیٔ مقام کی قسم اگر تو کافر کو دنیا اور جو کچھ اُس میں ہے سب دیدے اور یہ اس کی پیدائش کے وقت سے لے کر قیامت تک رہے اور پھر اُس کا ٹھکانا دوزخ ہو تب بھی میں اُس کے لئے کوئی بھلائی نہیں دیکھتا۔ (دار قطنی دیلمی)

مطلب یہ ہے کہ مسلمان کو کتنی ہی تکلیف پہنچے لیکن جنت اگر ملجائے تو سب تکلیفیں بھول جائیگا۔ اور کافر کو کتنا ہی آرام ملجائے لیکن اگر دوزخ میں گیا تو سب ہیچ ہے۔

ابو بکر بن عبداللہ المزنی اپنے باپ سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ذوالقرنین کو وحی بھیجی کہ مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم میں نے کوئی مخلوق جو مجھے سب سے زیادہ پسند ہو بھلائی اور معروف کے علاوہ نہیں پیدا کی اور میں عنقریب اُس کیلئے ایک نشان مقرر کردونگا جب تم کسی شخص کو دیکھو کہ میں نے نیکی اور بھلائی کے کاموں کو اُس کا محبوب بنادیا اور لوگوں کے دل میں اُس شخص کی طلب اور اُس کی جانب رجحان پیدا کردیا تو تم بھی اُس شخص سے محبت کرنا اور اُس کو دوست بنانا، میں بھی اُس کو محبوب رکھتا ہوں اور اُس سے دوستی کرتا ہوں اور جب تم کسی شخص کو دیکھو کہ نیکی اور بھلائی کو میں نے اُس کا مبغوض بنادیا ہے اور لوگوں کو اُس کی طلب اور تلاش کا مبغوض بنادوں

تو تم بھی اس سے دشمنی کرنا اور دوستی نہ کرنا وہ میری مخلوق میں بدترین شخص ہے۔ (دیلمی)

مطلب یہ ہے کہ سب سے زیادہ مجھے نیکی پسند ہے جس شخص کو نیکی محبوب ہو اور وہ شخص لوگوں کو محبوب ہو تو یہ میری محبت کی علامت ہے اور جس کو نیکی سے دشمنی ہو اور لوگ اس سے نفرت کرتے ہوں، تو اس سے مجھے بھی بغض ہوتا ہے، نیکی کی محبت اور نیکی سے نفرت کرنے میں بھی چونکہ ان کی مشیت کو دخل ہے اس لئے فرمایا کہ میں محبوب بنا دوں یا مبغوض بنا دوں۔ ذوالقرنین کی نبوت میں اختلاف ہے۔

۷۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میرے بھائی عزیرؑ کو وحی بھیجی اے عزیرؑ! اگر تجھ کو کوئی مصیبت پہنچے تو میری مخلوق سے شکایت نہ کیا کر، کیونکہ مجھ کو بھی تیری جانب سے اکثر مصائب پہنچتے ہیں لیکن میں اپنے فرشتوں سے تیری شکایت نہیں کرتا، اے عزیرؑ! میری نافرمانی اس قدر کر جس قدر میرے عذاب کی طاقت رکھتا ہو اور مجھ سے اپنی ضرورتیں اور حاجتیں اتنی طلب کیا کر جتنے عمل میرے لئے کیا کرے، اور میری گرفت سے اسوقت تک بےخوف نہ ہو جب تک میری جنت میں داخل نہ ہو جائے حضرت عزیرؑ اس وحی کو سنکر لرز گئے اور کپکپا اٹھے اور رونے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اے عزیرؑ! روؤ نہیں اگر تم نے نادانی سے کبھی میری نافرمانی کر لی تو میں اپنے حکم سے معاف کردوں گا، بیشک میں کریم ہوں اپنے بندوں کو عذاب کرنے میں جلدی نہیں کرتا بیشک میں ارحم الراحمین یعنی سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہوں۔ (دیلمی)

بندے کے گناہوں سے حضرت حق کو جو شکایت ہوتی ہے اسی کو اس روایت میں مصائب سے تعبیر کیا ہے۔ حضرت عزیر کی نبوت بھی مختلف فیہ ہے، یہود اُن کو خدا کا

بیٹا کہتے تھے۔

۸۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ نے نبیوں میں سے کسی نبی پر وحی بھیجی تھی۔ میرے بندوں میں سے جو بندے صدیقین کے مرتبہ میں ہیں اُن سے کہدو کہ وہ میرے معاملہ میں دھوکہ نہ کھائیں میں ان پر اپنا انصاف اور عدل قائم کروں گا اور اگر قصور وار ثابت ہوئے تو اُن کو عذاب کروں گا، اور عذاب کرنے میں ان کو میں ظالم نہ ہونگا اور میرے خطا کار بندوں سے کہدو کہ وہ میری رحمت سے ناامید نہ ہوں کوئی گناہ ایسا نہیں ہے جس کا بخشدینا مجھے کچھ بار ہو۔ (الاتحاف السنیہ)

یعنی میری طاقت سے باہر ہو۔

۹۔ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ کو وحی بھیجی، اے عیسیٰؑ بنی اسرائیل کی جماعت سے کہدو جو شخص میری خوشنودی اور رضامندی کی غرض سے روزہ رکھے گا، میں اس کے جسم کو صحت و تندرستی عطا کروں گا اور اس کے اجر کو بڑھاؤں گا۔ (دیلمی ابوالشیخ)

۱۰۔ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ بن مریمؑ کی طرف وحی بھیجی اے عیسیٰؑ پہلے اپنے نفس کو نصیحت کر اور میرے احکام کی حکمت اپنے نفس کو بتا، اگر تیرے نفس کو نفع ہو تو پھر لوگوں کو نصیحت کر، ورنہ مجھ سے شرم کر۔ (دیلمی)

یعنی پہلے خود عمل کرو پھر دوسروں سے کہو۔

۱۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت

کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کی طرف وحی بھیجی اے میرے دوست! تمہارے اچھے اخلاق خواہ وہ کافروں ہی کے ساتھ ہوں تم کو ابرار کی جماعت میں داخل کردیں گے میں یہ بات بہت پہلے کہہ چکا ہوں کہ جس شخص کا خلق اچھا ہوگا اُسے اپنے عرش کے سایہ میں جگہ دونگا اور اپنی جنت میں رکھونگا اور اپنی ہمسائیگی سے قریب کرونگا۔ (حکیم ترمذی) روایت میں حظیرۃ القدس ہے ہم نے جنت ترجمہ کردیا ہے۔

۱۲۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤدؑ کی طرف وحی بھیجی اے داؤدؑ! قیامت میں ایک بندہ ایک ہی نیکی لائیگا اور میں اُس کو جنت میں داخل کرنیکا حکم دیدونگا، حضرت داؤدؑ نے عرض کیا اے رب وہ کونسا بندہ ہوگا ارشاد ہوا وہ مومن جو کسی اپنے مومن بھائی کی حاجت پوری کرنے کے لئے دوڑ کر چلا اور اس کی خواہش یہ تھی کہ وہ حاجت مومن کی پوری ہو جائے خواہ اس سے وہ حاجت نکلے یا نہ نکلے۔ (خطیب، ابن عساکر)

مطلب یہ ہے کہ اس نے کوشش میں کمی نہیں کی، خواہ اس کے ہاتھ سے وہ حاجت پوری ہوئی یا نہ ہوئی گویا مومن کی حاجت پوری کرنے میں کوشش کرنا ایسی نیکی ہے جو تنہا ہی جنت میں لیجانے کی ضامن ہے۔

۱۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤدؑ کی طرف وحی بھیجی اے داؤدؑ جو لوگ ظالم ہیں اُن سے کہدو کہ وہ مجھ کو یاد نہ کیا کریں کیونکہ جب کوئی میرا ذکر کرتا ہے تو میں بھی اسکا ذکر کرتا ہوں اور میرا ان ظالموں کو یاد کرنا یہی ہے کہ میں ان پر لعنت کروں۔ (دیلمی۔ ابن عساکر)

مطلب یہ ہے کہ جب تک ظلم کو ترک نہ کریں میرا ذکر اُن کے لئے غیر مفید ہے۔

۱۴۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ پر وحی بھیجی اے موسیٰؑ جو کی روٹی کی وہ مقدار جو تیری بھوک کو روک دے، اور کپڑے کی وہ مقدار جس سے تو اپنا ستر ڈھانک سکے اتنی روٹی اور اتنے کپڑے پر راضی رہو، اور مصیبتوں پر صبر کرو اور جب دنیا کو دیکھو کہ تمہاری طرف آرہی ہے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن پڑھا کرو کیونکہ یہ ایک عذاب ہے جو دنیا میں نازل کیا گیا ہے اور جب تم دیکھو کہ دنیا تمہاری طرف سے منہ پھیر رہی ہے اور فقر تمہاری طرف آرہا ہے تو تم اس کا خیر مقدم کیا کرو یہ افعال نیک بندوں کی علامت ہے۔ (دیلمی)

یعنی فقر کو آتا دیکھو تو مَرْحَبًا بِشِعَارِ الصّٰلِحِیْن کہو، دنیا کا متوجہ ہونا بھی ایک قسم کا عذاب ہے، جب دنیا آتی ہے تو اپنے ساتھ صدہا پریشانیاں لاتی ہے۔

۱۵۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کو وحی بھیجی کہ اگر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی شہادت دینے والے نہ ہوتے تو دنیا والوں پر جہنم کو مسلط کر دیتا۔ اے موسیٰؑ اگر وہ لوگ نہ ہوتے جو میری عبادت کرتے ہیں تو میں نافرمانوں کو ذرا بھی مہلت نہ دیتا۔ اے موسیٰؑ جو شخص مجھ پر ایمان لاتا ہے وہ میرے نزدیک تمام مخلوق میں اکرم اور عزت دار ہے۔ اے موسیٰؑ ماں باپ کی نافرمانی کا ایک کلمہ بھی تمام زمین کے ذروں سے زیادہ وزنی ہے، حضرت موسیٰؑ نے عرض کیا ماں باپ کا نافرمان کون ہے ارشاد ہوا جو اپنے ماں باپ کو یوں جواب دے لا لبیک یعنی ماں باپ جب کسی خدمت کے لئے اس کو بلائیں تو انکار کرے۔ (ابو نعیم)

یعنی نیک بندوں کی وجہ سے گنہگار محفوظ ہیں۔

۱۶۔حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ پر وحی بھیجی اے موسیٰؑ میرے مخصوص بندوں میں سے وہ بندے ہیں کہ اگر مجھ سے پوری جنت طلب کریں تو میں اُن کو دیدوں اور اگر دنیا میں سے ایک کوڑے کا غلاف طلب کریں تو میں ان کو نہ دوں یہ اس وجہ سے نہیں کہ میں اُن کو ذلیل سمجھتا ہوں بلکہ میں چاہتا ہوں کہ آخرت کے واسطے اپنی کرامت اور بخشش کا ذخیرہ جمع کروں، میں اُن کو دنیا سے اس طرح بچاتا ہوں جس طرح کوئی چرواہا اپنی بکریوں کو خطرناک جنگل سے بچاتا ہے اے موسیٰؑ میں نے جو فقرا کو اغنیا کا محتاج بنایا ہے وہ اس لئے نہیں کہ میرے خزانے ان کے لئے تنگ ہیں یا میری رحمت میں فقرا کو گنجائش نہیں ہے، بلکہ میں نے اغنیاء کے مال میں فقرا کے لئے ایک حصہ مقرر کیا ہے اتنا حصہ کہ جس کی گنجائش اغنیاء کے مال میں ہے اس سے میرا مقصد یہ ہے کہ اغنیاء کی آزمائش کروں کہ وہ کس طرح اس فرض کو پورا کرتے ہیں جو میں نے فقراء کیلئے اُن کے مال میں حصہ مقرر کیا ہے اے موسیٰؑ اگر اغنیاء اپنے فرض کو پورا کریں گے تو میں اپنی نعمتیں اُن پر پوری کروں گا اور دنیا میں ایک کے بدلے میں دس گنا دوں گا۔اے موسیٰؑ تم فقراء کیلئے خزانے بنجاؤ۔اور کمزور کے لئے قلعہ بنجاؤ۔اور فریاد کرنے والے کے فریاد رس بنجاؤ تو میں سختی میں تمہارا مددگار بنجاؤں گا۔اور تنہائی میں تمہارا رفیق بنجاؤں گا، اور رات اور دن میں تمہاری حفاظت کروں گا۔(ابن بخار)

۱۷۔حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ پر وحی بھیجی۔بیشک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو ہر نشیب و فراز میں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہا کرینگے میں ان کو

نبیوں کی مانند بدلہ دونگا۔ (دیلمی)

۱۸۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ پر وحی بھیجی۔ اے آدم بیت اللہ کا حج پہلے اس سے کر لو کہ تم کو کوئی نیا حادثہ پیش آئے۔ حضرت آدمؑ نے عرض کیا الٰہی وہ نیا حادثہ کیا ہو گا اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ چیز تم نہیں جانتے وہ موت ہے، حضرت آدمؑ نے کہا وہ موت کیا ہے فرمایا عنقریب اس کا مزہ چکھ لو گے چنانچہ حضرت آدم مکہ تشریف لے گئے تو آپ کا فرشتوں نے استقبال کیا اور کہا السلام علیکم یا آدمؑ تمہارا حج مقبول ہوا کیا تمہیں خبر نہیں کہ آپ سے دو ہزار برس پہلے بھی اس گھر کا حج کیا گیا ہے اور اس وقت کعبہ سرخ یاقوت کا تھا۔ (دیلمی)

ہم نے اس روایت کو مختصر کر دیا ہے۔

۱۹۔ حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ سے فرمایا اے موسیٰؑ! دنیا سے بے رغبتی اور زہد سے بڑھ کر کسی نے میرے لئے کوئی کام نہیں کیا، اور مجھ سے نزدیکی اور قرب تلاش کرنیوالوں میں سے میری حرام کی ہوئی چیزوں سے بچنے والوں سے بہتر کسی نے قرب حاصل نہیں کیا، اور میری عبادت کرنے والوں میں سے اُس سے بہتر کسی نے عبادت نہیں کی جو میرے خوف سے رویا۔ (قضاعی)

یعنی اللہ کے کام کرنے والوں میں صحیح وہ ہے جس نے دنیا سے بے رغبتی کی۔ اور قُرب تلاش کرنے والوں میں صحیح وہ ہے جس نے میری حرام کی ہوئی چیزوں سے پرہیز کیا، اور عبادت کرنے والوں میں عبادت کا حق اس نے ادا کیا۔ جو میرے خوف اور ڈر سے رویا۔

۲۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ ؑ سے فرمایا اے موسیٰ تم مجھ کو نہیں دیکھ سکتے کیونکہ مجھے وہ شخص نہیں دیکھ سکتا جو زندہ ہے، مگر ایک دن مریگا، اور نہ مجھے کوئی رطب دیابس دیکھ سکتا ہے مجھے تو اہل جنت دیکھیں گے، جن کی آنکھیں نہ تو مرینگی اور نہ جن کے جسم پُرانے ہوں گے۔ (حکیم ترمذی)

مطلب یہ ہے کہ دنیا میں کوئی نہیں دیکھ سکتا۔

۲۱۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ ؑ سے فرمایا اے موسیٰ قیامت میں جو میرا بندہ بھی مجھ سے ملاقات کریگا، میں اس کے اعمال کی تفتیش کروں گا، مگر پرہیزگاروں سے مجھے شرم آتی ہے میں ان کی عزت کرونگا، اور انکی بندگی کو زیادہ کرونگا اور ان کو جنت میں بغیر حساب کے داخل کردوں گا۔ (حکیم ترمذی)

۲۲۔ حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرسلاً روایت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کیا اے رب انسان آپ کا شکریہ کیونکر ادا کر سکتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس کا کسی نعمت کو یہ سمجھنا کہ یہ نعمت میری طرف سے ہے یہی شکریہ ادا ہوگیا (یعنی میرے احسان کا شکر یہی ہے کہ ہر نعمت کو میری جانب سے سمجھے)

۲۳۔ حضرت رافع اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے طبرانی نے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد ؑ کو وحی بھیجی کہ تم میرے لئے ایک گھر بناؤ حضرت داؤد ؑ نے بیت المقدس کی تعمیر سے قبل اپنے لئے ایک مکان بنایا اللہ تعالیٰ کی جانب سے وحی آئی کہ تم نے میرے گھر سے پہلے اپنا مکان بنالیا۔ حضرت داؤد ؑ نے مسجد کی تعمیر شروع کی مگر اس کی چہار

دیواری بنا رہے تھے کہ دو ثلث دیوار گر گئی حضرت داؤدؑ کو ارشاد ہوا کہ یہ مسجد تمہارے ہاتھ سے تمام نہیں ہو گی یہ سُنکر حضرت داؤدؑ کو سخت افسوس ہوا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم غم نہ کرو یہ مسجد تمہارے لڑکے سلیمانؑ کے ہاتھ پہ پوری کر دی جائے گی۔ پس حضرت داؤدؑ کی وفات کے بعد حضرت سلیمانؑ نے اس کی تعمیر کو پورا کیا۔ جب مسجد کی تعمیر ختم ہونے کے قریب تھی تو حضرت سلیمان نے تمام بنی اسرائیل کو جمع کیا اور بہت سے جانور ذبح کئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے سلیمانؑ تم نے میرے گھر کی تعمیر کے متعلق اپنی خوشی کا اظہار کیا ہے تم مجھ سے طلب کرو یعنی مانگو کیا مانگتے ہو۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے تین باتیں عرض کیں ایک تو مجھے فیصلہ کا وہ فہم دے کہ میرا ہر ایک فیصلہ تیرے فیصلے کے موافق ہو دوسرے یہ کہ مجھے سلطنت ایسی عطا کر کہ میرے بعد کسی کو اُس جیسی سلطنت کا مستحق قرار نہ دیا جائے تیسرے یہ کہ جو شخص اس مسجد میں آئے اور اس کا مقصد یہاں نماز پڑھنے کے علاوہ اور کچھ نہ ہو اُس کو گناہوں سے ایسا پاک کر دے جیسا کہ وہ اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو، ارشاد ہوا پہلی دو باتیں میں نے تم کو دیدیں اور تیسری کے متعلق تم کو توقع دلائی جاتی ہے کہ وہ قبول کر لی جائیگی۔ (طبرانی فی الکبیر)

روایت ذرا طویل تھی ہم نے اس کو مختصر کر دیا ہے۔

۲۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰؑ سے سوال کیا اے موسیٰؑ کیا تیرا رب سوتا ہے حضرت موسیٰؑ نے کہا، خدا سے ڈرو یعنی اللہ رب العزت کے متعلق ایسے سوال نہ کیا کرو حضرت حق نے ارشاد فرمایا، اے موسیٰؑ تجھ سے اُنہوں نے سوال کیا ہے کہ کیا تیرا رب سوتا ہے، تم دو شیشیاں دونوں ہاتھوں میں لیکر رات کو کھڑے رہو، چنانچہ حضرت موسیٰؑ نے

ایسا ہی کیا جب رات کا تیسرا حصّہ گذرا تو حضرت موسیٰؑ کو اونگھ آگئی یہاں تک کہ حضرت موسیٰؑ اپنے گھٹنوں پر جھک گئے پھر ہشیار ہوگئے اور دونوں شیشیوں کو مضبوطی کے ساتھ پکڑے رہے یہاں تک کہ جب نصف رات گذری تو حضرت موسیٰؑ کو اتنے زور سے اونگھ آئی کہ دونوں شیشیاں ان کے ہاتھ سے گر گئیں اور ٹوٹ گئیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اے موسیٰؑ اگر میں سویا کرتا تو آسمان وزمین دونوں ٹکرا کر اسی طرح ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے جس طرح یہ دونوں شیشیاں ٹوٹ گئیں، اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر آیت الکرسی نازل فرمائی۔ (ابن ابی حاتم، ابو الشیخ)

یعنی آیت الکرسی میں وہی اوصاف بیان فرمائے جو نیند اور اونگھ سے خدا کی پاکی ظاہر کرتے ہیں لَا تَأْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ۔

۲۵- حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السّلام کا قد بہت لمبا تھا سر پر بال بہت تھے اور شرمگاہ کو ڈھانکتے تھے، پس جب اُن سے خطا سرزد ہوئی تو جنت سے نکلے اس حال میں کہ پریشان اِدھر اُدھر بھاگتے تھے۔ اسی حالت میں وہ ایک درخت کے پاس پہنچے درخت نے ان کے بال پکڑ لئے اور ان کو روک لیا اور ان کے رب نے اُن کو پکارا، اے آدمؑ کیا مجھ سے بھاگنا چاہتا ہے حضرت آدمؑ نے عرض کیا نہیں بلکہ تیرے سے شرم کی وجہ سے بھاگتا ہوں اے رب جو کچھ میں نے کیا اس کی وجہ سے زمین پر اتار دے۔ (خرائطی مختصراً)

روایت کو مختصر کر دیا ہے مطلب یہ ہے کہ جنت سے نکلتے وقت پریشان تھے درخت نے بال پکڑ لئے حضرت حق نے پکارا، آدمؑ نے معذرت کی اور عرض کیا جو خطا

---

[1] اللہ تعالیٰ کو نیند آتی اور نہ اُسے اونگھ آتی ہے۔

ہو گئی اس کی وجہ سے زمین پر بھیجدے،

۲۶۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے رب العالمین سے سوال کیا اے رب جو تیری حمد بیان کرے اس کی جزا کیا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا حمد شکر کی کنجی ہے اور شکر رب العالمین کے عرش تک بلند ہوتا ہے۔ پھر حضرت ابراہیمؑ نے عرض کیا جو تیری تسبیح بیان کرے اُس کی جزا کیا ہے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا تسبیح کا ثواب سوائے رب العالمین کے کوئی نہیں جانتا۔ (دیلمی)

یعنی تسبیح کا ثواب کسی کو نہیں بتایا جا سکتا۔

۲۷۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا اے میرے رب مجھے حضرت ابراہیمؑ اور اسحاقؑ اور یعقوبؑ کی مثل بنادے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ابراہیمؑ کو میں نے آگ میں ڈال کر آزمایا اس نے صبر کیا اور اسحاقؑ کو ذبح کے ساتھ آزمایا اس نے صبر کیا اور یعقوبؑ کو بلا میں مبتلا کیا پس اس نے صبر کیا۔ (دیلمی)

حضرت داؤدؑ نے مرتبہ کی بلندی طلب کی تھی رب العالمین نے فرمایا یہ مراتب مختلف امتحانات پر موقوف ہیں، اس روایت میں بجائے حضرت اسماعیلؑ کے ذبح کے حضرت اسحاق کا نام ذکر کیا ہے۔ یہ مسئلہ اختلافی ہے۔

۲۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک شخص پر گذرے جو کسی تکلیف سے مضطرب تھا حضرت موسیٰؑ اس کی صحت اور عافیت کیلئے دعا فرمانے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے

حضرت موسیٰؑ سے فرمایا اس کا اضطراب کسی شیطانی اثر کا نتیجہ نہیں ہے اس کا اضطراب اور اس کے نفس کی بھوک میرے لئے ہے اور یہ جس حالت میں تم اس کو دیکھ رہے ہو، میں دن میں اس پر کئی مرتبہ نگاہ ڈالتا ہوں۔ اے موسیٰؑ کیا تم کو اس کی فرمانبرداری پر تعجب ہوتا ہے تم اس کو حکم دو تاکہ یہ تمہارے لئے دعا کرے میرے نزدیک ہر دن میں اس کی دعائیں مخصوص اثر رکھتی ہیں۔ (ابونعیم)

مطلب یہ ہے کہ اس کی بے چینی میری محبت میں ہے اور یہ خاص بندہ ہے اس کی دعائیں مقبول ہیں۔

۲۸۔ حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ نبیوں میں سے ایک نبی کو اپنی اُمت کی کثرت پر عُجب پیدا ہو گیا تھا اور انہوں نے فرمایا تھا اتنی بڑی جماعت کا کون مقابلہ کر سکتا ہے، اللہ تعالیٰ نے اس نبی کی طرف وحی بھیجی کہ اپنی اُمت کے لئے تین باتوں میں سے ایک بات اختیار کر لو یا تو ان پر موت کو مسلط کر دونگا یا دشمن کو یا بھوک کو، پس اس پیغمبر نے اپنی امت کے سامنے اس معاملہ کو پیش کر دیا، انہوں نے کہا آپ اللہ کے نبی ہیں ہم اس معاملہ کو آپ ہی کے سپرد کرتے ہیں آپ جو چاہیں ہمارے لئے اختیار کر لیجئے پس یہ نبی نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہو گئے اور ان کی عادت بھی یہی تھی، جب گھبراتے تھے تو نماز پڑھا کرتے تھے، پس نماز پڑھی اور پھر عرض کیا بھوک کی نہ تو ہم میں طاقت ہے اور نہ دشمن کے تسلط کو ہم برداشت کر سکتے ہیں لیکن موت کو اختیار کر لیتے ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان پر موت کو مسلط کر دیا، اور تین دن میں اس اُمت کے ستر ہزار آدمی مر گئے۔ (احمد، ابو یعلی، ابن حبان)

روایت کو مختصر کر دیا ہے۔ عُجب پیدا ہو گیا یعنی اُمت کو زیادہ دیکھ کر یہ خیال ہوا کہ میری اُمت کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ بڑے لوگوں کی اتنی سی بات بھی ناپسند ہوئی اور اس پر عتاب فرمایا۔

۲۹۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت یحییٰ بن زکریا علیہما السلام نے اپنے رب سے عرض کیا اے رب مجھ کو لوگوں کی زبان سے محفوظ کر دے یعنی لوگ مجھ کو بُرا نہ کہا کریں۔ حضرت حق نے ارشاد فرمایا یہ تو وہ بات ہے جو میں نے اپنے لئے بھی نہیں کی۔ تیرے لئے یہ چیز کیونکر ہو سکتی ہے کوئی میرے لئے بیٹا کہتا ہے کوئی میرے لئے اولاد ثابت کرتا ہے کوئی کہتا ہے اللہ کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں، کوئی کچھ کہتا ہے کوئی کچھ کہتا ہے حضرت یحییٰ ؑ نے عرض کیا الٰہی مجھے معاف کر دے میں آئندہ اس قسم کا سوال نہیں کروں گا۔ (دیلمی)

۳۰۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد ؑ پر وحی بھیجی کہ اے داؤد ؑ دنیا کی مثال ایسی ہے جیسے مردار کہ اس پر کتے جمع ہو جائیں اور اس کو کھینچیں کیا تم اس بات کو پسند کرتے ہو کہ تم بھی کتوں میں شامل ہو کر اس مُردار کو کھینچو۔ اے داؤد ؑ عمدہ غذائیں اور نرم کپڑے اور لوگوں پر رعب و دبدبہ ان باتوں کے ساتھ آخرت کا ثواب نہیں جمع ہو سکتا۔ (دیلمی)

مطلب یہ ہے کہ دنیا کا عیش اور حکومت آخرت کے اجر و ثواب میں کمی کا موجب ہے۔

۳۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت

کرتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے حضرت حق تعالیٰ سے سوال کیا اے پروردگار تیرے بندوں میں سے کون سا بندہ زیادہ پرہیز گار۔ ارشاد ہوا جو خدا کا ذکر کرتا رہے اور اس کو فراموش نہ کرے پھر حضرت موسیٰؑ نے کہا تیرے بندوں میں سب سے زیادہ راہ یافتہ کون ہے ارشاد فرمایا جو ہدایت کی پیروی کرے۔ حضرت موسیٰؑ نے کہا اے رب تیرے بندوں میں سب سے زیادہ اچھا فیصلہ کرنیوالا کون ہے ارشاد ہوا وہ شخص جو لوگوں کو وہی حکم دیتا ہے جو اپنے نفس کو حکم دیتا ہے، حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے کہا تیرے بندوں میں سب سے زیادہ عالم کون ہے ارشاد ہوا عالِم وہ ہے جس کا علم سے پیٹ نہیں بھرتا اور جو تمام لوگوں کا علم اپنے علم کے ساتھ جمع کرنا چاہتا ہے۔ حضرت موسیٰؑ نے عرض کیا سب بندوں میں عزیز تر کون سا بندہ ہے ارشاد فرمایا جو انتقام پر قدرت رکھنے کے باوجود معاف کر دے۔ حضرت موسیٰؑ نے عرض کیا تیرے بندوں میں کونسا بندہ سب سے زیادہ غنی ہے ارشاد فرمایا جو کچھ دیا جائے اس پر راضی رہے حضرت موسیٰؑ نے کہا آپ کے بندوں میں سب سے زیادہ فقیر کون ہے ارشاد فرمایا جو شخص مسافر ہو۔ (ابن عساکر)

یعنی سفر میں جو تنگدست ہو اس کا فقر بہت اہم ہے۔

۲۳۲۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت موسیٰؑ نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا اے میرے رب میں اس بات کو دوست رکھتا ہوں کہ یہ بات مجھے معلوم ہو جائے کہ آپ اپنے بندوں میں سے کس بندے سے محبت کرتے ہیں تاکہ میں بھی اُس سے محبت کروں اللہ تعالیٰ نے فرمایا جب تو میرے کسی بندے کو دیکھے کہ مجھے بکثرت یاد کرتا ہے تو یہ سمجھ لے کہ میں نے اُس کو

توفیق دی ہے اور میں اس سے محبت کرتا ہوں۔ اور جب تو میرے کسی بندے کو دیکھے کہ وہ میرا ذکر نہیں کرتا تو یہ سمجھ لے کہ میں اسے مبغوض رکھتا ہوں اور میں نے اسے اپنی یاد سے روک دیا ہے۔ (ابن عساکر)

۳۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں حضرت یونس بن متی[1] کو دیکھ رہا ہوں کہ ان پر دو چادریں ہیں اور وہ تلبیہ پڑھ رہے ہیں ان کی آواز پہاڑوں میں گونج رہی ہے اور اللہ تعالیٰ ان کے جواب میں فرما رہا ہے۔ لبیک (دار قطنی)

عالم کشف میں حضرت یونس علیہ السلام کو حج کرتے ہوئے ملاحظہ فرمایا ہے۔

۳۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ہارون ؑ کے دو لڑکے مسجد میں قندیلیں روشن کیا کرتے تھے، قندیلوں کو روشن کرنے کیلئے آسمان سے آگ آتی تھی۔ ایک دن آگ کے نازل ہونے میں تاخیر ہوئی تو لڑکوں نے دنیا کی آگ سے ان قندیلوں کو روشن کر دیا ان کے اس فعل پر آگ آسمان سے نازل ہوئی اور ان دونوں لڑکوں کو جلانے لگی، حضرت ہارون علیہ السلام نے جب یہ دیکھا کہ آسمانی آگ لڑکوں کو جلا رہی ہے تو وہ آگ بجھانے لگے حضرت موسیٰ ؑ نے پکار کر ہارون ؑ سے کہا ان کو چھوڑ دے، خدا تعالیٰ کا حکم ان میں نافذ ہونے والا ہے، اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ ؑ کو وحی بھیجی اے موسیٰ ؑ یہ معاملہ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو میرے دوستوں میں سے میرے حکم کی مخالفت کرتے ہیں، اور جو میرے دشمنوں میں سے میرے حکم کی مخالفت کرتے ہیں ان کے ساتھ کیا ہوتا ہوگا۔ (دیلمی)

یعنی اس پر قیاس کر لو جب دوستوں کے ساتھ میری گرفت کا یہ حال ہے تو

---

[1] یونس بن میرے پاس ہوں۔

دشمنوں کے ساتھ کیا ہوگا، حکم کی مخالفت کا مطلب یہ ہے کہ بیت المقدس کی قندیلوں کو دنیا کی آگ سے کیوں روشن کیا۔

۳۵۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے ایک دینی بھائی تھے انہوں نے ایک دن حضرت یعقوبؑ سے دریافت کیا اے یعقوبؑ تمہاری آنکھیں کیوں جاتی رہیں اور تمہاری کمر کیوں جھک گئی انہوں نے جواب دیا آنکھیں تو حضرت یوسفؑ کے غم میں رونے سے جاتی رہیں اور کمر بن یامین کی وجہ سے دُہری ہوگئی، اس گفتگو کے بعد حضرت جبرئیلؑ حضرت یعقوبؑ کے پاس آئے اور کہا اللہ تعالیٰ آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے تم کو میری شکایت میرے غیروں سے کرتے ہوئے شرم نہیں آتی۔ حضرت یعقوبؑ نے کہا میں تو اپنے احوال اور اپنے غم کا شکوہ اللہ ہی سے کرتا ہوں، جبریلؑ نے کہا اے یعقوبؑ تم جو کچھ شکوہ کرتے ہو اُسے وہ جانتا ہے، حضرت یعقوبؑ نے کہا اے میرے رب مجھ پر رحم فرما، میری بینائی جاتی رہی میری کمر جھک گئی، میرے پھول میرے مرنے سے پہلے لوٹا دے تاکہ میں ان کو سونگھ لوں پھر میرے ساتھ جو تیرا ارادہ ہو وہ پورا کر۔ پھر حضرت جبریلؑ آئے اور کہا اللہ تعالیٰ تم کو سلام کے بعد کہتا ہے تم کو بشارت ہو اور تمہارے دل کو فرحت ہو مجھے اپنی عزت اور جلال کی قسم اگر وہ دونوں مر چکے ہوں گے تو میں ان کو زندہ کر دونگا، تو مساکین کو کھانا کھلایا کر۔ تمام بندوں میں سے مجھ کو سب سے زیادہ انبیاء اور مساکین پسند ہیں تم جانتے ہو یہ سب کچھ کیوں ہوا تمہاری آنکھیں کیوں گئیں تمہاری کمر کیوں دُہری ہوئی اور یوسفؑ کے بھائیوں نے یہ حرکات کیوں کیں۔ تم نے ایک دفعہ ایک بکری ذبح کی تھی، تمہارے

پاس ایک مسکین یتیم جو روزے سے تھا آیا اور تم نے اسے کھانا نہیں کھلایا۔ حضرت یعقوبؑ نے اس کے بعد یہ طریقہ اختیار کیا کہ جب کھانا کھانے کا ارادہ کرتے تو ان کی طرف سے ایک پکارنے والا پکارتا کہ مساکین میں سے جو کھانے کا ارادہ رکھتا ہو وہ یعقوبؑ کیساتھ کھانا کھائے۔ (حاکم، بیہقی)

۳۶۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جب آدمؑ کو پیدا کیا تو اُن کی اولاد سے اُن کو آگاہ کیا تو انہوں نے بعض سے بعض کو اعلیٰ اور افضل دیکھا اور انہوں نے ایک جانب چمکدار نور دیکھ کر دریافت کیا۔ اے رب یہ کون شخص ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا، یہ تمہارے صاحبزادے احمدؐ ہیں، یہی اول ہیں یہی آخر ہیں۔ یہ پہلے شفاعت کرنے والے ہیں اور سب سے پہلے جن کی شفاعت قبول کی جائیگی یہ وہ ہیں۔ (ابن عساکر)

۳۷۔ حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو زمین پر اُتارا تو انہوں نے بیت اللہ کا سات مرتبہ طواف کیا اور مقام کے پیچھے دو رکعتیں پڑھیں اس کے بعد یہ دعا پڑھی اَللّٰھُمَّ اِنَّكَ تَعْلَمُ سِرِّیْ وَعَلَانِیَتِیْ فَاقْبَلْ مَعْذِرَتِیْ وَتَعْلَمُ حَاجَتِیْ فَاَعْطِنِیْ سُؤْلِیْ وَتَعْلَمُ مَا عِنْدِیْ فَاغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ اَسْئَلُكَ اِیْمَانًا یُّبَاشِرُ قَلْبِیْ وَیَقِیْنًا صَادِقًا حَتّٰی اَعْلَمَ اَنَّهٗ لَا یُصِیْبُنِیْ اِلَّا مَا كَتَبْتَ لِیْ وَارْضِنِیْ بِقَضَائِكَ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ پر وحی بھیجی اے آدمؑ تو نے ایک ایسی دعا کی ہے، جس کو میں نے قبول کر لیا اور تیرے گناہوں کو بخش دیا تیری پریشانیوں اور تیرے غموں کو دور کر دیا اور تیری اولاد میں سے کوئی شخص بھی تیرے بعد یہ دعا نہیں کریگا مگر یہ کہ میں اس کی دعا قبول کرلونگا، اور اس کے

فقر اور محتاجگی کو سلب کر لوں گا، اور ہر تاجر کے مقابلہ میں اس کے لئے تجارت کرنے والا ہونگا، اور دنیا اس کے پاس مجبوراً آئے گی خواہ وہ اس کا ارادہ نہ کرے۔ (طبرانی، بیہقی، ابن عساکر)

یعنی تمہاری یہ دعا میں نے قبول کر لی اور اس کا وعدہ کرتا ہوں کہ تمہاری اولاد میں سے بھی جو یہ دعا کریگا اُس کی بھی قبول کرونگا۔

۳۸۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں جب حضرت آدم ؑ سے خطا کا وقوع ہو گیا تو اُنہوں نے عرض کیا یا اللہ میں تجھ کو محمد ؐ کا واسطہ دیکر مغفرت طلب کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم نے محمد ؐ کو کس طرح پہچانا حالانکہ اُن کو میں نے ابھی پیدا بھی نہیں کیا۔ حضرت آدم ؑ نے عرض کیا اے میرے رب جب تو نے مجھ کو اپنے ہاتھوں سے بنایا اور تو نے مجھ میں اپنی روح پھونکی تو میں نے اپنا سر اُٹھایا اور عرش کے پاؤں پر لکھا ہوا دیکھا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اُس سے میں نے یہ سمجھ لیا کہ جس کو آپ نے اپنے نام کی طرف منسوب کیا ہے وہ یقیناً آپ کی مخلوق میں آپ کے نزدیک زیادہ عزیز ہو گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم ؑ تم نے سچ کہا وہ تمام مخلوق میں میرے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ ہے تم نے انکے واسطے سے مغفرت طلب کی ہے تو میں نے تمہاری خطا بخشدی، اگر محمد ؐ کو پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا تو تم کو پیدا نہ کرتا۔ (ابن عساکر)

۳۹۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ معد بن عدنان نے چالیس آدمیوں کے ہمراہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لشکر پر حملہ کر کے ان کو لوٹ لیا، حضرت موسیٰ ؑ نے ان پر بددعا کی اور عرض کیا الٰہی معد نے میرے لشکر کو لوٹا ہے، اللہ تعالیٰ نے ان کی جانب وحی بھیجی کہ اے موسیٰ ؑ

ان پر بد دعا نہ کرو، ان کی اولاد میں نبی اُمّی پیدا ہونیوالا ہے، جو بشیر و نذیر ہوگا اور میرا برگزیدہ ہوگا اور اُن میں سے اُمت مرحومہ ہوگی، جو محمدؐ کی اُمت ہوگی۔ وہ اللہ سے تھوڑی روزی پر راضی رہیگی اور اللہ تعالیٰ ان سے تھوڑے عمل پر راضی ہو جائیگا۔ اللہ تعالیٰ ان کو جنت میں کلمہ لا الہ الا اللہ کی وجہ سے داخل کریگا، کیونکہ ان کا نبی محمدؐ بن عبد اللہ بن عبد المطلب ہوگا، جس کی تواضع میں ایک قسم کی ہیبت ہوگی، اس کے سکوت میں دانش ہوگی اور اس کی گویائی میں حکمت ہوگی۔ اور وہ دانش و حکم کا استعمال کریگا۔ اس کی اُمت بہترین لوگوں میں سے یعنی قریش سے نکالی جائیگی، پھر میں اُس کو ہاشم سے نکالونگا جو ہاشم قریش کا برگزیدہ ہوگا۔ وہ خیر در خیر ہوگا۔ خیر اُس سے اور اُس کی اُمت کے ساتھ پھریگی۔ (طبرانی)

معد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آباؤ اجداد میں سے ایک شخص کا نام ہے زمانہ جاہلیت میں اس کے آدمیوں نے حضرت موسیٰؑ کے ہمراہیوں پر حملہ کر دیا تھا حضرت موسیٰؑ نے بد دعا کا ارادہ کیا اللہ تعالیٰ نے ان پر وحی بھیجی کہ اس کی اولاد میں رحمۃ للعالمین نبیؐ آخر الزماںؐ پیدا ہونے والے ہیں اس لئے بد دعا میں احتیاط سے کام لو،

۴۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام نے بیت المقدس کی تعمیر شروع کی تو اس کی دیواریں قائم نہیں ہوتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی اے سلیمانؑ تم نے مسجد میں ایسی زمین شامل کرلی ہے جو مسجد کی نہیں ہے اس کو نکال دو تب تعمیر قائم رہ سکتی ہے۔ (عقیلی)

بعض دوسری روایتوں میں ہے کہ حضرت داؤدؑ نے کسی مکان کو اس کے مالک کی بلا اجازت مسجد میں شامل کرنیکا ارادہ کیا تھا اس کی وجہ سے مسجد کی تعمیر مکمل نہ ہوتی تھی

جب حضرت سلیمان پر وحی آئی تو انہوں نے اس مکان کے مالک کو منہ مانگی قیمت دیکر اس مکان کو خرید لیا۔

۴۱۔ ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جب آدم علیہ السلام نے بیت اللہ میں قیام کیا تو کہا الٰہی تو ہر عمل کرنیوالے کو اس کا اجر عطا فرماتا ہے، تو مجھے بھی میرا اجر دے، ارشاد ہوا جب تو نے میرے گھر کا طواف کر لیا تو میں نے تیری مغفرت کر دی، حضرت آدمؑ نے عرض کیا کچھ اور زیادہ کیجئے۔ فرمایا تیری اولاد میں سے جو اس گھر کا طواف کریگا اس کی بھی مغفرت کر دیجائیگی۔ حضرت آدمؑ نے عرض کیا کچھ اور زیادہ کیجئے اللہ تعالےٰ نے فرمایا جس کی وہ طواف کرنے والے بخشش کیلئے دعا کرینگے اس کو بھی بخشدوں گا۔ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ شیطان عرفات اور مزدلفہ کے درمیان ایک گھاٹی میں کھڑا ہوا اور اس نے کہا، الٰہی مجھ کو تو نے دار فنا میں بھیجدیا اور میرا ٹھکانا جہنم کو بنا دیا اور تو نے میرے دشمن آدمؑ کو دیا جو کچھ دیا، مجھے بھی کچھ دیجئے جس طرح اس کو آپ نے دیا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو آدم کو دیکھے گا اور وہ تجھ کو نہیں دیکھے گا۔ اس نے عرض کیا کچھ اور زیادہ کیجئے ارشاد ہوا اس کے دل پر وسوسہ کی تجھے طاقت ہو گی اُس نے کہا الٰہی اور زیادہ کیجئے، ارشاد ہوا جن رگوں میں خون جاری ہوتا ہے تو بھی خون کے ساتھ ہر رگ میں گھس سکے گا۔ پھر حضرت آدمؑ نے درخواست کی اے رب تو نے ابلیس کو جو کچھ دیا ہے اس کے مقابلہ میں مجھ کو بھی دے اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم کسی نیکی کا ارادہ کرو گے تو ایک نیکی لکھدونگا خواہ تم وہ نیکی نہ کرو۔ حضرت آدمؑ نے کہا کچھ اور زیادہ کیجئے ارشاد ہوا گناہ کا ارادہ کر کے گناہ نہ کرو گے تب بھی ایک نیکی لکھونگا۔ حضرت آدمؑ نے کہا اور زیادہ کیجئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ایک

بات میرے لئے اور ایک تیرے لئے اور ایک میرے اور تیرے درمیان مشترک ہے اور ایک بات میری جانب سے تیرے لئے فضل ہے میرے لئے جو بات ہے وہ یہ کہ میری عبادت کرنا اور میرے ساتھ شریک نہ کرنا۔ اور تمہارے لئے جو بات ہے وہ یہ کہ اگر تم ایک نیکی کروگے تو دس لکھی جائیں گی، اور مشترک بات یہ ہے کہ تیری جانب سے دعا اور میری جانب سے دعا قبول کرنا، اور میری جانب سے فضل یہ ہے کہ تم استغفار کروگے تو میں تمہاری مغفرت کروں گا، اور میں غفور رحیم ہوں۔ (دیلمی)

۳۰

عبرت وموعظت

۱۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بڑھاپا نور ہے اور نار میری مخلوق ہے یعنی اس نور کے سبب نار سے محفوظ رہیگا۔

۲۔ میرے بغیر تجھے کوئی چارہ نہیں سو تو اپنے چارے کیلئے عمل کر یعنی جب مجھ کو نظر انداز نہیں کر سکتا تو مجھے راضی کرنے کی فکر کر۔ (دیلمی)

۳۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے مخاطب کیا تو نے کسی میت کو لکڑیوں پر نہیں دیکھا۔ (دیلمی) یعنی اگر جنازے دیکھے ہیں تو اپنے بھی مرنیکا خیال رکھ۔

۴۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر تم میری رحمت چاہتے ہو تو تم میری مخلوق پر رحم کرو۔ (ابوالشیخ)

۵۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس شخص سے میں بغض رکھتا ہوں اُس کے ہاتھوں ایسے شخص سے بدلہ لیتا ہوں کہ اُس سے بھی بغض رکھتا ہوں پھر ان دونوں کو دوزخ میں داخل کر دوں گا۔ (دیلمی)

یعنی ایک دشمن کو دوسرے دشمن کے ہاتھوں تباہ کراتا ہوں حالانکہ دونوں

جہنم میں۔۔۔داخل کئے جائیں گے (طبرانی نے حضرت جابرؓ سے روایت کی ہے)

۶۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا کو خطاب کر کے فرمایا جو میری خدمت کرتا ہے تو اس کی خدمت کر۔ (دیلمی)

یعنی دین کا خیال رکھو دنیا تمہارے پیچھے پیچھے خادمہ بنکر آئیگی۔

۷۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا کو مخاطب کر کے فرمایا میرے دوستوں کیلئے کڑوی ہو جا۔ (دیلمی)

اللہ تعالیٰ کے دوستوں کو دنیا بدمزہ اور کڑوی معلوم ہوتی ہے۔

۸۔ میرا وہ بندہ خوش حال ہو جو اسلام میں بوڑھا ہوا اور اس نے شرک نہیں کیا (دیلمی)

۹۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بیشک میں نے مؤمن کے لئے اس کی موت کے بعد اس کے مال میں سے ایک ثلث مقرر کر دیا ہے اس مال کی وجہ سے اسکی خطائیں معاف کرتا ہوں، اور مؤمن مرد اور مؤمن عورتوں کو اس کیلئے دعا گو کر دیتا ہوں۔۔ اور اس کے ان عیبوں کو چھپا لیتا ہوں جن کا علم میرے مخصوص بندوں کے سوا اگر اُس کے متعلقین کو ہو جاتا تو وہ اس کو پھینک دیتے۔ (ابن مردویہ، دیلمی، ابن نجار)

یعنی وصیت مال کے تیسرے حصے میں مقرر کر دی ہے، اس وصیت سے فائدہ مرنے کے بعد یہ ہوتا ہے کہ گناہ بخشے جاتے ہیں جن مسلمانوں کو اس وصیت سے فائدہ پہنچتا ہے وہ اُس کیلئے دعاءِ مغفرت کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اس وصیت کی برکت سے اس کی پردہ پوشی کرتا ہے۔

۱۰۔ حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں جو شخص اپنے دن کو شروع بھی بھلے کام سے کرتا ہے اور ختم بھی

بھلے کام پر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے فرماتا ہے۔ نیک کاموں کے درمیانی وقت کا کوئی گناہ اس پر نہ لکھو۔ (طبرانی، ضیا مقدسی)

مطلب یہ ہے کہ دن کی ابتدا اور انتہا اگر کسی نیک کام پر ہو، تو درمیانی حصہ کی خطائیں نظر انداز کر دی جاتی ہیں۔

۱۱۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ ابلیس ملعون نے حضرت حق کی خدمت میں عرض کیا، اے میرے رب تو نے آدمؑ کو زمین میں اتارا ہے اور تو جانتا ہے کہ اب ان کیلئے کتاب بھی بھیجی جائیگی اور رسول بھی بھیجے جائیں گے تو ان کی کتابیں کیا ہوں گی اور رسولؑ کیسے ہوں گے، حضرت حق نے فرمایا ان کیلئے فرشتے بھیجونگا اور انہی میں سے بعض اولاد آدم ہی سے نبی پیدا کروں گا، اور کتابیں ان کی تورات، انجیل، زبور، فرقان ہوں گی، ابلیس نے عرض کیا میری کتاب کیا ہو گی، ارشاد ہوا تیرا لکھنا گودنا اور تیرا پڑھنا اشعار اور تیرے رسول کاہن و نجوم اور تیرا کھانا جس کھانے پر بسم اللہ نہ پڑھی جائے، اور تیرا پینا ہر نشے کی چیز اور تیرا صدق جھوٹ اور تیرا گھر حمام اور تیرا جال عورتیں اور تیرا مؤذن گانے بجانے کے آلات اور تیری مسجدیں بازار۔ (طبرانی)

گودنا کافروں میں ایک رسم ہے کہ سوئی سے بدن گود کر اس میں رنگ بھرا کرتے ہیں۔ اشعار سے مراد وہ اشعار جن میں جھوٹ بولا جائے کاہن وہ لوگ جو غیب کی خبریں بتایا کرتے ہیں، تیرا صدق یعنی تیرا سچ بولنا اصل میں جھوٹی باتیں ہیں۔

۱۲۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک دوسری روایت میں ہے شیطان نے عرض کیا الٰہی تو نے اپنی تمام مخلوق کیلئے رزق کے اسباب پیدا کئے

ہیں میرا رزق کیا ہے ارشاد ہوا جس کھانے پر اللہ کا نام نہ لیا جائے وہ تیری خوراک ہے (ابو الشیخ)

۱۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ ایک بندہ جنت میں داخل ہو گا تو وہ اپنے غلام کو اپنے سے اوپر کے درجے میں دیکھ کر عرض کریگا اے میرے رب میرا غلام مجھ سے اوپر کے درجے میں ہے؟ ارشاد ہو گا، ہاں میں نے تجھ کو تیرے عمل کے موافق بدلہ دیا ہے اور اس کو اس کے عمل کے موافق جزا دی ہے۔ (طبرانی)

یعنی یہاں آقا اور غلام کا کوئی امتیاز نہیں یہاں تو ہر شخص کا مرتبہ اُس کے نیک اعمال کے موافق ہے۔

۱۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان فرشتوں سے جو اولادِ آدم کے رزق اور ان کی روزی پر مقرر کئے گئے ہیں فرماتا ہے جس بندے کو تم دیکھو کہ اُس کو صرف ایک ہی فکر ہے یعنی دین کا تو اس کے رزق کا آسمانوں اور زمین کو ضامن بنادو، اور جس بندے کو تم دیکھو کہ رزق کو تلاش کرتا ہے تو وہ عدل پر چلتا ہے، اس کے ساتھ بھی اچھا سلوک کرو اور اس پر آسانیاں بہم پہنچاؤ، اور جس شخص کو ان دونوں باتوں کے خلاف پاؤ تو اس کو اسکی خواہش کے درمیان چھوڑ دو پھر وہ جو کچھ میں نے اس کیلئے لکھ دیا ہے اُس سے اوپر کوئی درجہ حاصل نہیں کر سکتا، (ابو نعیم)

یعنی یا تو صرف دین کا فکر ہو اور رزق کی تلاش سے بے نیاز ہو یا حلال کی روزی تلاش کرتا ہو تو ایسے بندوں کی امداد کا وعدہ ہے لیکن جس کو نہ تو دین کی فکر ہو اور نہ حلال و حرام کا امتیاز ہو بلکہ محض روپیہ کمانا مقصود ہو تو اس کو اس کی

حالت پر چھوڑ دیا جاتا ہے۔

۱۵۔حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بسا اوقات میرا دوست مومن مجھ سے غنا اور مال طلب کرتا ہے مگر میں اس کو غنا سے فقر کی طرف بھیجتا ہوں اور اگر میں اسکو اس کی خواہش کے موافق غنی بنا دوں تو یہ بات اس کے حق میں بُری ہو، اور بسا اوقات مجھ سے میرا دوست فقر مانگتا ہے مگر میں فقر کی بجائے غنی بنا دیتا ہوں۔ اور اگر میں اس کو فقیر بنا دوں تو یہ اس کے لئے شر ہو جائے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مجھے اپنی عزت و جلال اور بلندی مکان اور اپنے انعامات کی قسم جب کوئی بندہ میری خواہش کو اپنے نفس کی خواہش پر ترجیح دیتا ہے تو میں اس کی حاجت کو اس کی نگاہ کے قریب کر دیتا ہوں اور آسمان و زمین کو اس کے رزق کا متکفل کر دیتا ہوں، اور میں اس کے لئے ہر تجارت کرنے والے تاجر سے زیادہ نفع پہنچانے والا ہوتا ہوں' (طبرانی)

اس روایت کو یہاں مختصر کر دیا ہے بخاری کے الفاظ عنوان ۱۱ میں درج ہو چکے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ کثرت نوافل کی وجہ سے جب میں کسی کو دوست بنا لیتا ہوں تو پھر اُس کے لئے وہی کرتا ہوں جو اس کے حق میں اچھا اور بہتر ہوتا ہے۔

۱۶۔رافعی نے ناجیہ بن محمد بن المنتجع کے دادا سے ایک روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مجھے کسی شخص پر اتنا غصہ نہیں آتا جتنا اُس بندے پر آتا ہے جو ایک گناہ کرتا ہے اور اس گناہ کو میرے عفو اور معافی کے مقابلہ میں بہت بڑا سمجھتا ہے اگر میں عذاب میں جلدی کرنیوالا ہوتا یا میری عادت جلد بازی

کی ہوتی میں ان لوگوں کو عذاب کرنے میں جلدی کرتا جو میری رحمت سے مایوس و ناامید ہو چکے ہیں۔

۱۷۔ ابوالشیخ نے کلیب الجہنی سے ایک روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر بندہ مؤمن کے لئے عجب اور خودبینی بہتر ہوتا تو میں بندہ مومن کو گناہ ہی نہ کرنے دیتا۔ یعنی اگر گناہ نہ کرے گا تو اس کو اپنے نیک اعمال پر گھمنڈ ہو جائیگا اور اپنے کو دوسرے مسلمانوں سے اچھا سمجھنے لگیگا۔

۱۸۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندوں کے قلوب میں میری معرفت کی پہچان کا اندازہ میرے مرتبے سے لگایا جاتا ہے، بندہ نہ میری شکایت کرے اور نہ میرے احکام کی تعمیل میں سستی کرے اور نہ میری فرمانبرداری میں کسی سے شرمائے۔ (دیلمی)

یعنی جس کے دل میں جتنی میری قدر و منزلت ہو گی اسی قدر میری معرفت ہو گی اور قدر و منزلت کا نتیجہ یہ ہے کہ دکھ درد میں شکایت نہ ہو اور احکام بجالانے میں شرم اور سستی نہ ہو۔

۱۹۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے تین باتوں میں اپنے بندوں کے لئے خاص رعایت کی ہے میں نے گیہوں اور جو کو خراب کرنیوالا ایک جانور پیدا کیا ہے اگر اس کو پیدا نہ کرتا تو لوگ غلّہ کے خزانے جمع کر لیتے اور مرنے کے بعد جسم کا خراب ہونا اور پھولنا پھٹنا مقرر کیا ہے ورنہ کوئی دوست اپنے دوست کو دفن ہی نہ کرتا، اور غمزدہ کے غم کو سلب کر لیتا ہوں ورنہ اسکو

کبھی تسلّی اور صبر نہ حاصل ہوتا۔ (ابن عساکر)

غلّہ میں جانور سے شاید سُر سُری مراد ہوگی اگر سُر سُری کا خوف نہ ہوتا تو لوگ غلّہ جمع کرتے رہتے اور فروخت نہ کرتے غمزدہ کے غم کو اگر دور نہ کیا جاتا تو روتے روتے انسان مر جاتا۔

۲۰۔ حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بلاشک آسمان و زمین میری گنجائش سے عاجز ہو گئے اور ان کی وسعت میرے لئے ناکافی ہو گئی مگر قلب مومن میری گنجائش کے لئے وسیع ہے۔ (احمد)

یعنی میری محبت قلب مومن کے سوا کہیں نہیں سما سکتی۔

حضرت جامی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

پرتو حسنت نگنجد در زمین و آسماں   در حریم سینہ حیرانم کہ چوں جا کردۂ

۲۱۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل ؑ سے فرمایا میں نے ہزارہا ایسی اُمتیں پیدا کی ہیں جن میں ایک امت کو دوسری اُمت کی خبر نہیں، اور وہ یہ نہیں جانتیں کہ ان کے علاوہ کوئی دوسری اُمت بھی پیدا کی گئی ہے نہ ان کی لوح محفوظ اور قلم کو خبر ہے جب میں کسی شئے کا ارادہ کرتا ہوں تو میرا حکم صرف اس قدر ہوتا ہے کہ ہو جا وہ چیز ہو جاتی ہے یعنی کُن کہتے ہی وہ چیز ہو جاتی ہے اور کاف نون پر سبقت نہیں کرتا یعنی کاف نون سے ملنے نہیں پاتا۔ (دیلمی)

حضرت حق کا ارادہ جب کسی شئے کے وجود کے ساتھ متعلق ہو جائے پھر اس کے موجود ہونے میں دیر کہاں۔

۲۲۔ حضرت ابن عباس کی روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کسی دعا کرنے والے کی دعا میرے نزدیک اتنی بلیغ نہیں ہوتی جتنی رزق کی قلت کے متعلق

دعار کرنے والے کی ہوتی ہے۔ (دیلمی)

یعنی یوں تو ہر شخص عاجزی سے گڑگڑا کر دعار کرتا ہے اور سب ہی دعائیں حضرت حق تک پہنچتی ہیں لیکن رزق کی کمی کے متعلق جو بندہ عاجزانہ اور بلک کر دعار کرتا ہے اس کی دعار پہنچنے میں زیادہ تیز ہوتی ہے۔

۲۳۔ امام احمد رضؒ نے اپنی مسند میں ایک روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندوں کی تمثال یعنی تصویر نہ بناؤ۔ (احمد)

۲۴۔ دیلمی نے ایک روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جیسا کریگا ویسا ہی تیرے ساتھ کیا جائیگا یعنی جیسا کریگا ویسا بھریگا۔

۲۵۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ابن آدم اگر میری طرف متوجہ ہوگا تو میں تیرے دل کو غنا سے پُر کر دونگا اور فقر کو تیرے سامنے سے زائل کر دوں گا اور تیرے عمل کو کفایت کر دونگا پھر تو صبح کو بھی غنی ہوگا اور شام کو بھی غنی ہوگا اور اگر تو نے مجھ سے منہ پھیرا تو میں غنا کو تیرے قلب سے سلب کر لونگا اور فقر کو تیرے سامنے مقرر کر دونگا اور تیرے عمل کو منتشر کر دوں گا پھر تو صبح کو بھی محتاج ہوگا اور شام کو بھی محتاج ہوگا۔ (ابو الشیخ)

یعنی روزی کمانے کے لئے جو کام کریگا وہ کام کافی نہ ہوگا۔

۲۶۔ حضرت ابو ہریرہ اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مجھ سے بڑھ کر کون سخی ہو سکتا ہے میں بندوں کی ان کے بچھونوں میں اس طرح حفاظت کرتا ہوں، گویا انہوں نے میری نافرمانی ہی نہیں کی اور میرے کرم کی یہ شان ہے کہ میں توبہ کرنیوالے کی توبہ کو قبول کرتا ہوں یہاں تک کہ

وہ توبہ کرتا رہتا ہے اور میں قبول کرتا رہتا ہوں کس نے میرے دروازے کو کھٹکھٹایا اور میں نے نہیں کھولا۔ کس نے مجھ سے مانگا اور میں نے اُس کے سوال کو قبول نہیں کیا۔ کیا میں بخیل ہوں جو بندہ مجھے بخیل سمجھتا ہے۔ (دیلمی)

مطلب یہ ہے کہ کیوں مجھ سے مایوس ہو کر میری شکایت کرتا ہے یا میرے علاوہ میرے غیر سے مانگتا ہے۔

۲۷۔ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرمائیگا اے ابن آدم میری مشیت سے تو جو کچھ چاہتا تھا وہ کیا کرتا تھا اور جو نعمتیں میں نے تجھ پر کی تھیں ان سے ہی میری نافرمانی پر تو نے قوت حاصل کی تھی، اور میری توفیق اور میرے احسان کی وجہ سے تو میرے فرائض کو ادا کرتا تھا پس میں زیادہ مستحق ہوں کہ تو میرے ساتھ نیکی کرے اور تو نے گناہ کرنے کو اپنا حق سمجھا، میری جانب سے تیرے ساتھ خیر کی ابتدا ہوئی ہے اور میرا شیوہ یہی ہے کہ تو جو کچھ لیکر آیا ہے اس کا بدلہ تجھکو دوں اور میں تجھ سے اسی بات میں راضی ہوں جس بات پر تو مجھ سے راضی ہو، (ابو نعیم)

۲۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے ابن آدمؑ جنت کو آگ کے مقابلہ میں پسند کر اور اپنے اعمال کو ضائع نہ کر ورنہ اوندھے مُنہ آگ میں ڈالدیا جائیگا اور اُس میں ہمیشہ پڑا رہیگا۔ (رافعی)

۳۰۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس شخص نے میری مخلوق میں سے کسی ایسے کمزور کیساتھ بھلائی کی جس کا کوئی کفایت کرنے والا نہیں تھا تو ایسے بندہ کی کفایت اور کفالت کا میں ذمہ دار ہوں۔ (خطیب)

۳۱۔ ربیع بنت معوذ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں جب کسی جنازے کی نماز پڑھاکر و تو میت کی بھلائی اور اس کے عمل خیر کا ذکر کیا کرو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جن کاموں کی یہ شہادت دے رہے ہیں میں ان اعمال میں ان کی شہادت قبول کرتا ہوں اور جن اعمال کو یہ نہیں جانتے انکی مغفرت کر دیتا ہوں۔ (دیلمی)

۳۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں جب کوئی مومن مرجاتا ہے اور اس کے پڑوسیوں میں سے دو شخص یہ کہتے ہیں کہ ہم تو اس مرنے والے کے اعمال میں سوائے خیر کے اور کچھ نہیں دیکھتے اور اللہ تعالیٰ کو اس کے خلاف علم ہوتا ہے تب بھی اللہ تعالیٰ ملائکہ سے فرماتا ہے ان دونوں پڑوسیوں کی شہادت میرے بندے کے حق میں قبول کرلو اور میرے علم کی بات چھوڑ دو۔ (ابن النجار)

یعنی اگرچہ ہم جانتے ہیں کہ گناہگار تھا لیکن دو مسلمانوں کی شہادت کی وجہ سے مغفرت کرتے ہیں۔

۳۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جب دنیا کو پیدا کیا تو اس کی طرف دیکھ کر فرمایا مجھے اپنی عزت کی قسم تجھے نہیں نازل کرونگا مگر اپنی بدترین مخلوق میں۔ (ابن عساکر)

عام طور پر اچھے بندوں کو دُنیا کم ملتی ہے۔

۳۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ بیشک پیر اور جمعرات کو اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کی مغفرت کر دیتا ہے مگر ان دو مسلمانوں کو نہیں بخشتا جو آپس میں ناراض ہوں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان کو چھوڑ دو جب تک یہ دونوں صلح کریں۔ (ابن ماجہ)

یعنی کسی دنیاوی معاملہ پر اگر ایک نے دوسرے کو چھوڑ دیا ہو، تو ان کی مغفرت صلح اور ملاپ تک کیلئے موقوف کر دیجاتی ہے۔

۳۵۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرشتوں نے حضرت حق کی جناب میں عرض کیا، اے پروردگار یہ کیا بات ہے کہ تیرے بندۂ مومن سے دنیا اپنے دامن سمیٹ لیتی ہے اور بلائیں اس کی جانب متوجہ رہتی ہیں حالانکہ وہ مومن ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس کا ثواب ظاہر کر دیا جائے جب ملائکہ نے مومن کا اجر و ثواب دیکھا تو عرض کیا الٰہی اب اس چیز سے جو دنیا میں اسکو پہنچے کچھ ضرر نہیں پھر فرشتوں نے عرض کیا اے رب تیرے کافر بندے پر دنیا خوب فراخ ہوتی ہے اور بلائیں اس پر کم متوجہ ہوتی ہیں، حالانکہ وہ کفر کرتا ہے، حضرت حق نے فرمایا اس کا بدلہ بھی ظاہر کر دیا جائے چنانچہ جب فرشتوں نے کافروں کا انجام دیکھا تو عرض کیا جو کچھ کافر کو ملتا ہے وہ اس کیلئے نافع اور مفید نہیں ہے۔ (ابو نعیم)

یعنی دنیا کی تکالیف اُس ثواب کے مقابلے میں جو مومن کو ملتا ہے سب ہیچ ہیں اور کافر کو جو عذاب ہونے والا ہے اس کے مقابلہ میں دنیا کی سب نعمتیں ہیچ اور نہ ہونے کے برابر ہیں۔

۳۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ترازو کو اتنا بڑا پیدا کیا کہ اس کے دونوں پلڑے آسمان و زمین کے برابر ہیں فرشتوں نے عرض کیا اے رب ہمارے اتنے بڑے پلڑوں میں کیا چیز تولی جاسکتی ہے حضرت حق نے فرمایا جس چیز کو میں چاہوں گا وہ وزن کی جائے گی، اور اللہ تعالیٰ نے صراط کو تلوار سے تیز پیدا کیا تو فرشتوں نے عرض کیا

اے رب اس پر سے کون گذر سکیگا اللہ تعالیٰ نے فرمایا جس کو میں چاہونگا وہ اسپر سے گذر سکے گا۔ (دیلمی)

۳۷۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ مہاجر کے عمل کو غیر مہاجر کے عمل پر ستر درجے فضیلت ہے اور عالم کے عمل کو عابد کے عمل پر ستر درجے فضیلت ہے، اور پوشیدہ عمل کو ظاہری عمل پر ستر درجے فضیلت ہے، اور جس کا ظاہر اور باطن دونوں برابر ہوں اس پر اللہ تعالیٰ اپنے ملائکہ کے سامنے فخر کرتا ہے اور فرماتا ہے یہ بندہ واقعی میرا بندہ ہے (دیلمی)

۳۸۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ قیامت کے دن ہر آنکھ روتی ہو گی مگر وہ آنکھ جو اللہ تعالیٰ کے خوف سے رونے والی ہو اور وہ آنکھ جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں پھوڑی گئی ہو اور وہ آنکھ جو حرام چیزوں کو دیکھ کر بند ہو جاتی ہے اور وہ آنکھ جو اللہ کی راہ میں رات کو جاگتی رہتی ہے اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کے سامنے اس بندے پر فخر کرتا ہے اور فرماتا ہے دیکھو میرے بندے کو میری طاعت میں مشغول ہے اس کے جسم نے بچھونے کو چھوڑ دیا ہے میرے خوف سے اور میری رحمت کی توقع پر مجھے پکار رہا ہے تم گواہ رہو میں نے اس کی مغفرت کر دی ہے۔ (رافعی)

اللہ کی راہ سے مراد جہاد ہے۔

۳۹۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ تمام اعضاء کے مقابلے میں زبان کو سخت ترین عذاب ہوگا زبان کہے گی اے رب تو نے جسم کے کسی عضو کو اتنا عذاب نہیں کیا جتنا مجھے کیا اللہ تعالیٰ

فرمائیگا کہ تجھ سے ایسی بات نکلتی تھی جو مشرق اور مغرب تک پہنچ جاتی تھی اور خون ریزی کا سبب بنجاتی تھی۔ مجھے اپنی عزت کی قسم تجھ کو تمام اعضاء سے زیادہ عذاب کرونگا (ابونعیم)

مطلب یہ ہے کہ زبان کے نقصانات زیادہ ہیں، اکثر جھگڑے اور خوں ریزی زبان ہی چلانے سے ہوتی ہے۔

۴۰۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جب کوئی بندہ تین مرتبہ اے رب، اے رب کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے جواب میں فرماتا لبیک عبدی اے بندے میں حاضر ہوں، پھر جس کے لئے چاہتا ہے جلدی کرتا ہے اور جس کے لئے چاہتا ہے تاخیر کرتا ہے۔ (دیلمی)

مطلب یہ ہے کہ جواب تو ہر ایک کو ملتا ہے، باقی حاجت پوری کرنے میں تعجیل اور تاخیر یہ اُن کی مشیت اور مصلحت پر موقوف ہے۔

۴۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جب کوئی مسلمان بندہ مرتا ہے اور اس کے قریب ترپڑوسیوں میں سے تین آدمی اس پر خیر کی گواہی دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے اپنے بندوں کی شہادت ان کے علم کے مطابق قبول کرلی اور جو کچھ میں جانتا ہوں اس کو میں نے بخشدیا۔ (احمد)

یعنی نیکیوں کا علم پڑوسیوں کو تھا، اس میں ان کی شہادت قبول کرلی اور گناہوں کو میں جانتا تھا اُن کو میں نے بخشدیا، حضرت انس کی روایت میں چار پڑوسیوں کا ذکر ہے نمبر ۲۲ میں ایک روایت گذری ہے اس میں دو ہی کا ذکر ہے، مطلب یہ ہے کہ چار پڑوسی شہادت دیں چار نہ ہوں تو تین ہی گواہ ہوں تین نہ ہوں تو دو ہی)

کی شہادت سے کام ہو جائیگا بشرطیکہ گواہی دینے والے اچھے بندے ہوں۔

۴۲۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جب کوئی شخص قرض لیتا ہے اور اس کی نیت ادا کرنے کی ہوتی ہے اور وہ مر جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اُس کا قرض ادا کر دے گا اور جو شخص قرض لیتا ہے اور اُس کی نیت ادا کرنے کی نہیں ہوتی ہے اور وہ مر جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ قیامت میں اُس سے فرمائیگا کیا تو یہ سمجھتا تھا کہ میں اپنے بندے کا حق نہیں لوں گا، پس اس کی نیکیاں قرض خواہ کو دلوا دیجائیں گی اور اگر نیکیاں اس کے پاس نہ ہوں گی تو قرض خواہ کے گناہ اُس کی طرف منتقل کر دیئے جائیں گے۔ (طبرانی حاکم)

۴۳۔ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ قیامت میں ایک مقروض کو لایا جائیگا، اللہ تعالیٰ فرمائیگا تو نے لوگوں کے مال کس چیز میں تلف کیئے یہ عرض کریگا الہٰی تو جانتا ہے جو روپیہ میں نے لوگوں سے لیا تھا اُس میں سے کچھ جل گیا اور کچھ غرق ہو گیا، اللہ تعالیٰ فرمائیگا آج میں تیرا قرض چکا دونگا چنانچہ اُس کی جانب سے قرض چکا دیا جائیگا۔ (طبرانی)

۴۴۔ حضرت ابوالطفیل اور حضرت حذیفہ بن اُسید الغفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جب عورت کے رحم میں نطفہ قرار پاتا ہے تو ایک چلہ گزرنے کے بعد فرشتے آتے ہیں اور دریافت کرتے ہیں کہ اے رب کیا لکھا جائے یہ شقی ہے یا سعید، پس اللہ تعالیٰ جو فرماتا ہے

وہ لکھتے ہیں اور اُس کے عمل، اُس کی حیثیت، اُس کا نصیب، اُس کا رزق اور اُس کی اجل یہ سب لکھنے کے بعد اُس کاغذ کو لپیٹ دیا جاتا ہے اور اُس کاغذ میں نہ زیادہ ہوتا ہے اور نہ اُس میں کمی کی جاتی ہے۔ (احمد، مسلم، ابو عوانہ، ابن حبان)

۴۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں کہ ماں باپ کے نافرمان سے کہا جاتا ہے جو نیکی چاہے کر تجھ کو نہیں بخشونگا اور ماں باپ کے فرمان بردار سے کہا جاتا ہے جو چاہے کر میں تیری مغفرت کردونگا۔ (ابو نعیم) یعنی اللہ تعالیٰ کہتا ہے۔

۴۶۔ ابن قیم مدارج السالکین میں روایت کرتے ہیں کہ جب کوئی بندہ گناہ کرنے کے بعد کہتا ہے اے رب یہ تیری تقدیر اور تیری قضا سے ہوا ہے تو نے ہی میری قسمت میں لکھ دیا تھا تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تو نے کیا ہے، تو جانتا تھا تو نے ارادہ کیا تو نے کوشش کی اور میں اس پر تجھ کو عذاب کرونگا، اور جب کوئی بندہ گناہ واقع ہونے کے بعد یوں کہتا ہے۔ الٰہی میں نے زیادتی کی، میں نے خطائی، میں نے ظلم کیا جو کچھ کیا میں نے ہی کیا تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، میں نے تیرے لئے مقدر کر دیا تھا میری قضا سے ہوا میں نے تیری قسمت میں لکھ دیا تھا میں اس گناہ کو معاف کردونگا اور جب نیکی کرنے کے بعد کوئی بندہ کہتا ہے میں نے یہ عمل کیا میں نے صدقہ دیا، میں نے نماز پڑھی میں نے مسکین کو کھانا کھلایا تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے تجھ کو توفیق دی میں نے تیری مدد کی، اور جب نیکی کرنے کے بعد کوئی بندہ کہتا ہے اے میرے رب تو نے مجھ کو نیکی کی توفیق دی اور تو نے میری مدد کی اور تو نے اس نیک کام کی توفیق دے کر مجھ پر احسان کیا تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تو نے یہ عمل

کیا ہے تو نے ارادہ کیا تو نے ہی کسب کیا۔

۳۷۔ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے یہ بات کہی گئی ہے کہ حضرت موسیٰؑ یا عیسیٰؑ نے حضرت رب العزت سے عرض کیا آپ اپنی مخلوق سے جب خوش ہوں تو اُس کی علامت کیا ہے اور جب آپ اپنی مخلوق سے ناراض ہوتے ہیں تو اس کی نشانی کیا ہے، حضرت حق نے ارشاد فرمایا میری رضامندی کی نشانی یہ ہے کہ مخلوق کی کھیتی کے وقت ان پر بارش کروں، اور کھیتی کاٹنے کے وقت بارش کو روک دوں، اور زمام حکومت مخلوق کے سمجھدار اور بُردبار لوگوں کے ہاتھ میں سپرد کر دوں اور بیت المال اور مال غنیمت کا انتظام سخی لوگوں کے حوالہ کروں اللہ تعالیٰ نے فرمایا میری خفگی اور غصے کی علامت یہ ہے کہ کھیتی کاٹنے کے وقت بارش برساؤں اور کھیتی کرنے کے وقت بارش کو روک دوں اور زمام سلطنت بیوقوفوں کے سپرد کر دوں، اور بیت المال اور مالِ غنیمت کا انتظام بخیلوں کے حوالے کر دوں۔" (بیہقی۔ خطیب)

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغ

سحبان الہند حضرت مولٰنا احمد سعید صاحب کی تصانیف

جنّت کی کنجی ملاحظہ کیجئے جسے حضرت مولانا نے احادیث کی معتبر کتابوں سے تالیف فرمایا ہے، اُردو میں یہ پہلی کتاب ہے ہر انسان مرد عورت کیلئے اس کا مطالعہ بیحد ضروری ہے۔ اس میں بہت سی آسان باتیں درج ہیں جو عام طور پر لوگوں کو معلوم نہیں اور جن پر عمل کرنے سے آپ جنّت کے حقدار بن جائینگے۔ اس کتاب میں ۱۲۳۵ حدیثوں کا نہایت سلیس اور عام فہم ترجمہ ہے جن میں جنّت کی خوشخبری دیگئی ہے اور پوری کتاب ۲۰۵ صفحات پر مشتمل ہے۔

قیمت تین روپے چار آنے (۳؎) علاوہ محصول ڈاک

دوزخ کا کھٹکا اس کتاب میں اُن احادیث کا صاف اور شستہ اُردو میں ترجمہ کیا گیا ہے۔ جن کا تعلق اعمال سیئہ سے ہے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان لوگوں کیلئے جو اعمال سیئہ اور خبیثہ کا ارتکاب کرتے ہیں جن الفاظ میں وعید فرمائی ہے اور خدا کے غضب سے ڈرایا ہے۔ ان تمام احادیث کو مختلف عنوانات کے ماتحت جمع کردیا ہے دوزخ کے کھٹکے میں تقریباً ۱۸۰۴ حدیثوں کا ترجمہ ہے۔ دوزخ کے کھٹکے کے متعلق یہ کہا جاسکتا ہے کہ اُردو میں آجتک اتنا بڑا ذخیرۂ ترہیب کا سوائے اس کتاب کے اور کسی میں نہیں ملیگا۔ اسکے متعلق کہا جاسکتا ہے جو شخص اس کتاب کا مطالعہ کرے وہ نواہی کے بہت بڑے حصے سے واقف ہوسکتا ہے۔ ہر حدیث کے نیچے کتاب کا حوالہ بھی دیدیا گیا ہے اور اس جدید ایڈیشن میں راویوں کے نام بھی دیدیئے گئے۔ اور یہ مذہبی کتاب ہونے کے باوجود اس قدر دلچسپ ہے کہ شروع کرنے کے بعد چھوڑنے کو

دل نہیں چاہتا۔ قیمت دو روپے چار آنے مجلد، علاوہ محصول ڈاک۔

رسول کی باتیں اس کتاب میں تقریباً بیس عنوان ہیں جس میں توحید، رسالت، قرآن۔ قیامت۔ عالم برزخ، قبر کا حساب نکیرین کی پوچھ گچھ۔ تقدیر۔ کتب آسمانی اور ملائکہ۔ علم کے فضائل۔ طہارت کا صحیح طریقہ۔ مسواک کی شرعی اہمیت۔ غرض یہ ہے ہر عنوان کے تحت میں اس کی مناسبت سے احادیث کو جمع کیا گیا ہے جو حدیث جس جگہ سے لی گئی ہے اس کا حوالہ بھی دیا گیا ہے۔ اور ساتھ ساتھ اُن کے راوی کا نام بھی درج کیا گیا ہے۔ جنہوں نے رسول خدا سے اس حدیث کو نقل کیا ہے یعنی آپ کو اس کتاب کے مطالعہ سے یہ آسانی سے معلوم ہو جائے گا کہ فلاں مضمون حدیث کے راوی کونسے صحابی ہیں۔ اگر آپ اپنی چند روزہ زندگی کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقے پر بسانی چاہیں تو آپ کیلئے اس کتاب کا مطالعہ بہت ضروری ہے نہ صرف آپ کیلئے بلکہ آپکے بچے اور بچیوں کیلئے بھی اس قسم کی سہل اُردو کی مذہبی کتابوں کا مطالعہ ضروری ہے۔ قیمت دو روپے چار آنے (عہ) مجلد علاوہ محصول ڈاک۔

پہلی تقریر سیرت مولانا کی یہ وہ مشہور تقریر ہے جو آپ نے ۱۳۵۱ھ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر کی تھی۔ مولانا کی اس تقریر کو جو مقبولیت حاصل ہوئی ہے وہ محتاج بیان نہیں ہے۔ مولانا کی اس تقریر کے متعلق اخبارات و رسائل نے جن خیالات کا اظہار کیا ہے ان کا شائع کر دینا کافی ہوگا۔

معارف کی رائے۔ تقریر مجموعی حیثیت سے بیحد دلچسپ اور مطالعہ کے قابل ہے۔

جامعہ کی رائے۔ مولانا نے نہایت شگفتہ اور اچھوتے انداز میں آنحضرتؐ کی سیرت قوم کے سامنے پیش کی ہے۔

مدینہ بجنور کے تاثرات جو حضرات سیرت نبوی کے ساتھ حالات حاضرہ پر نہایت دلفریب تبصرہ ملاحظہ فرمانا چاہیں وہ اس تقریر کو منگا کر ضرور مطالعہ کریں۔

خلافت کا اظہار خیال۔ ضرورت ہے کہ یہ کتاب ہر مسلمان کے گھر میں پہنچائی جائے۔

مذکورہ چند اخبارات و رسائل کی رائے اس امر کی ضامن ہے کہ یہ کتاب مسلمانوں کیلئے بیحد ضروری اور مطالعہ کے قابل ہے قیمت دو روپے (عہ) علاوہ محصول ڈاک۔

دوسری تقریر سیرت مولانا کی یہ دوسری تقریر سیرت وہ ہے جو آپ نے ناگپور میں کی تھی اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور آپ کی تبلیغی مشکلات اور مخالفین کے دردانگیز مظالم اور آپ کے صبر و تحمل کا دیگر انبیاء سابقین سے مقابلہ اسقدر دلچسپ اور دلکش پیرایہ میں بیان کیا ہے جو دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ اس سلسلے میں بعض احادیث کی تشریح و توضیح قرآنی آیات کی تفسیر اور بعض تفسیری شبہات کا حل اور صدہا نکات و لطائف اور تصوف کے مسائل اس خوبی سے عام فہم اردو میں بیان کئے گئے ہیں جن کی تفصیل اس مختصر اشتہار میں ظاہر نہیں کی جاسکتی مولانا نے باتوں باتوں میں بعض ایسے مسائل کو حل کیا ہے جن کا بڑی بڑی کتابوں میں بھی ملنا مشکل ہے۔ قیمت دو روپے آٹھ آنہ

علاوہ محصول ڈاک

تقاریر حضرت مولانا احمد سعید صاحب سابق ناظم جمعیۃ علماء ہند کی اب سے پندرہ بیس سال پہلے کی تقاریر کا یہ مجموعہ ہے۔ یہ انقلابی تقاریر جنہوں نے ہندوستان میں ایک انقلاب برپا کردیا اور ہر شخص اپنی اپنی جگہ پر یہ سمجھنے پر مجبور ہو گیا کہ ہندوستان کی آزادی ہمارا پیدائشی حق ہے۔ اور کوئی ظالم سے ظالم حکومت بھی ہم کو اس حق سے محروم نہیں کرسکتی، اگرچہ حق

بات کو دبانے کے لئے سینکڑوں مرتبہ پر امن ہندوستانیوں پر لاٹھی چارج اور گولیوں کی بوچھاڑ بھی کی گئی مگر حق کے سامنے باطل کو گھٹنے ٹیکنے پڑے اور چالیس پچاس سال کی متواتر جدوجہد کے بعد حکومت نے گھٹنے ٹیک دیئے اب آپ خود ان تقاریر کو پڑھنے کے بعد میں فیصلہ کرنے پر مجبور ہوں گے اس آزادی کی جنگ کو کامیاب بنانے میں حضرت مولانا کی ان تقاریروں کو بہت زیادہ دخل ہے۔

اور ان ہی تقاریر کی پیدائش میں حضرت مولانا کو کئی دفعہ اسیر فرنگ بھی ہونا پڑا مگر خدا کا شکر ہے جو بات حق سمجھتے کے بعد اب سے تیس سال قبل کہی تھی۔ حضرت مولانا اس پر اب بھی قائم ہیں۔ اگر سیاسی عقائد معلوم کرنا چاہیں اور ساتھ ساتھ مذہبی معلومات بھی حاصل کرنا چاہیں تو آپ کو یہ کتاب ضرور منگا کر ملاحظہ فرمانی چاہیے اس مجموعہ میں جتنی تقریریں جمع کی گئی ہیں وہ پڑھنے کے قابل ہیں۔ ہمیں امید ہے کہ آپ ہر تقریر کو ختم کرنے کے بعد ہمارے انتخاب کی داد دینے پر مجبور ہونگے ہم نے بڑی جستجو کے بعد اس نادر ذخیرہ کو ایک جگہ جمع کیا ہے۔ پوری تقاریر کی تعداد تقریباً ۱۲ یا ۱۴ ہیں۔ ایک مشہور تقریر جو آپ نے بہار کے زلزلہ کے موقع پر کی تھی جس وقت آپ اس تقریر کو پڑھیں گے تو یہ معلوم ہوگا کہ بہار کے زلزلہ کا نقشہ آپ کے سامنے ہے۔ آپ توبہ کرنے اور خدا کی طرف رجوع ہونے پر مجبور ہوں گے۔ قیمت دو روپے چار آنے مجلد علاوہ محصولڈاک۔

رسول اللہؐ یہ آقائے نامدار جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مختصر مگر جامع اور عام فہم سوانح عمری ہے اس

چھوٹی سی کتاب میں تقریباً سو سے زیادہ عنوان قائم کر کے ہر ہر عنوان کے تحت ضروری واقعات لکھے گئے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جن غزوات میں خود شرکت فرمائی ہے یا صرف صحابہ کو بھیجا ہے ان کو بھی تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے اگر اس کتاب کے متعلق یہ کہا جائے کہ سمندر کو کوزہ میں بند کر دیا ہے تو شاید بیجا نہ ہوگا۔

اُردو زبان اس قدر سہل ہے کہ معمولی پڑھا لکھا آدمی اور چھوٹے بچے بچیاں آسانی کے ساتھ پڑھ اور سمجھ سکتے ہیں۔

قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے۔ مجلد عہ علاوہ محصول ڈال

صلوٰۃ وسلام

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجنے کے بیشمار فضائل ہیں مسلمان ان سے بہت کم واقف ہیں حضرت مولانا الحاج حافظ احمد سعید صاحب سابق ناظم جمعیۃ علماء ہند نے قرآن حکیم اور احادیث صحیحہ کی وہ تمام ہدایات یکجا جمع فرمادی ہیں۔ جو درود وسلام کے فضائل پر مشتمل ہیں۔ اس قسم کا مجموعہ اُردو میں آجتک نہیں پیش کیا گیا۔ ترتیب اور عبارت عام فہم اُردو زبان میں نہایت شگفتہ ہے۔ یہ کتاب مسلمان بچوں اور عورتوں کے لئے خاص طور پر مفید اور محبان رسول کے لئے حرز جان بنانے کے لائق ہے ضخامت تقریباً اسّی صفحات لکھائی چھپائی نہایت عمدہ اور دیدہ زیب ہے۔
قیمت بارہ آنے (۱۲) علاوہ محصول ڈاک۔

پردہ کی باتیں

یہ حضرت سحبان الہند مولانا احمد سعید صاحب سابق ناظم جمعیۃ علماء ہند کی اُن تقاریر کا مجموعہ ہے جو آپ نے مختلف

مواقع اور مختلف موضوعات پر آل انڈیا ریڈیو کہیں جن کو ریڈیو سننے والے حضرات نے بہت زیادہ پسند کیا۔

سب سے پہلی تقریر جس سے کتاب شروع ہوئی ہے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت ہے جو آپ نے ایک اچھوتے انداز میں پیش کی ہے دوسری تقریر یہ ہے شبِ برأت کیا ہے؟ شب برأت میں ہمکو کیا کرنا چاہیئے۔ تیسری تقریر ہے رمضان کی برکتیں، رمضان میں کیا کیا برکتیں خدا کی طرف سے نازل ہوتی ہیں چوتھی تقریر ہے عید مبارک مسلمانوں کو عید کی مبارکباد پیش کیگئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ روزہ رکھنے کے بعد مسلمان عید کیوں مناتے ہیں۔ آپ کی پانچویں تقریر ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کی بعثت کا مقصد یعنی حضور کا دنیا میں تشریف لانے سے کیا مقصد تھا اور آپ اپنے مشن میں کس طرح کامیاب ہوئے کہ دُنیا کو حیرت ہو گئی نہ پڑھنا جانتے تھے نہ لکھنا۔ مگر جو قانون دُنیا کے سامنے پیش کیا وہ اتنا جامع اور مکمل تھا کہ دُنیا اُس سے بہتر قانون پیش کرنے سے عاجز رہی اور عاجز ہے آپ کی ایک تقریر ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جنگی اصول۔ اس تقریر میں آپ نے موجودہ جنگی اصولوں سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جنگی اصولوں کا مقابلہ کیا ہے۔ اور آخر میں آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ دُنیا نے باوجود کوشش کے جنگ کے سلسلہ میں بھی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہتر قانون پیش نہیں کیا۔ آخر میں آپ کی ایک تقریر ہے جیل کی دلچسپیاں۔ اس میں آپ نے اپنی سب سے پہلی گرفتاری کے حالات نفیس انداز سے بیان فرمائے ہیں اور بتایا ہے کہ خلافت کی تحریک میں ہمارے ساتھ جیل میں کیا معاملہ کیا گیا۔

اور ہم کو کس طرح رکھا گیا۔ کتاب اول سے آخر تک نہایت دلچسپ اور پڑھنے کے قابل ہے۔ قیمت ایک روپیہ دو آنہ (عہ) علاوہ محصول۔

مضامین جس وقت حضرت سحبان الہند مولانا احمد سعید صاحب سابق ناظم جمعیۃ علماء ہند نظامت کے فرائض انجام دے رہے تھے اس وقت جمعیۃ علماء ہند کا اخبار الجمعیۃ سہ روزہ آپکی نگرانی میں شائع ہوتا تھا اور آپ کے عالمانہ مضامین بھی اس میں شائع ہوتے تھے اگرچہ اخبار کے بند ہونے اور اس کے فائل گم ہو جانے سے ایک بہت بڑا ذخیرہ مضامین کا ضائع ہو گیا۔ مگر اس وقت جتنے مضامین ہم کو مل سکے ان کو ترتیب دیکر کتابی شکل میں شائع کیا جا رہا ہے۔

سب سے پہلا مضمون وہ ہے جو آپ نے گجرات جیل میں لکھ کر اخبار کے لئے روانہ فرمایا تھا وہ "شعبان اور اسراف" اسراف کی مذمت اور برائی قرآن شریف سے ثابت کی ہے اور بہت سی قرآن شریف کی آیتیں اسراف کی مذمت میں پیش کی ہیں اسی طرح ایک مضمون ہے "روزہ صوفی کی نظر میں" فطرت انسانی اور عید" مدینہ طیبہ کے یتیم کی عید" محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری خطبہ حیاتِ خلیل علیہ السلام پر ایک مضمون۔ ایک مضمون ہے رحمۃ للعالمین، شاہان مغلیہ کی اولاد۔ ان کے علاوہ اور کئی مضمون ہیں محرم اور بقر عید وغیرہ پر آخری مضمون ہے۔ اسلام میں عورت کا مرتبہ۔ اس میں تمام مذاہب سے مقابلہ کیا ہے اور آخر میں یہ بتایا ہے کہ سوائے اسلام کے اور کسی مذہب میں عورت کی کوئی حیثیت نہیں ہے مضمون قرآن شریف اور احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عربی

میں لکھا گیا ہے۔ جا بجا قرآن شریف کی آیتیں اور حدیثیں بھی نقل کی گئی ہیں۔ تمام مضمون نہایت دلچسپ اور پڑھنے کے قابل ہیں۔ کتاب کی ضخامت تقریباً دو سو صفحات سے بھی زیادہ ہے قیمت دو روپے آٹھ آنے (عہ) محصول ڈاک علاوہ۔

شوکت آرا بیگم یہ حضرت مولانا کا ایک مذہبی ناول ہے۔ جو آپ نے اب سے بیس پچیس سال قبل لکھا تھا جس کا پہلا ایڈیشن خاموش تبلیغ کے نام سے شائع ہو کر ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو چکا تھا۔ ایک عرصہ سے یہ کتاب نایاب تھی۔ اب اس کا جدید ایڈیشن شوکت آرا بیگم کے نام سے بہترین ڈسکور کے ساتھ شائع کیا گیا ہے۔

شوکت آرا بیگم کے متعلق یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس کتاب کا ہر گھر میں ہونا ضروری ہے حضرت مولانا نے اس ناول میں کوئی مذہبی بحث چھوڑی نہیں ہے یہانتک کہ شادی بیاہ کا طریقہ اور ہندوستان دار الحرب ہے کہ دار السلام بنک سے سود لے سکتے ہیں یا نہیں اور اگر لے لیں تو اس کو اپنی ضرورت پر خرچ کرنا جائز ہے یا نہیں۔

۱۸۵۷ء میں حکومت نے غریب مسلمانوں کو کس طرح پائمال کیا اور ہندوؤں سے کس طرح عزت کا معاملہ کیا۔ اور حکومت کی ہمیشہ یہ پالیسی رہی کہ مسلمانوں کو دفتر سے نکال کر ہندوؤں سے اس جگہ کو پر کیا گیا۔ اس کی تہ میں کیا جذبہ تھا اور یہ پالیسی تفریق کی کیوں اختیار کی گئی۔

بہر کیف شوکت آرا بیگم ناول پڑھنے کے قابل ہے۔ اُمید ہے کہ آپ اس ناول کو منگا کر ضرور ملاحظہ فرمائیں گے۔ قیمت دو روپے (مجلد) علاوہ محصول ڈاک

ہمیں امید ہے حضرت مولانا کی دوسری تصانیف کی طرح یہ کتاب بھی کافی مقبولیت حاصل کرے گی انشاء اللہ۔

مشکل کشا .... تمام مصروفیتوں اور طویل علالت کے باوجود حضرت مولانا نے سیکڑوں کتابوں کے مطالعہ کے بعد قلم اٹھایا اور ایک بہت بڑا ذخیرہ عربی سے اردو میں منتقل کر دیا۔ یعنی اوپر عربی میں دعا ہے اور نیچے اس کا عام فہم بامحاورہ ترجمہ ہے۔ وظیفہ پڑھنے کے اوقات اور شمار وغیرہ کو بھی شامل کر دیا ہے قیمت عہ

اصلاح الرسوم خدا تعالیٰ حضرت مولانا اشرف علی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر میں نور بھرے کہ انھوں نے کس قدر خدمت دینی کی ہے اور سیکڑوں کتابیں تبلیغی لکھی ہیں۔ علاوہ قرآن کا ترجمہ و تفسیر کے عوام الناس کے لئے بھی بہت کتابیں لکھی ہیں ہر بات ہر رسم کو اسلام کی کسوٹی پر کسا ہے۔ اور جو چیز کسوٹی پر پوری نہیں اتری تو لوگوں کو بتایا ہے یہ چیز کھوٹی ہے۔ اور کھوٹی چیز کو کھرا سمجھ کر خریدنا نادانی ہے۔ سوائے اس کے کہ خریدنے والا ہمیشہ ٹوٹے میں رہے اور کف افسوس ملے اسکے علاوہ کچھ نہیں ہر چیز کے رد میں قرآن اور حدیث رسول اللہ کو پیش کیا ہے آپ کی سیکڑوں تصانیف میں سے ایک کتاب اصلاح الرسوم بھی ہے جس میں شادی غمی نکاح بیاہ وغیرہ میں جو خرافات ہوتی ہیں ان کا مدلل رد کیا ہے۔ اگر آپ یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ حضرت علیؓ کا نکاح اور خاتون جنت حضرت فاطمہ زہراؓ کا نکاح کس طرح ہوا اس میں کیا رسوم دھوم دھام

گانا بجانا تھا کہ نہیں کیا جہیز تھا عورتوں کا گھر سے نکلنا عردوں کا گانا سننا مردوں پر چیخ چیخ کر رونا جائز ہے کہ نہیں اگر آپ ہر رسم کے متعلق شرعی فیصلہ دیکھنا چاہیں تو اس کتاب کو ضرور ملاحظہ فرمائیں۔ ۱۹۶ صفحات مجلد عہ

تعلیم الدین حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی عام فہم تصنیف ہے جس کی تعلیم ابتدائی بچوں اور بچیوں کے لئے نہایت ضروری ہے عقاید و تصدیقات۔ شرک، قبروں پر بدعتیں، ایمانی درجے، گناہ کے نقصانات وغیرہ قرآن و حدیث کی روشنی میں لکھی گئی ہے۔ کئی ایڈیشن چھپ کر ہاتھوں ہاتھ نکل چکے ہیں۔ قیمت ایک روپیہ بارہ آنے مجلد عہ علاوہ محصول۔

حیات المسلمین حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی عام فہم تصنیف ہے جس کی تعلیم ابتدائی بچوں کیلئے خصوصیت سے ضروری ہے بڑوں کی معلومات میں اضافہ کیلئے اس کا مطالعہ مفید ہے۔ بدعت کی مذمت ایمانی درجہ۔ گناہ کے نقصان اور نیکی کے فائدے زکوٰۃ اور صدقہ روزہ وغیرہ کا مفصل بیان ہے۔ قیمت مجلد عہ علاوہ محصول ڈاک۔

مترجم اعمال قرآنی حضرت مولانا اشرف علی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف کا یہ ہندوستان میں پہلا ایڈیشن ہے جو ترجمہ اور ابتدا میں فہرست مضامین کے ساتھ شائع کیا گیا ہے۔ قیمت مجلد ایک روپیہ آٹھ آنے۔

ازبلا اسپین کے ایک بڑے پادری کی لڑکی ہے۔ جوان ہوتے ہی اس نے اسلام کا مطالعہ شروع کر دیا۔ کچھ عرصہ بعد اس نے اپنے مسلمان ہونیکا بھی اعلان کیا۔ جب عیسائیوں کو اس کے مسلمان ہونیکی خبر لگی

تو تمام پادریوں نے ملکر اُس پر مظالم کے پہاڑ ڈھانے شروع کر دیئے۔ مظالم اس قدر دردانگیز تھے کہ دیکھنے والوں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے تھے۔ مگر وہ لڑکی اسلام پر ثابت قدم رہی اور اس نے اعلان کیا کہ اگر تم کو اسلام کی حقانیت پر شبہ ہو تو میں تم سے مناظرہ کرنے کو تیار ہوں۔ چنانچہ ہمت کر کے چند عیسائی میدان میں آئے، مناظرہ شروع ہوا۔ فضیلت اسلام پر جس قدر دلائل ممکن تھے وہ تائید الٰہی سے ازبلا نے پادریوں کے مقابلے میں اس خوش اسلوبی سے پیش کئے کہ سامعین حیرت سے اس کا مُنہ تکنے لگے۔ پادریوں سے کوئی جواب بن نہیں پڑا۔ مناظرہ کی پوری کیفیت اس کتاب میں قلمبند ہے۔ اگر آپ عیسائیت کے مقابلہ میں اسلام کی حقانیت کے بیشمار دلائل سے واقفیت حاصل کرنا چاہتے ہیں تو آج ہی آرڈر لکھ کر ہم سے ازبلا منگا ئیے۔

قیمت ایکروپیہ بارہ آنے (۱۲/۱) علاوہ محصولڈاک

سفرنامہ اسیر مالٹا ہندوستان کے مشہور عالم بے بدل علامہ حضرت شیخ الہندؒ اور حضرت کے مُریدین کا تاریخی اور بےمثل سفرنامہ ہے۔

قیمت مجلّد دو روپیہ (عدار) علاوہ محصولڈاک۔

غدر کے چند علماء (از مفتی انتظام اللہ شہابی) یہ وہ انقلابی ہستیاں ہیں جنہوں نے پہلی جنگ آزادی ۵۷ء میں نوائے حریت بلند کیا۔ اور مجاہدانہ طور سے انگریز سے ٹکراؤ لیا اور ہر جگہ نیچا دکھایا۔

قیمت ایک روپیہ بارہ آنے مجلّد۔ علاوہ محصولڈاک۔

ایسٹ انڈیا کمپنی اور باغی علماء (از مفتی انتظام اللہ شہابی)، پہلی جنگ آزادی کی محققانہ تاریخ انقلاب ۱۸۵۷ء کی اسکیم کی روداد اور جنگ مولوی احمد اللہ شاہ، نانا راؤ پیشوا عظیم اللہ خاں جنرل، تانتیا ٹوپی۔ جنرل بخت خاں۔ حضرت محل (لکھنؤ) رانی لکشمی بائی جھانسی اور ان کے ساتھی علما۔ شہزادے نواب، راجہ، تعلقدار جو ایسٹ انڈیا کمپنی کو ملک سے نکال دینے کے لئے سربکف میدان عمل میں آ گئے تھے۔

قیمت صرف دو روپے (عار) محصول ڈاک علاوہ۔

علمائے حق اور ان کی مظلومیت کی داستانیں (مفتی انتظام اللہ شہابی) مسلمانوں کے دور اولین سے لیکر اس وقت تک علمائے حق کی ایک جماعت ہر زمانہ میں رہی۔ حق گوئی ان کا شعار تھا جس کی بدولت حکومت وقت نے سیاسی شکنجہ میں انہیں کسا جیل خانہ میں رکھا دُرے لگوائے قلعہ پر سے پھنکوا دیا بڑے سے بڑے باجبروت بادشاہ سے یہ حضرات بے باک رہے ہر ظلم و ستم کو حق بات کہنے کے پیچھے خندہ پیشانی سے جھیلا کئے۔

قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے (عہ) علاوہ محصول ڈاک۔

اسلامی معاشرت (از مفتی انتظام اللہ شہابی) اس کتاب کو سامنے رکھ کر اپنی زندگی کو اسلامی سانچے میں ڈھالئے

قیمت دو روپے چار آنے (عہ) علاوہ محصول ڈاک۔